فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

کتابُ التَّوحِید

اَلَّذِیْ هُوَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَی الْعَبِیْدِ

تالیف

الامام العلامہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالےٰ

مترجمہ

مولٰینا ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد السورتی

کلمۂ توحید "لا الہ الا اللہ" ہر مسلمان زبان سے ادا کرتا ہے، مگر جب تک اس کے معنی نہ سمجھے ان کے شروط سے واقف نہ ہو کوئی فائدہ نہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سے رسمی امور ایسے معلوم ہوں گے جو شرعاً ناجائز ہیں بہت سی بدعتیں اور برائیاں ظاہر ہوں گی۔ ضروری ہے کہ ہر شخص اس کو نہایت غور و تدبّر سے پڑھے، اور جو نقائص معلوم ہوں انکی فوراً تلافی کی جائے۔

ناشران

نور محمد۔ اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب مقابل آرام باغ فریر روڈ کراچی

فہرست مضامین

کتاب التوحید

مقدمۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور، ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ٥ ھو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلاً، واجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون ٥ وھو اللہ فی السمٰوات وفی الارض یعلم سرکم وجہرکم ویعلم ما تکسبون ٥ وما تاتیہم من ایۃ من ایات ربہم الا کانوا عنہا معرضین ٥ فقد کذبوا بالحق لما جاءھم فسوف یاتیہم انبٰؤا ما کانوا بہ یستہزءون ٥ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا ٥ وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا، تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر ٥ الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً، وھو العزیز الغفور ٥ سبحن اللہ حین تمسون وحین تصبحون ٥ ولہ الحمد فی السمٰوات والارض و

عَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَعَثَهٗ شَاهِدًا وَّ
مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا، وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا، سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ، رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ
وَاَصْحَابِهٖ نُجُوْمِ الدِّیْنِ، وَقُدْوَةِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ، الَّذِیْنَ قَامُوْا
لِاِعْلَاءِ كَلِمَةِ التَّوْحِیْدِ الْقِیَامَ الْمُبِیْنَ، وَجَاهَدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ
وَكَانُوْا مِنَ الصَّابِرِیْنَ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، فَصَارُوْا مِنَ
الْفَائِزِیْنَ، وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ، اٰمِیْن

اَمَّا بَعْدُ:- اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل ورحمت سے انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے۔ ان کے ذریعہ مخلوق کو اپنی مرضی سے آگاہ کیا، مفسد اخلاق اور ناپسندیدہ باتوں کی ممانعت فرمائی یہ ایسی برائیاں تھیں جن کے ہوتے ہوئے کسی طرح انسان نیکی بدی، بھلائی برائی میں ہرگز تمیز نہیں کر سکتا۔ اس کی سلیم فطرت، عقل و بینائی تباہ و برباد ہو جاتی اور پھر انسان وحیوان میں کسی قسم کا امتیاز ہی باقی نہ رہتا۔ قلب کے صحیح علاج کیلئے یہ پاک نفوس آئے۔ ان کی تعلیم سے انسان حقیقی انسان اور کامل بن گیا۔ یہ ابناء جنس کی خیر و فلاح، بہبود و کمال کو اپنا اصل اصول اور اسی کی اپنی حیات کا لب لباب وخلاصہ اور غایت سمجھتے تھے، ایک لمحہ کے لئے اس سے غفلت کو موت اور اس سے بے پرواہی کو تباہی و بربادی خیال کرتے تھے۔ اگر انسان نما حیوان ان کے جانی دشمن اور ان کے خون کے پیاسے، عزت و آبرو کے فنا کرنے میں کوئی موقعہ باقی نہ رکھتے نہ کسی قسم کی فروگذاشت روا سمجھتے۔ مگر انہوں نے اپنے میدان عمل میں سبقت و سرعت تقدم و ترقی کو اپنا نصب العین بنا لیا تھا۔ آگے بڑھ کر پیچھے ہٹنا کبھی نہ جانتے تھے۔ خواہ ساری دنیا سے مقابلہ ہو۔ کوئی فوج و لشکر، قوت و سطوت، مملکت و سلطنت ان کے عزم راسخ میں ذرہ برابر خامی دکمی نہیں پیدا کر سکی، نہ اس کی کچھ حقیقت ان کی نظروں میں قائم ہوئی، یہ اپنے مقاصد کی تحصیل، خدا کے احکام کے اتمام میں کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ بہت سے دشمن اقوام و ملوک، جبابرہ وقیاصرہ ان کے خلاف اپنی تمام قوت، ساز و سامان، اسلحہ و اوزار سے مقابلہ کے لئے تیار ہوئے، تمام آلات و اسباب کی نمائش کی، مگر نتیجہ کیا ہوا، وہی جسے اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا۔
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ وَّاَصْحَابُ الْاَيْكَةِ

وقوم تبع کل کذب الرسل فحق وعید

(قوم نوح اور رس والے اور ثمود، عاد، فرعون، اور لوط کی قوم، ایکہ والے اور تبع کی قوم یہ سب اللہ کے انبیاء کو جھٹلا کر ان کے مقابلہ میں آئے بالآخر اللہ کے عذاب کا وعدہ سچا ہوا) یہ سب کے سب برباد و فنا کر دیے گئے۔ ان کے نام لیوا آج دنیا میں باقی نہیں۔

انبیاء اللہ ہر بہتر صورت سے بنی نوع انسان کو صراط مستقیم، اللہ کی مرضی، راہ حق سمجھاتے۔ مگر یہ لوگ اپنے رسم و رواج، بزرگوں اور باپ دادا کی تقلید پر اڑے رہتے، اور تکبر و نخوت، الحاد و مکر، خبث و عناد میں روز بروز ترقی کرتے اور اللہ کے نیک بندوں پر پھبتیاں اڑاتے، اُن پر غمزے کرتے، اور ان کو ہر طرح کی ذلت دینے کے لئے ساری کوشش ختم کر دیتے تھے، آخر یہ سب باتیں کس لئے؟ محض اس لئے کہ وہ ان کی اخلاقی خرابیوں کی اصلاح اور انہیں بے راہی سے ہٹا کر سیدھی راہ پر لگانا چاہتے تھے، قانون الٰہی کی پابندی میں صحیح اخوت، مساوات، عدل و انصاف کا درس دینا چاہتے تھے، وہ یہ چاہتے تھے کہ جس طرح یہ سب اللہ کے بندے اور اسی کی مخلوق ہیں صرف اسی کی بندگی کریں، اور اسی کے روبرو اپنی عبودیت، عجز و انکساری کا اظہار کریں، اور آپس میں محبت و الفت سے زندگی گذاریں، مال و زر جاہ و حشم، سطوت و شوکت کی محبت میں ایسے مغرور نہ بن جائیں کہ حق و باطل کی تمیز ان کے دل سے فنا ہو جائے، جن و پری، بھوت و دیو، زندہ و مردہ، غوث و قطب کسی کو نافع و ضار، خیر و شر کا مالک نہ سمجھیں، اور صرف اللہ کو ہی مختار کل اور مسبب الاسباب تسلیم کریں۔

نہ ان اللہ کے بندوں نے دشمنی کی کوئی صورت کی تھی، نہ ان کے مال و جائداد، عزت و ناموس پر کسی قسم کا حملہ کیا تھا، نہ ان کی بربادی کی کچھ سعی کی تھی بلکہ یہ عداوت محض اس لئے تھی کہ وہ ایک خدا کی طرف بلاتے، اور اس کی عبادت میں اخلاص پر زور دیتے تھے، ان کے مظالم کی اصلاح اور تعدی کو مٹانا چاہتے تھے۔ جس غرض کو لیکر یہ لوگ آئے تھے اس کی تکمیل ایسے علو ہمت، استقلال و استقامت سے کی کہ کسی وقت اسے لغزش نہ ہوئی۔ جس قدر مصائب و آفات، آلام و مشکلات کا سامنا ہوا سب کو برداشت کیا، تمام عوائق ختم ہو گئے آفات کے پردے چاک ہو گئے ظلمت شرک و باطل مٹ کر حق کا نور ظاہر ہوا، وہ اپنا کام پورا کر گئے، ان کی روشن زندگی پچھلوں کے لئے نمونہ و اسوہ بن گئی، ان سب انبیاء میں ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء آخری نبی ہیں۔ آپ ایسے وقت تشریف لائے کہ دنیا بدترین مظالم و شرک کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی، سلطنتیں آپس کے عداوت میں مبتلا ہو کر جنگ و جدل، قتل و غارت کے سوا کچھ نہ جانتی تھیں، رشوت اور ہر قسم کی بے قاعدگی عام تھی، گھر گھر بت خانے بنے ہوئے تھے، زنا، چوری، شراب خوری، قمار بازی، لوٹ مار اور غارت گری عام و شائع تھی، بہائم کی طرح ایسی زندگی گذاری جاتی تھی کہ حلال و حرام میں کوئی تمیز باقی نہ رہی تھی، حرص و طمع اور مکر و رشوت ستانی ایسی غالب تھی کہ کسی قسم کے انصاف و عدل کی امید ہی نہ تھی، ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے دین مبین نازل فرما کر اپنے بندوں پر نعمت کی تکمیل کی۔ توحید کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ جس کا اقرار ؟اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں؟) کے ذریعہ عالم ارواح میں لیا گیا تھا اور

جس پر بندوں نے بلٰی (ہاں) کہہ کر اقرار کیا تھا۔ اس عہد کو پس پشت ڈال کر یہ ہوچکا تھا کہ کسی نے دو خدا بنائے تھے ایک خالق خیر، دوسرا خالق شر، کوئی تین خدا مانتا تھا، کسی نے سورج، چاند، ستارہ، جن، بھوت، پری، پتھر، امام، پیر، مولوی، درویش، قبر، تصویر، مورت، دریا، پہاڑ، کیڑے، مکوڑے، غرض ہر چیز کی پرستش اپنے دین وایمان کا جزو اعظم بنا رکھی تھی۔ ایسے وقت میں صحیح توحید کی تعلیم دی گئی۔ توحید کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ زبان سے اللہ کو ایک کہو اور جس قدر برائیاں، شرک وبدعت کے کام ہوں کرتے رہو، یہ درحقیقت توحید کو بدنام کرنا اور اس سے مسخراپن ہے۔ توحید کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک بات میں اللہ وحدہ لاشریک کو یکتا مانیں، اسی کے احکام کے پابند ہوں، اور تمام مخرب اخلاق، مفسد باتوں سے پوری طرح اجتناب کریں، شرک، فسق وفجور رسم ورواج زندہ ومردہ، غوث وقطب، جن وملک ان تمام چیزوں سے الگ ہوکر صرف ذات باری تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا جائے، ہر خیر وشر، نیکی وبدی، نفع وضرر، مرض وصحت، ترقی وتنزل حاجت وضرورت میں اسی کی طرف توجہ کی جائے، اور اسی کو اپنا معین وناصر، کارساز وحمایتی، فریادرس ومستغاث سمجھا جائے، ہر قسم کی ضرورت میں اسی سے التجا وفریاد کی جائے۔ اور ہمیشہ اس کے فرمان کی اتباع مدنظر رہے، اس کے حکم کے سامنے کسی بڑے چھوٹے غریب وامیر، حاکم ومحکوم کی کوئی وقعت وحرمت نہ ہو، زندگی اور موت اور اسکے تمام اسباب وعلائق محض اسی سے متعلق ہوں اور اسی کے واسطے ہر چیز قربان کی جائے۔

اسلام نے توحید وشرک کی جو تقسیم کی اور اس کے متعلق جو تعلیم دی اس کی مثال دنیا کی کسی تعلیم میں نہیں مل سکتی، چونکہ یہ آخری تعلیم تھی اور اس وقت شرک وکفر کے تمام رسوم وطریقے بھی انتہائی حالت پر پہنچ چکے تھے، اس لئے پوری تعلیم کی ضرورت بھی واقع ہوئی، اور ایسا ہی ہوا کہ توحید نے آکر صرف ظاہری اصلاح نہیں کی، بلکہ اس کے ماننے والوں کی دینی ودنیوی ظاہری وباطنی وہ کچھ اصلاح کی جو اس کے بغیر ہرگز ممکن نہ تھی، چنانچہ عرب میں جہاں اس کی سب سے اول تلقین کی گئی، اصلی کیفیت ظاہر ہوئی، ان کی خانہ جنگیوں کو یک قلم مٹا دیا، ان کے نسب وحسب کے تفرقے فنا کردیئے ان کی جنگی قوت آپس سے ہٹاکر اعداء کے مقابل کی گئی۔ ان کی تفرقہ پردازی اور ان کے اختلاف کو اتحاد واخوت، انتظام ونظم سے بدل دیا وہ دشمنی کے بعد بھائی بھائی، ذلت کے بعد عزت والے، مغلوبیت کے بعد غالب، فقر کے بعد غنی، بداخلاقی کے بعد بااخلاق بن گئے، عدل وانصاف نے ظلم وفساد کی جگہ حاصل کرلی اور ایسی قوم جسے علم سے کوئی تعلق نہ تھا، جو جہاں بانی جہاں کشوری سے بہت بعید تھی، علماء وفقہاء اور فاتح دنیا کی صف اول میں شمار ہونے کے قابل بن گئی، تقویٰ وزہد، روحانیت وسلامت کے مقتدی بن گئے، یہ لوگ علم کے ایسے شیدائی و فدائی بنے کہ ایک ایک علمی نکتہ کے لئے دور دراز کا سفر اختیار کیا، اور مشرق سے مغرب، مغرب سے مشرق کی طنابیں ملادیں، تمام پہلی قوموں کے علوم وفنون جمع کرکے کھنگال ڈالے، اور جہاں سے علم وفن کا پتہ چلا بلا توقف اس کے حصول میں پوری سعی کی اور اس قدر ترقی کی کہ شاگرد، استاد سے سبقت لے گیا۔ کسی زمانہ میں جو شاگرد تھا، دنیائے علم وفضل کا امام واستاد بن گیا۔ آج دنیا کے علوم وفنون ان کے رہین منت ہیں، ہر فن کی اصلاح وترقی میں ان کے کارنمایاں نظر آتے ہیں، کیا علم دین اور کیا دیگر

علوم و فنون سب میں وہ کمال حاصل کیا کہ دنیا ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کے لئے مجبور ہوئی آج تمام علوم و فنون کی اشاعت میں ان کا بہت بڑا تعلق ہے۔

تلك آثارنا تدل علينا فانظروا بعدنا الى الآثار

سلف صالحین کے بعد تنزل کا دور شروع ہوگیا، مسلمان اتحاد کی جگہ اختلاف، معاونت کی جگہ ظلم و شقاق کی طرف لوٹنے لگے۔ توحید کی جگہ شرک و رسوم کفر نے لے لی، سنت کی جگہ بدعت، تحقیق کی جگہ تقلید نے، ظاہر کی جگہ باطن کے جھوٹے اعتقاد وادعاء نے لے کر تمام ایمانی قوت کا خاتمہ کر دیا، تصوف و رہبانیت نے جہاں بانی و جہاں کشوری کے ولولہ کو فنا کر کے چند جھوٹے، نمائشی اوراد و وظائف کو اصل اصول دین بنا دیا، تسبیح خوانی سے دنیا کو دھوکہ دینا اور طویل و عریض جبہ و دستار خرقہ و طیلسان کے ذریعہ ظاہری رعب قائم کرنا، یہی غایت درجہ کمال، انتہائی فضل و جلال شمار ہونے لگے۔ بجائے اسکے کہ صرف اللہ پر توکل ہوتا، اسی سے استعانت و مدد طلب کی جاتی، اسی کے احکام کی پابندی ہوتی، غیر اللہ پر بھروسہ قبروں اور مردوں سے استغاثہ و استعانت، فتح و نصرت کے طالب ہوئے، دور دراز مسافت کا سفر کر کے قبروں کے مجاور بنے، ان کا اعتکاف و طواف ہونے لگا، اور ان پر وہ تمام عبادت کے کام ختم کر دیئے گئے جو صرف اللہ تعالیٰ سے ہوا کرتے تھے، انہیں کو تریاق اکبر، مجرب المجرب اور رب اعظم سمجھ بیٹھے زہد و تقویٰ کا کمال یہ سمجھا گیا کہ دنیاوی معاملات اور فنون حرب و ضرب سے کنارہ کشی ہو، عدل و انصاف کی جگہ ظلم و ستم، رشوت و مکر نے لے لی۔ ہر جگہ معاملہ برعکس ہونے لگا، صحیح توحید فنا ہو گئی، شرک و بدعت نے قبضہ کر لیا، اتفاق کی جگہ اختلاف آگیا، اب ذرہ ذرہ پر آپس میں جنگ و جدل کا وہ بازار گرم ہو گیا کہ اخوت اسلامی کی کوئی حیثیت نہ رہی، دشمن کی جگہ اب دوست پر نشانہ بازی شروع ہو گئی، اور اس ذریعہ اپنی تمام قوت پائمال کر دی، دشمن تاک میں بیٹھے ہی تھے، موقع پا کر آپہونچے، اور تمام اسلامی ممالک پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ خواب راحت، خمار نفاق، سکرۂ جہل میں ایسے بدمست و مخمور تھے اور رہے کہ کسی قسم کا احساس ہی نہ کیا، تا آنکہ دشمن پوری طرح مسلط ہو چکا، اور ہر طرح ان کے واسطے فنا کے سامان مکمل کر دیئے، پھر بھی یہ قوم بیدار نہ ہوئی، اور ہوش میں آنے کو ناجائز تصور کرتی رہی، اور اب تک اس کی یہی حالت عام طور پر باقی ہے۔

اسلام میں سب سے پہلے تفرق و تشتت کا سلسلہ حضرت عثمانؓ کے قتل اور تشیع و تحزب آل بیت کے نام سے شروع ہوا۔ اعداء دین نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر وہ شورش و فتنہ بپا کیا کہ آج تک ہر قسم کی سعی و اصلاح کے باوجود یہ ختم نہ ہو سکا، اس کے بعد خوارج کا سلسلہ شروع ہوا، پھر تقدیر کی بحث شروع ہوئی، علوم اوائل کے آتے ہی وہ بے نتیجہ مسائل و تدقیقات نکلے جن سے امت کا شیرازہ روز بروز بکھرتا گیا اور اب تک اس کے التیام و اجتماع کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، اسی کے ساتھ فتوحات اسلامی کی وسعت نے مسلمانوں کو متفرق ممالک میں اقامت پر مجبور کیا، جہاں مسلمان ٹھہرے وہاں کے رسومات آہستہ آہستہ اپنے میں داخل کر کے ان کو اسلامی شان پہنا کر دینی کام بنا تے گئے، رفتہ رفتہ یہی رسوم

اسلام کی اصل اصول شمار ہونے لگیں، تعزیہ داری، قبر پرستی، پیر پرستی، غیر اللہ کی نذر دنیا، غیر اللہ کی قسمیں قبروں کا سجدہ ان کے واسطے سفر کرنا، ان پر سر منڈوانا، دیگیں چڑھانا، شادی بیاہ کی فضول رسمیں، موت و ولادت کے بیجا طریقے، لباس و وضع میں بے جا تقلید، اسراف و فضول خرچی، اسی طرح کی بہت سی باتیں کرتی کرتے اسلام سے بُعد ہوتا گیا۔ اس پر فقراء و صوفیہ، رسمی علماء و تقلید پرست نے وہ جال بچھا دیا کہ دین مبین سے پورا انحراف ہو گیا، اور سچا اسلام دنیا سے آہستہ آہستہ ناپید ہوتا گیا، آج ایک مسلمان محبت رسول "اللہ" کی جھوٹی قسم کھا سکتا اور رسول اللہ کی نافرمانی قبول کر سکتا ہے، مگر پیران پیر یا اپنے پیر کے نام کو بے وضو لینا حرام سمجھے گا، ان کی جھوٹی قسم کھانا کجا؟ اس تعظیم و احترام کی کچھ انتہا نہ رہی، اس کے روبرو کتاب اللہ اور تمام شرعی احکام کی کوئی وقعت نہیں۔ اس پستی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ جس وقت اسلام و کفر سے جنگ ہو رہی ہو، اعداء صف بستہ آلات حرب سے کام لیتے ہوں۔ دشمن ہر طرح سے مستعد ہو، ایسے وقت میں بجائے مقابلہ و مدافعت قبروں سے التجا و استمداد کی جائے، اور خلاف شرع و فطرت ایسے امور انجام دیئے جائیں جو تباہی کو اور جلد بلائیں نیز دشمنوں سے مل کر اسلام کو مقہور و مغلوب کرنا ان کا معمولی شیوہ ہو گیا، رفتہ رفتہ یہ تنزل و تقہقر اس درجہ آ پہنچا کہ اصل دین بدنام ہو گیا، تمام دینی رسومات فنا ہوتی گئیں اور دین کی غربت کا پیام صحیح نکلا "بَدَأَ الدِّينُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبَىٰ لِلْغُرَبَاءِ" دین کی ابتدا غربت میں ہوئی اور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین غریب و بیکسی میں ہو جائے گا، ایسے سخت و مایوس کن حالت میں یکا یک رحمت الٰہی نے جوش مارا، اور اس کس مپرسی کے عالم میں چند مصلحین و مجددین دین ایسے پیدا ہو گئے جن سے پھر دین کا چراغ روشن ہوا، اور اسلام کی سچی توحید زندہ ہو گئی، یہ بارہویں صدی ہجری کے آخر کا واقعہ ہے، جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نجات کے اسباب غیب سے مہیا کئے اور چند نیک نفوس کی بدولت دین کے بچے کھچے حصے کو بربادی سے بچا لیا، یہ جماعت مدینہ منورہ سے نکل کر متفرق ممالک و دیار میں پہنچی، اور اسلام کی زنگار تلوار کو صقل و جلا کے ذریعہ پھر سے چمکدار و آبدار کیا، قلب عرب میں شیخ محمد بن عبد الوہاب کو اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت عطا کی، ہند میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو، بلاد مغرب میں شیخ سنوسی کو، غرض اس طرح سے ایک اصلاحی لہر تمام عالم میں پھیل گئی، مردہ قوم میں زندگی کے آثار شروع ہو گئے۔ بدعات و رسوم، شرک و کفر، جہل و نفاق کے علامات بدلنے لگے، ان لوگوں نے علمی و عملی ہر حیثیت سے اصلاح کی، اور اسلام کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو پھر سے روشن کر دیا، ان کی بدولت تحقیق و اتباع سنت کا دروازہ کھلا جسے اہل بدعت و مقلدین عرصہ سے بند کر چکے تھے اور یہ حتمی اور آخری فیصلہ جو قرآن کے نص سے زیادہ صحیح و واضح سمجھا جاتا ہے، اجماع کے نام سے مشہور کر چکے تھے۔ "اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا، کتاب و سنت کے سمجھنے والے مر چکے اور تمام امت محمدیہ میں صرف چار شخص ایسے ہوئے ہیں جنہیں یہ فہم نصیب ہوئی، باقی سب پر تقلید فرض ہے"۔ اس غلط اور پُر از افک و بہتان دعوے نے دین کو انتہائی پستی، اور تحقیق و تدبر کو بیکار کر دیا تھا، اس حصن باطل اور وسیلہ ضلالت و کفر کو انہوں نے پوری کوشش سے مٹایا، اور برباد کر دیا، کتاب و سنت سے فہم و استنباط کو ضروری فریضہ اسلامی بتا کر دنیائے اسلام کو اس طرف متوجہ کیا، یہی وہ عمارت تھی جس کی

آڑ میں شیطان نے پوری تباہی و بربادی کا سامان فراہم کر لیا تھا اس کے تباہ ہوتے ہی بدعات و رسوم کا کل سامان تلف ہونے لگا، اور باطل کی عمارت مسمار ہو کر حق کی بنیاد قائم ہونے لگی، اس جماعت کا مقصد واحد اور غایت ایک تھی، یعنی اصلی اسلام کو از سر نو زندہ کیا جائے، اور اسے تمام لغویات و خرافات، بدعات و رسوم سے پاک کر دیا جائے، تاکہ مسلمان جس قعر مذلت میں پڑے ہیں، اس سے نکل کر ترقی کی شاہ راہ پر آجائیں، اور حقیقی فلاح کے مستحق و مالک بن جائیں، صحیح اسلام ہی وہ نعمت و دولت ہے کہ دنیا کے تمام فسادات کا خاتمہ اس کی بدولت ہو سکتا ہے، اور تمام فاسد و لغو اقوال و عقائد، خیالات و اعمال اس کے ذریعہ درست ہو سکتے ہیں۔ یہ وہی نسخہ ہے جس کا تجربہ ہو چکا اور ہوتا رہے گا۔ اس پر عمل کرنا اعلیٰ درجہ پر پہنچانے کے واسطے بہترین وسیلہ ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی

شیخ علم کے شوق میں حج کرتے ہوئے دارالعلم مدینہ منورہ پہنچے، جہاں اس زمانہ میں فن حدیث کے ایسے نامور محققین اور علم و ارشاد کے ایسے شاہ سوار تھے جو محض تقلید پر اپنے دین کی عمارت نہیں قائم کرتے تھے جنہیں اگر تکبر و غرور نہ تھا تو اس درجہ جہل و حمق نے بھی غلبہ نہ کیا تھا کہ وہ ایک چیز کو سمجھتے ہوئے اس کی سمجھ سے خواہ مخواہ انکار کرتے جائیں اور عمر صرف کرنے کے بعد بھی کولھو کے بیل کی طرح صبح جہاں سے چلے تھے شام تک وہیں پھرتے رہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ علم و فہم اللہ کی ودیعت و نعمت ہے۔ اس میں مخلوق کو بقدر لیاقت حصہ ملتا رہا اور ملیگا، یہ نعمت تا قیامت ختم نہیں ہو سکتی، نہ اس کے ختم کی کوئی حجت شرعی یا غیر شرعی قائم ہوئی یا ہو سکتی ہے بلکہ شرعاً بعض متأخر کو ایسی فضیلت دی گئی ہے جو متقدم کو نہیں چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ (بہت سے وہ لوگ جنہیں یہ حدیث پہنچے گی مجھ سے سننے والوں کی بہ نسبت زیادہ یاد رکھیں گے، اور اس میں زیادہ غور و تدبر کریں گے، خدا کے بہت سے پچھلے بندے ایسے ہوئے کہ متقدمین سے بہت سی باتوں میں سبقت لے گئے وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ غرض شیخ وہاں سے فیض حاصل کر کے اپنے وطن مالوف میں آئے اور وہاں اصلاح کا سلسلہ شروع کر دیا۔

شیخ کی ولادت تقریباً ۱۱۱۱ھ عیینہ میں ہوئی۔ جہاں ان کا خاندان رہتا تھا، اور ان کے باپ شیخ عبدالوہاب اس شہر کے قاضی تھے۔ عرصہ کے بعد ۱۱۳۹ھ میں یہاں کے حاکم سے کچھ مخاصمت ہو گئی، جس سے معزول ہو کر حُریملا چلے گئے۔ جہاں ۱۱۵۳ھ میں وفات پائی، ابتداءً شیخ محمد نے اپنے والد سے علم و فقہ حاصل کیا اور بذات خود حدیث و تفسیر و عقائد کا مطالعہ کیا، کتب حدیث کی مزاولت سے بہت سے بدعات و رسوم کی برائی ان کے ذہن نشین ہوئی جو وہاں عام طور پر مروج تھیں۔ کبھی کبھی خلاف سنت جو رسم و بدعت دیکھتے اس پر اعتراض کر دیتے، اس سے لوگ برا ماننے لگے۔ باپ بھی چونکہ عامی مشرب تھے، اس قسم کی نکتہ چینی کو ناپسند کرتے تھے۔

حج بیت اللہ

شیخ کے دل میں علم کی محبت، دین کا جوش، بیحد تھا، اس لئے حج بیت اللہ کی ٹھانی اور عیینہ سے مکہ مکرمہ پہنچے۔ فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچے۔ جہاں شیخ عبداللہ ابن ابراہیم بن سیف سے جو بلدۂ مجمعہ کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے ملاقات کی اور ان سے علوم دینیہ کا شغل رہا۔

ایک روز شیخ عبداللہ نے ان سے کہا، تم چاہو تو وہ سلاح خانہ تمہیں دکھاؤں جو مجمعہ والوں کیلئے تیار کیا ہے شیخ نے کہا ضرور دکھائیے، وہ انہیں اپنے گھر لے گئے۔ بہت بڑا انبار کتابوں کا انہیں دکھا کر کہا: یہی وہ سلاح خانہ ہے جو میں نے اپنی قوم کے لئے تیار کیا ہے۔ پھر شیخ عبداللہ انہیں علامہ محمد حیات سندی رحمہ اللہ کے پاس لے گئے جو اس وقت محدثین کے سرخیل اور مصلحین و شیفتگان سنت کے امام تھے۔ ان سے شیخ کی ملاقات کرائی ان کے خاندان کا ذکر کیا۔ شیخ نے علامہ سے علم حدیث وغیرہ حاصل کیا، اس طرح اصلاحی جوہر کو آب و تاب نصیب ہوا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ علامہ نے شیخ کو حجرہ نبویہ کے پاس کھڑا پایا۔ جہاں لوگ طرح طرح کی دعائیں اور فریادیں کر رہے تھے۔ اس وقت شیخ نے علامہ سے دریافت کیا، ان کی بابت آپ کی کیا رائے ہے۔ وہ بولے "إِنَّ هٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ یقیناً یہ لوگ جس کام میں ہیں قابل تباہی و بربادی اور ان کے اعمال باطل و غلط ہیں"۔ مدینہ سے فراغت کے بعد شیخ بصرہ آئے۔ جہاں شیخ محمد مجموعی کے پاس مدت تک علم توحید وغیرہ حاصل کرتے رہے۔ اور علی الاعلان ان بدعات و خرافات کا انکار شروع کر دیا۔ جو وہاں ہوتے تھے۔ یہ بات شیخ محمد مجموعی کو بہت پسند آئی اور ان سے اس بارہ میں ایسی خاص گفتگو کی کہ جس سے انہیں بہت فائدہ پہنچا۔ بصرہ کے لوگ ان کے خلاف شر و فتنہ پر آمادہ ہو گئے" اور نہایت تکلیف و اذیت سے عین دوپہر کے وقت انہیں وہاں سے نکال دیا۔ راستہ میں وہ گرمی کی شدت اور پیادہ پا سفر کی صعوبت پہنچی کہ جان کے لالے پڑ گئے، اور شیخ نے اپنی ہلاکت کا یقین کر لیا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نجات دی، شام جانے کا عزم تھا، خرچ نہ رہا اسلئے اپنے باپ کے پاس حریملا آ گئے۔

وطن کی واپسی

پھر وطن پہنچ کر اپنے باپ سے کچھ درس کا سلسلہ شروع کر دیا، بدعات و رسوم کی مخالفت کا جوش اب شیخ میں بدرجہ اتم ہو چکا تھا اسلئے ان کے انکار و ابطال میں علی الاعلان خوب سعی کی، باپ بھی مخالف ہو گئے اور شہر والوں نے بھی مخالفت کی، باپ کی وفات کے بعد پورے جوش کے ساتھ شیخ نے بدعات کا مقابلہ شروع کر دیا۔ شہر کے چند لوگ ساتھ ہو گئے، اور ان کی اعانت و حمایت کرنے لگے۔ اب یہاں سے شیخ کی اصلی اسکیم شروع ہوتی ہے۔

اصلاح کی ابتداء

حریملا میں بعض خاندان ایسے تھے جن کے غلام فسق و فجور میں سبقت لے گئے تھے۔ شیخ نے ان کی اچھی طرح قلعی کھولی اور ان کے فسق و فجور کے روکنے کی ٹھان لی۔ یہ سب دشمن ہو گئے۔ شیخ کے قتل کا تہیہ کر لیا اور ایک روز شب کو ان کے مکان میں گھس آئے، اتفاقاً آس پاس کے لوگوں کو خبر ہو گئی، اور شور مچ گیا، جس سے ان نابکاروں کو اپنے منصوبہ میں کامیابی نہیں ہو سکی، اور بھاگ نکلے۔

ہجرت اور شادی

شیخ یہاں سے ہجرت کر کے عُیَینہ پہونچے۔ وہاں کا امیر عثمان بن احمد بن معمر تھا جو بہت اعزاز و احترام سے پیش آیا، کچھ عرصہ کے بعد شیخ نے عبداللہ بن معمر کی صاحبزادی جوہرہ سے شادی کر لی۔

اصلاحی اسکیم اور اسکی طرف دعوت

شیخ نے عثمان سے اپنی دعوت و ارشاد کی پوری اسکیم بیان کی۔ عام طور پر اسلامی دنیا کی تباہی و بربادی، فسق و فجور اور

شرک و بدعات و رسوم میں انہماک، توحید سے نفرت، قبر پرستی اور پیر پرستی کی محبت، لغویات و خرافات سے الفت پوری طرح بتا کر یہ سمجھایا کہ آج لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی حمایت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ آج اسلام کو ایسے مصلحین و مجاہدین کی ضرورت ہے کہ اسے شرک و بدعت کی آلائش و زنگ سے پاک کریں، توحید و سنت کا درس دیں، اور لوگوں کو اس طرف بلائیں، اگر تو اس کی حمایت کے لئے اٹھے تو اللہ تیری مدد کرے گا اور تجھے اعداد پر غالب کر کے ملک نجد تیرے ہاتھ میں دیدے گا۔ عثمان نے شیخ کی حمایت و مدد کا عزم کر لیا اب امر بالمعروف نہی عن المنکر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عیینہ کے بہت سے باہمت لوگ شیخ کے ساتھ ہو گئے۔ جس طرح تمام دنیائے اسلام کا حال تھا۔ اسی طرح نجد بھی بدعات و رسوم، پیر پرستی، تقلید و رسم و قبر و شجر پرستی کا مرکز بنا ہوا تھا، جگہ جگہ قبریں اور قبے بنے ہوئے تھے، جہاں جوق جوق لوگ اپنی نذر و نیاز اور حاجتیں لاتے اور ان کے گرد مجاور بنتے۔ اعتکاف و طواف کرتے۔ پھول و غلاف، دیگ اور چادریں چڑھاتے، کچھ ایسے درخت بنا رکھے تھے کہ جن پر نذر و منت کے ڈورے اور قسم قسم کے چیتھڑے لٹکایا کرتے تھے، جو ان کے زعم میں حاجت روائی کے اسباب تھے۔ شیخ نے رغبت و لالچ دے کر بعض آدمیوں سے یہ درخت کٹوا دیئے۔ ایک بہت بڑا درخت خاص شہر میں بھی اس قسم کا تھا، جس کے واسطے شیخ نے خود ہمت فرمائی اور دوپہر کے وقت اسے کاٹنے کا انتظام کیا۔ اتفاق سے وہاں ایک بکری کا چرواہا ملا۔ شیخ نے اسے اپنا کپڑا اتار کر دیدیا اور اس طرح موقعہ پا کر اس درخت کا صفایا کر دیا گیا، رفتہ رفتہ شیخ کے ساتھ کافی جماعت ہو گئی۔

شیخ اور قبہ زید بن الخطاب جبیلہ مقام پر ایک قبہ بنام زید بن الخطاب چلا آتا تھا۔ زید حضرت عمر کے بھائی اور غزوہ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے مقابل شہید ہوئے تھے لوگوں نے نہ معلوم کس زمانہ میں ان کے نام کا ایک قبہ و مشہد بنا لیا۔ جو رفتہ رفتہ ایک بت خانہ کی صورت میں بدل چکا تھا، ہر قسم کی نذر و نیاز منتیں اور چڑھاوے اس پر چڑھائے جاتے تھے، اور طواف و سجدہ کی رسم بھی یہاں ادا کی جاتی تھی، جیسا کہ بڑی بڑی قبروں پر ہوا کرتی ہے۔ ایک روز شیخ نے عثمان سے کہا ہمیں موقعہ دیجئے کہ اس قبہ کو ڈھا دیں جس سے لوگ گمراہ ہوتے جا رہے ہیں اور جس کی بدولت باطل و ضلال کی اشاعت روز افزوں ہے۔ عثمان نے کہا بہتر۔ شیخ نے کہا جبیلہ والے اس میں مزاحم ہونگے اور جبتک آپ ہمارے ساتھ نہ ہونگے ہم اسے نہیں ڈھا سکتے۔ آپ خود بھی ساتھ چلئے۔ چھ سو آدمیوں کی مختصر جماعت لیکر یہ سب وہاں پہنچے۔ جبیلہ والے بھی یہ خبر سن کر مقابلہ کے لئے نکلے، عثمان نے انہیں دیکھ کر جنگ کی تیاری کی، قریب تھا کہ دونوں فریق میں معرکہ شروع ہو جائے مگر جبیلہ والے سمجھ گئے اور قبہ کی حمایت سے باز آ گئے عثمان نے شیخ سے کہا آپ خود جو چاہیں کریں ہم نہ ڈھائیں گے چنانچہ شیخ نے بذات خود کدال لیکر اسے ڈھانا شروع کر دیا اور زمین سے ملا کر دم لیا، بہت سے بدعتی، قبر پرست اسی رات منتظر رہے کہ شیخ پر کوئی آفت و بلا آئے گی مگر صبح تک کچھ بھی نہ ہوا۔ شیخ نہایت صحیح و سالم اٹھے۔

شیخ اور زنا کی حد ایک روز کا واقعہ ہے کہ شیخ کے پاس ایک عورت آئی اور اپنے جرم کا چند مرتبہ اقرار کیا۔ شیخ نے لوگوں سے اس کی بابت دریافت کیا کہ کیا یہ دیوانی تو نہیں ہے؟ پھر اس

سے کہا شاید تجھ پر جبر کیا گیا۔ شاید تجھے اس کی خبر نہ تھی۔ اس نے اچھی طرح اقرار کیا کہ نہیں مجھ سے یہ بدکاری ہوش وحواس اور اختیار کی حالت میں سرزد ہوئی، شرع کے مطابق شیخ نے اسے رجم کرایا۔

ان باتوں سے شیخ کی شہرت روز بروز بڑھتی گئی اور لوگوں کے دلوں میں ان کا رعب چھا گیا۔

شیخ اور والی احساء

یہ اور اسی قسم کی خبریں جب سلیمان بن محمد کو پہنچیں جو اس زمانہ میں احساء کا حاکم تھا۔ اس نے عثمان کو ایک تہدید آمیز خط لکھا کہ تمہارے پاس جو عالم ہے اس نے قبہ ڈھا دیا، اور اس قسم کے بہت سے کام کئے جو ہمارے یہاں اب تک نہ ہوا کرتے تھے، اسے فوراً قتل کردے، ورنہ تیرا سالانہ ہمارے یہاں سے جو کچھ مقرر ہے، بند کر دیا جائے گا، اور ہم خود تیرے مقابلہ کے لئے فوج لیکر آئیں گے۔ اس خط نے عثمان کے ہوش وحواس اڑا دیئے، اسے سخت قلق واضطراب پیدا ہوا اس نے شیخ سے پوری کیفیت بیان کی۔ ہر چند شیخ نے بہت کچھ سمجھایا، نصیحت کی، مگر اس کے دل سے وہ خیال نہ ہٹا، آخر ایک روز کہلا بھیجا کہ سلیمان نے آپ کے قتل کا حکم دے دیا ہے، ہم اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ نہ ہم میں اس کی جنگ کی تاب ہے، نہ وہ سالانہ چھوڑ سکتے ہیں جو وہ دیا کرتا ہے، نہ آپ کو اپنے ملک میں قتل کرنا پسند کرتے ہیں لہذا آپ کسی اور جگہ چلے جائیے۔

شیخ کی دوبارہ ہجرت اور موت سے نجات

عثمان نے اپنے ایک شاہسوار کو حکم دیا کہ چند سواروں کو لیکر اس شخص کو جہاں چاہے لے جاؤ، اور فلاں مقام پر جب یہ پہنچے تو اسے قتل کر کے واپس آجانا۔ شیخ نے کہا میں دِرْعِیَّہ جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ عین دوپہر کی گرمی میں پاپیادہ شیخ نے یہ سفر کیا، سوار پیچھے پیچھے آرہے تھے اور شیخ آگے آگے اس سفر میں شیخ نے بجز (وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ) اور سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ کچھ گفتگو نہ کی۔ آخر جس مقام پر قتل کا حکم تھا وہاں پہنچکر سوار نے قتل کرنا چاہا، مگر اس کا ہاتھ نہ چل سکا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایسا رعب ڈالدیا کہ آگے بڑھنا مشکل ہو گیا۔ آخر شیخ کو چھوڑ کر واپس چلا آیا اور عیینہ پہنچکر عثمان سے سب حال کہا اور یہ کہا کہ مجھ پر ایسا رعب طاری ہو گیا تھا کہ جان بچا کر واپس آنا غنیمت سمجھا، سفر کے مصائب وآلام جھیلتے ہوئے عصر کے وقت شیخ دِرْعِیَّہ کے حدود میں پہنچے، اور محمد بن سویلم عریی کے یہاں ٹھہرے، وہ واقعات سنکر نہایت خوفزدہ ہوا، اور ابن سعود کی طرف سے خیال کیا کہ کہیں مجھ پر کوئی آفت نہ آجائے۔ شیخ نے بہت کچھ سمجھایا، نصیحت کی آخر ابن سویلم کو صبر آگیا۔

ابن سعود اور توحید کی حمایت

درعیہ پہنچنے پر چند مخصوص آدمی شیخ سے ملے۔ ان کے وعظ وارشاد سے توحید واتباع سنت کی حقیقت سمجھ کر ان کی حمایت کے لئے تیار ہو گئے، پہلے انہوں نے چاہا کہ ابن سعود سے اس کا ذکر کریں مگر اس خوف سے کہ مبادا کہیں وہ مخالفت نہ کر بیٹھے رک گئے، اور یہ مصلحت خیال کی کہ اس کی بیوی سے پہلے ذکر کیا جائے جو بہت عاقلہ ومدبرہ تھی، یہ لوگ اس کے یہاں پہنچے اور شیخ کی پوری حالت بیان کی، ان کی دعوت وتبلیغ کا ذکر کیا، اللہ نے اس کے دل میں شیخ کی محبت

ڈال دی۔ اس نے نہایت خوبی سے اپنے خاوند محمد بن سعود سے پورا واقعہ بیان کیا، اور کہا، اللہ نے اس شخص کو آج تیرے پاس بھیجدیا ہے، یہ بہت بڑی غنیمت ہے، اسے قبول کر، اس کی مدد غنیمت جان، اسکی عزت وتوقیر جہاں تک ہوسکے کر۔ اس نے یہ بات قبول کی" اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بھی شیخ کی محبت ڈالدی پہلے اس نے شیخ کو اپنے پاس بلانا چاہا، مگر لوگوں نے یہ سمجھایا، مناسب یہ ہے کہ آپ بذات خود تشریف لے جائیں۔ اور اس طرح ان کا احترام فرمائیں، تاکہ لوگ بھی اس ذریعہ سے ان کی عزت وتوقیر کریں، ابن سعود خود ابن سویلم کے مکان پر پہنچکر شیخ سے ملا، اور نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔ پھر شیخ سے کہا" خوش ہوجئے، آپ کی ہر طرح عزت وتوقیر کی جائے گی، اور یہ وطن آپ کو اپنے وطن سے زیادہ عزیز ہوگا۔ شیخ نے کہا میں آپ کو عزت وقوت کی خوشخبری دیتا ہوں۔ کلمہ توحید "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ایسی چیز ہے جو اسے مضبوط پکڑے، اور اس کی حمایت میں کھڑا ہوجائے، یہ اسے ملکوں اور ولایتوں کا مالک بنادیتا ہے، یہی وہ کلمہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء بلاتے تھے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا ذکر کیا، آپ کی دعوت وتبلیغ اور صحابہ کرام کی جو کیفیت تھی بیان کی، امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر جو آپ نے وقت عزیز صرف کیا اچھی طرح بتایا، بدعت ورسوم کی برائی، اور یہ کہ ہر بدعت گمراہی ہے اچھی طرح ظاہر کی، اور یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اس کی راہ میں جہاد کرنا، ضلالت پرستوں کو ہدایت پر لانا یہی اصلی فلاح وبہبودی ہے، اور اسی میں دین ودنیا کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ اس کی بدولت اخوت ایمانی اور قوت اسلامی قائم ودائم رہتی ہے، اور یہی تمام خوبیوں کی کلید ہے۔ پھر تمام نجدیوں کی اس وقت جو حالت تھی پیش کی، جو سراسر بے دینی، شرک وبدعت میں منہمک تھے، آپس میں اختلاف ونفاق ان کا ادنیٰ شیوہ اور ظلم وستم کو دین وایمان سمجھ رکھا تھا، نہ خدا کا خوف ان میں، نہ شرک وبدعت سے نفرت، نہ ایمان کی محبت، آبائی رسوم اور تقلید وبدعات کو اسلام وہدایت سمجھ چکے تھے، نہ فرائض اسلام نماز وروزہ، زکوٰۃ وحج کا کوئی ذکر، نہ قرآن مجید کی تعلیم سے کوئی الفت ومحبت، غرض جہالت کا پوری طرح دور دورہ تھا۔

ابن سعود نے شیخ کی تقریر سننے کے بعد اس کی خوبی واصلیت اچھی طرح معلوم کرلی، اور اللہ نے اسے حق کی حمایت کے واسطے تیار کیا۔ وہ شیخ سے بولا۔" شیخ! تم نے جو باتیں بتائی ہیں، درحقیقت یہی دین وایمان کی اصلی باتیں ہیں، اور بلاشک وشبہ اللہ نے یہی توحید دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا، تم یقین کرو اور خوش ہوجاؤ کہ میں تمہاری ہر طرح مدد وحمایت کروں گا۔ اور تمہاری دعوت وتبلیغ میں جان ومال سے جہاد کروں گا، لیکن میں تم سے دو شرطیں کرنا چاہتا ہوں۔

ایک[1] یہ کہ جب ہم تمہارے ساتھ ہوجائیں اور توحید وسنت کی اشاعت میں حصہ لیں، تو آپ ہمیں چھوڑکر اپنے وطن واپس نہ جانا۔

دوم[2] یہ کہ میں اپنے ماتحت لوگوں سے ایک معین محصول لیتا ہوں کہیں آپ اسے لینا ممنوع نہ قرار دیں۔

شیخ نے پہلی بات کے متعلق کہا" میں آپ سے سچا اقرار کرتا ہوں کہ ہرگز کسی طرح درعیہ اور آپ کا ساتھ چھوڑکر کہیں نہ جاؤں گا۔ اپنا ہاتھ دیجئے، میں اس پر پختہ عہد کرتا ہوں دَمِي دَمُكَ هَدَمِي هَدَمُكَ: یہ

عرب کے معاہدہ کا ایک جملہ ہے جس کے معنی ہیں ہر طرح آپ کے ساتھ ہوں، میرا بدلہ آپ کا بدلہ اور میرا بدلہ چھوڑنا آپ کا بدلہ چھوڑنا ہے، یعنی رنج وراحت، خوشی وغمی میں ہم آپ یکساں شامل رہینگے) دوسرے کی بابت اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس سے بہتر آپ کو دلادے، اور ایسے محصول کی آپ کو ضرورت ہی نہ رہے چنانچہ عرصہ کے بعد شیخ نے ایک روز کہا کہ یہ فتوحات اس ٹیکس سے زیادہ نہیں ہیں جو آپ ان سے وصول کیا کرتے تھے؟ اس پر ابن سعود نے آیندہ کیلئے وہ ٹیکس لینا بند کر دیا۔

اس گفتگو کے بعد شیخ کے ہاتھ پر ابن سعود نے اس طرح بیعت کی "میں اللہ ورسول کے دین پر قائم رہونگا، شریعت کے احکام ہر طرح نافذ کروں گا، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور جہاد کے فرض کو از سر نو زندہ کروں گا۔

اسی وقت شیخ ان کے ساتھ ہولئے، اور شہر درعیہ میں آکر قیام کیا۔

شیخ کے احباب کی آمد اور ابن معمر کی پشیمانی

درعیہ میں جب شیخ کی حمایت ہوئی اور توحید وسنت کو پناہ ملی، تب عیینہ کے موحدین اور دیگر پرجوش مسلمان آہستہ آہستہ ہجرت کر کے یہاں آنے لگے، اور اس طرح بہت بڑی جماعت آل معمر وغیرہ کے یہاں پہنچ گئی۔ عثمان اس خبر سے نہایت پشیمان ہوا، اور خوف زدہ بھی کہ کہیں مجھ سے جنگ وجدل کی نوبت نہ آئے اس لئے بطور معذرت عیینہ کے چند شیوخ وسرداروں کو لیکر درعیہ پہنچا۔ اور شیخ سے واپسی کے لئے کہا، اور نصرت وحمایت کا وعدہ کیا۔ شیخ نے جواب دیا کہ اب بات میرے ہاتھ سے نکل کر ابن سعود کے ہاتھ میں چلی گئی ہے، وہ جس طرح چاہے میں کروں گا، اگر وہ مجھے حکم دے دیں تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں، عثمان نے ابن سعود سے بھی اس کا ذکر کیا، مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ آخر اسے ناکام واپس آنا پڑا۔

شیخ اور دعوت وتبلیغ

اب شیخ نے نہایت اطمینان سے توحید وسنت کی دعوت شروع کی، اسلام کے فرائض واحکام کی تعلیم ایسے لوگوں میں پھیلائی جو نہ نماز جانتے تھے، نہ روزہ نہ زکوٰۃ، نہ شرک اصغر سے واقف تھے نہ شرک اکبر سے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ذریعہ بدعات و رسوم پرستی کو فنا کرنا شروع کر دیا، اور سب سے پہلے انہیں "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے معنی سکھائے، جو صرف اللہ کی ذات کیلئے ہر قسم کی الوہیت وعبادت کو مخصوص کرتے، اور ماسوی اللہ کی نفی کرتے ہیں، اسکے ساتھ اسلام کے اصول دین بھی سکھائے جو قبر میں سب سے پہلے دریافت کئے جائیں گے۔

(۱) مَنْ رَبُّكَ (کون تیرا رب ہے؟) اللہ کو پہچاننا، اس کی مخلوقات آیات کے ذریعہ اس کی وحدانیت وکمال کا اعتقاد کرنا، سچے دل سے اس کے احکام کا پابند ہونا۔

(۲) مَا دِيْنُكَ (تیرا دین ومذہب کیا ہے؟) صحیح طور پر اسلام کو سمجھنا، اس کے فرائض وارکان خمسہ توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کا صدق دل سے پابند ہونا۔

(۳) مَنْ هٰذَا الَّذِیْ بُعِثَ اِلَیْكَ؟ (تمہارا نبی کون ہے؟) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی ماننا آپ کی محبت والفت دل میں قائم کرنا، آپ کے حالات، نبوت، ہجرت وغیرہ کے واقعات سے

واقف ہونا، آپ کی دعوت کو اچھی طرح معلوم کرنا، اور کہ آپ نے سب سے قبل لا الہ الا اللہ کی دعوت دی تھی۔

عام طور سے تبلیغ اور جہاد

شیخ نے اہل درعیہ سے فارغ ہو کر اطراف و جوانب کا رخ کیا، اور ہر طرف دعوت و تبلیغ کا بازار گرم ہو گیا، تمام بڑے بڑے امراء رؤساء علماء و قضاۃ کے نام خطوط لکھے، اور انہیں اصل اسلام کی طرف بلایا، موجودہ رسم و رواج اور بدعات و خرافات کی جو آمیزش اسلام میں ہو گئی تھی اسے واضح طور پر بتایا، بعض نے قبول کیا، بعض نے سخت مخالفت و عداوت سے مقابلہ کیا۔ شیخ کو احمق جاہل، اور جادوگر اور طرح طرح سے متہم کیا۔ جب مخالفت اس حد تک پہنچی، اور عداوت و عناد کا سلسلہ انتہا کو پہنچا؛ حق کے واضح ہونے کے بعد مبتدعین و بے دین لوگوں سے جہاد کیا گیا اور بمطابق آیہ کریمہ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ الآیہ، ایسے نام کے مسلمانوں سے جو نہ حلال کو حلال سمجھتے تھے اور نہ حرام کو حرام، جنگ کی گئی اور اس فریضہ کی ادائیگی میں جو کچھ دشواریاں اور مصائب و آلام تھے۔ سب جھیلے، مہمان اور مہاجرین کا تانتا بندھ گیا، اور شیخ کے ذمہ قرض کا بار گراں ہونے لگا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے ذریعہ اسے ادا کرا دیا، ابن سعود نے شیخ کی مرضی کا آخر دم تک احترام و اعزاز کیا، اور ان کی تعلیم و تلقین کی بدولت وہ اور اس کا خاندان تمام ممالک نجد و عراق و حجاز وغیرہ پر رفتہ رفتہ قابض ہو گئے۔

شیخ کی وفات

شیخ نے بانوے (۹۲) برس کی عمر میں آخر ذوالقعدہ ۱۲۰۶ھ میں وفات پائی، اس زمانہ میں بکثرت یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ، الْمُسْلِمِينَ تک۔

شیخ بنی تمیم کے خاندان سے تھے جو عرب کا مشہور قبیلہ ہے، نہایت با اخلاق، مہمان نواز، صادق العزیمہ اور مستقل مزاج تھے، ہر وقت ذکر اللہ تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے سائل و طالبعلم پر نہایت مہربان، اور اسی کے ساتھ باہیبت اور بارعب شخص تھے۔ اکثر اوقات درس و تعلیم اور توحید و سنت کی اشاعت میں صرف کرتے ان کے حالات میں علامہ حسین بن غنام احسائی نے ایک مبسوط تالیف دو مجلد میں لکھی ہے۔ جس کا نام "روضۃ الافہام فی شرح احوال الامام" ہے سنا گیا ہے کہ اس کا نسخہ بمبئی سے شائع ہو چکا ہے۔ ایک جلد میں ان کے قلمی و علمی کارنامے، اور دوسرے میں سیفی۔ شیخ اکثر یہ ابیات پڑھا کرتے تھے۔

بِأَيِّ لِسَانٍ أَشْكُرُ اللهَ إِنَّهُ	لَذُو نِعْمَةٍ قَدْ أَعْجَزَتْ كُلَّ شَاكِرِ
میں اللہ کا شکر کس زبان سے کروں	وہ ایسا منعم ہے کہ ہر ایک شکر کرنیوالا اسکو انعام کو شکر سے عاجز ہے
حَبَانِيَ بِالْإِسْلَامِ فَضْلًا وَنِعْمَةً	عَلَيَّ وَبِالْقُرْآنِ نُورِ الْبَصَائِرِ
مجھے محض اپنے فضل و کرم سے اسلام بخشا	اور قرآن کا علم دیا جو نور بصیرت ہے
وَبِالنِّعْمَةِ الْعُظْمَىٰ اعْتِقَادِ ابْنِ حَنْبَلٍ	عَلَيْهَا اعْتِقَادِي يَوْمَ كَشْفِ السَّرَائِرِ
اور احمد بن حنبل کا اعتقاد جو سلف صالحین کا اعتقاد ہے	یہی میرا عقیدہ روز محشر ہوگا۔

شیخ کی تالیفات

شیخ نے بے حساب رسائل، فتاووں اور جوابات کے علاوہ کتب ذیل تالیف کیں۔

(۱) کتاب التوحید جس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔ (۲) کشف الشبہات
(۳) قرآن شریف کے بعض حصہ کے فوائد اور مسائل۔ (۴) کتاب الکبائر۔

(۵) مسائل الجاہلیہ۔ (۶) فوائد السیرۃ النبویۃ۔
(۷) اختصار الشرح الکبیر والانصاف (۸) شرح اقناع سے آداب المشی الی الصلوۃ کو منتخب کیا۔

شیخ کے شاگرد و اولاد

شیخ کے بہت سے شاگرد ہوئے۔ منجملہ ان کے تینوں بیٹے حسین، عبداللہ، ابراہیم، جو درعیہ میں شیخ کے بعد تعلیم و تدریس اور منصب قضا پر بیٹھے، شیخ کے بعد حسین اور پھر عبداللہ نے ان کی جگہ سنبھالی۔ شیخ کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن نے بھی اپنے دادا سے علم حاصل کیا، ان کے متعدد رسائل اور شرح کتاب التوحید وغیرہ شائع ہو چکے ہیں، آج کل شیخ کے خاندان کی شیخ عبداللہ بن حسن شیخ القضاۃ، اور شیخ محمد بن عبداللطیف وغیرہ اہل علم کی ایک جماعت موجود ہے جن کا اہل نجد اور خود سلطان بہت احترام کرتے ہیں۔

ابن عبدالوہاب پر بہتان اور ان کی کامیابی

عموماً جس طرح دنیا نے مصلحین اور انبیاء کرام کا استقبال کیا ہے، وہی صورت شیخ محمد بن عبدالوہاب کو بھی پیش آئی۔ ان پر طرح طرح کے افتراء و بہتان باندھے گئے، اور ہر طرح سے دشمنوں نے انہیں بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، آج تک "وہابی" لقب عام طور پر بڑے بے دین و کافر کے لئے مستعمل ہوتا ہے، حالانکہ اولاً یہ نسبت ہی صحیح نہیں، کیونکہ اس تحریک کا بانی محمد تھا نہ عبدالوہاب پھر جو وہابی کہلائے جاتے ہیں وہ کسی طرح اس نسبت کو پسند نہیں کرتے نہ یہ اپنا نام بتاتے ہیں جس طرح حنفی شافعی وغیرہ اپنے آپ کو حنفی یا شافعی کہتے ہیں۔

شیخ نے کسی جدید مذہب کی بنا نہیں ڈالی، وہ عام طور پر حنبلی مشرب تھے۔ البتہ تقلید پر اس طرح جامد و مصر نہ تھے۔ جیسے عام طور پر مقلدین ہیں کہ امام کے خلاف صریح آیت یا حدیث ملے تو بھی اسکی پرواہ نہیں کرتے اور جا و بیجا تاویلات رکیکہ سے کام لیکر اپنی ضد پوری کرتے ہیں۔

شیخ پر جس قدر اتہام لگائے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے

(۱) شیخ نے سب مسلمانوں کو کافر و مشرک بتایا۔ (۲) قبہ پرستی، قبر و دیگر عجائب پرستی کو مٹا دیا۔
(۳) غیر اللہ کی نذر و نیاز و ذبیحہ حرام کر دیا۔
(۴) تمام غیر اللہ کے وسیلے اور اولیاء اللہ سے استغاثہ و فریاد کو حرام و شرک بتایا۔
(۵) شیخ نے اپنے مخالفین سے جہاد کیا۔

یہ اور اسی قسم کے بعض بزعمی اعتراضات اور ہیں جو "وہابی" مذہب کی بنیاد اور اصل اصول سمجھکر ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں، اور یہی اس جماعت کی برائی سمجھی جاتی ہے، حالانکہ یہ سب بھلائیاں ہیں جنہیں نادان برائی سمجھے ہوئے ہیں اور عین اسلام کے مسائل کو "وہابی" پکار کر بدنام کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ نے اسلام کی خدمت کی، جان و مال اس پر قربان کیا، بھلا وہ کب کسی مسلمان کو کافر کہہ سکتے تھے، ان کا مقصد تو کافر کو مسلمان بنانا تھا، نہ مسلمان کو کافر، ہاں لوگ انہیں کافر بے دین، اور خارجی کہتے تھے۔ اور آج تک کہتے ہیں، بلاشبہ جو شخص مسلمان ہو کر، اسلام کا دعوے کرتے ہوئے شرک و بدعت

میں ڈوبا ہوا ہو، دین سے نفرت رکھتا ہو، قبر پرستی، و پیر پرستی میں مٹا ہوا ہو، اسے صحیح بات نرمی سے سمجھائی جائے گی، باوجود سمجھانے کے اگر وہ ضد کرے اور اپنے باطل پر اڑے تو ایسا شخص اسلام سے خارج نہیں ہوگا تو اور کیا، یہ کوئی شیخ ہی کا خیال نہیں، بلکہ تمام ائمہ اسلام اسے خارج از اسلام شمار کریں گے دور کیوں جاؤ، اس بدعتی فرقہ کو دیکھو کہ قبر پرستی اور صریح شرک کو اسلام سمجھ کر تمام دنیا کو بے دین و کافر کہتا ہے یہی فرقہ اپنے آپ کو وہابیوں کا بڑا دشمن بتاتا ہے مگر مسلمانوں کی تکفیر میں سب سے پیش پیش نظر آتا ہے، آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا دوسروں کے واسطے یہ بات قابل اعتراض ہے اور اپنے واسطے نہیں۔

قبہ پرستی، قبر پرستی، غیر اللہ کی نذر و نیاز، توسل غیر اللہ، اور نداء و دعاء اولیاء اللہ یہ سب شرعاً حرام و ناجائز امور ہیں، اور بعض بعض سے زیادہ برے اور قابل ملامت، ان میں سے بعض صریح شرک ہیں جیسے نداء غیر اللہ وغیرہ وغیرہ اگر یہ سب برے کہے گئے تو اس میں شیخ نے کیا قصور کیا؟ یہ تو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے صاف و صریح احکام ہیں۔ ان میں کسی کو چون و چرا کا کیا موقع ہو سکتا ہے۔ رہا شیخ کا ان سے جہاد کرنا اس کی وجہ صاف ہے کہ جب چاروں طرف اعداء ہوں، آئے دن عداوت و نفاق فتنہ و فساد سے ڈر رہتا ہو تو ایسی صورت میں ان سے مقابلہ کرنا ضروری اور فرض نہیں تو اور کیا؟ خود کلام مجید میں وارد ہے۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ، ان سے اس وقت تک جنگ کرو کہ دین میں رخنہ نہ پڑے، اور صرف اللہ کی اطاعت ہو جائے، کیا جو لوگ نہ نماز پڑھیں نہ روزہ رکھیں، نہ فرائض اسلامی کو سمجھیں، یہ حق رکھتے ہیں کہ مسلمان دیندار کو کافر و بیدین کہیں، اس کے جان و مال کے دشمن ہو جائیں، اگر ایسا حق ان نالائقوں کو ہے تو یقیناً پکے مسلمان کو حق ہے کہ وہ اپنے دین و ایمان، جان و مال، آبرو و ناموس کی حفاظت ہر ممکن ذریعہ سے کرے، وہ اس میں حق بجانب اور سچا ہے۔

شیخ نے کیا کامیابی حاصل کی؟

بعض کا خیال ہے کہ کسی تحریک کی کامیابی اس کی ظاہری ترقی و غلبہ پر موقوف ہے۔ مگر یہ نہایت معمولی اور ناقابل التفات خیال ہے دراصل کسی تحریک کی کامیابی یہ ہے کہ اس کا اثر قلوب پر صحیح طور پر ہو، لوگ اسے دل سے اس طرح قبول کریں کہ اس پر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں، ایسی تحریک اگر موقع پائے تو غلبہ و شوکت و عملی قوت سے دوسروں کو پائمال کر دیتی ہے۔ شیخ کی دعوت نے عملی صورت سے قوت و غلبہ حاصل کیا، اور ایسی قوم میں اس تحریک نے نشو و نما پائی جو عملی میدان میں سب سے پیش پیش اور اجتماعی حالت میں پورا غلبہ کرنے کے واسطے تیار تھی۔ شیخ کی کامیابی کا راز ان کے استقلال و تدبر، اعلان و صراحت کے علاوہ عملی قوم میں ہونا بھی ہے۔ یہی تحریک دوسری جگہ مثلاً ہندوستان میں اس طرح کامیابی حاصل نہ کر سکی، اسلئے کہ یہاں عمل کی جگہ قول کو زیادہ دخل ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی تحریک علمی حیثیت تک ضرور کامیاب کہلائے گی، مگر عملی حیثیت چونکہ اس میں ابتداء سے کم تھی، وہی شان انتہا تک نظر آئے گی۔

یہ عام خیال کہ مولانا اسمٰعیل شہید اور دیگر جماعت اہل حدیث کا وہابی تحریک سے کچھ تعلق تھا سراسر

لغو، بیہودہ اور ناقابل اعتبار ہے، نہ اس سے ہندوستان والوں کو ابتدا میں کوئی تعلق تھا، نہ اس کا علم، نہ آپس میں کوئی ایسا سلسلہ تھا، نہ خود نجدیوں کو کچھ اس کا احساس تھا، البتہ رفتہ رفتہ انہیں اور ہندوستان والوں کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ موحد، بدعت سے نفرت کرنے والے، صحیح سنت کے حامی، دنیا کے متفرق حصوں میں موجود ہیں، جس طرح آج مسلمان باہر کے مسلمانوں کے رنج و راحت کا خیال کرتے ہیں، اہلحدیث بھی نجدیوں سے اب یہ الفت و محبت رکھتے ہیں، ورنہ باقاعدہ کوئی ربط و اتحاد کی صورت اب تک نہیں قائم کی گئی۔

کتاب التوحید کا خلاصہ

یوں کلمۂ توحید "لا الٰہ الا اللہ" کو ہر کس و ناکس زبان سے ادا کرتا ہے، مگر جب تک اس کے معنی نہ سمجھے، اس کے شروط سے واقف نہ ہو، کوئی فائدہ نہیں، اس میں ماسوی اللہ کی نفی اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا اثبات ہے، یعنی ہر قسم کے کمال و الوہیت کی شان صرف اللہ کی ذات سے مخصوص ہونی چاہئے، وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا، بے مثل، وحدہ لاشریک ہے، وہ ہر عیب سے پاک اور منزہ ہے، ہر خوبی اسی کے لئے ہے۔

توحید کی دو قسمیں ہیں۔ توحید الوہیت، توحید ربوبیت، توحید الوہیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اسماء و صفات، عبودیت و عظمت، تقدس و کمال میں یکتا شمار کریں، جس قدر عبودیت، اطاعت، عجز و نیاز کے کام ہیں سب اسی کے واسطے خاص کئے جائیں، اسی کے واسطے نذر و نیاز، اسی کے واسطے ذبیحہ و قربانی، اسی کے لئے سجدہ و رکوع، غرض تمام امور عبادت اسی سے مخصوص کر دیئے جائیں۔ بجز اس کے کسی پر اعتماد، توکل نہ کیا جائے، وہی خالق کل و مالک ارض و سما سمجھا جائے، وہی تمام ضرر و نفع کا واحد مدبر و مسبب، تمام عالم اسباب کا موجد مانا جائے، وہ ہر عیب سے پاک ہے، جو وہ چاہے، وہ ہوتا ہے، اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا ہے، وہ سب کو پوچھ سکتا ہے، اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

توحید ربوبیت یہ ہے کہ رزق و اسباب پرورش وہی مہیا کرنے والا ہے، وہی کھلاتا، پلاتا ہے، وہ سب کی نگرانی کرنے والا اور ضرورت پر کام آنے والا ہے، بیماری، رنج و دکھ میں وہی کام آنے والا ہے، کسی اور کو ذرہ برابر اختیار نہیں۔

غرض ہر دو قسم کی توحید کے متعلق جتنے امور ہو سکتے ہیں، کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے الگ الگ بیان کر دیئے۔ تاکہ ہر ایک شخص اسے اچھی طرح سمجھ سکے، اور کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سے رسمی امور ایسے معلوم ہوں گے جو شرعاً ناجائز ہیں، بہت سی برائیاں ظاہر ہونگیں اسلئے چاہئے کہ ہر ایک شخص نہایت غور و تدبر سے اسے پڑھے، اور جو نقائص پائے، ان کی فوراً تلافی کرے۔ ایسا نہ ہو کہ "آج کل" کرتے ہوئے وقت ضائع ہو جائے اور اللہ عزوجل کے حضور میں پہنچکر کوئی جواب نہ بن آئے۔

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف السورتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب التوحید

توحید کی کتاب

وقول اللہ تعالیٰ (وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون) ۵۶ ۵۱

وقولہ تعالیٰ: ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت فمنھم من ھدی اللہ ومنھم من حقت علیہ الضلالۃ فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ۔ ۳۶-۱۶

وقولہ تعالیٰ ۔ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ، وبالوالدین احسانا، اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما ۔۳۲-۱۷-

وقولہ تعالیٰ ۔ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا، ولا تقتلوا اولادکم من املاق، نحن نرزقکم وایاھم، ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن، ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ذلکم وصکم بہ لعلکم تعقلون ۞ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ، واوفوا الکیل والمیزان بالقسط ۔ لا نکلف نفسا الا وسعھا، واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی

اللہ عز وجل نے فرمایا ۔ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے ۔

اور فرمایا ۔ بیشک ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو، اور طاغوت سے بچو، سو ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت کی اور بعضے وہ ہیں کہ جن پر گمراہی لازم ہوئی، پس تم زمین پر پھر کر دیکھو کہ جھٹلانیوالوں کا کیسا انجام ہوا ۔

اور فرمایا ۔ اور تیرے رب کا یہ فرمان ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو ۔ اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرو ۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے روبرو بوڑھے ہو جائیں تو اف تک نہ کہنا نہ جھڑکنا، اور ادب و عزت سے خطاب کرنا ۔

اور فرمایا ۔ کہدے کہ آؤ میں تمہیں وہ باتیں پڑھ سناؤں جنھیں اللہ نے تم پر حرام کیا اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو ۔ اپنی اولاد کو تنگدستی کی وجہ سے نہ مار ڈالو ۔ ہم ہی تم کو اور انہیں رزق دیتے ہیں، اور ہر قسم کی حد سے گندی ہوئی باتوں کے خواہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ پاس نہ جاؤ ۔ اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ناحق نہ مارو، تمہیں اس کی وصیت فرماتا ہے شاید کہ تم سمجھو اور یتیم کے مال کے قریب نہ جائیو، مگر ایسی صورت میں کہ بہتر ہو یہانتک کہ جوان ہو جائے، اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا پورا کرو ۔ ہم کسی نفس کو اسکی طاقت سے باہر تکلیف نہیں دیتے، اور جب کچھ بولو تو انصاف کی بات بولو،

وبعهد الله اوفوا، ذلکم وصٰکم به لعلکم تذکرون ﴿۱۵۲﴾
ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله، ذٰلکم وصٰکم به لعلکم تتقون ۔۱۵۱۔ تا ۱۵۳: ۶

اگرچہ قرابت دار کیلئے کیوں نہ ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو اسکی وصیت فرماتا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو
اور بلاشبہ یہ میرا سیدھا رستہ ہے پس تم اسی کی پیروی کرو اور بہت سے راستوں کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے الگ کردینگے، اسی کی وصیت فرماتا ہے تمہیں، تاکہ تم بچو۔

قال ابن مسعود من اراد ان ینظر الے وصیة محمد صلے الله علیه وسلم التی علیها خاتمه فلیقرا قوله تعالیٰ قل تعالوا اتل ماحرم ربکم الی قوله وان هذا صراطی مستقیما۔

ابن مسعود نے کہا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت دیکھنا چاہے جس پر آپ کی مہر ہے وہ یہ آئیتیں قُل تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ سے تَتَّقُوْنَ تک پڑھے۔

وعن معاذ بن جبل رضی الله عنه قال کنت ردیف النبی صلے الله علیه وسلم علی حمار فقال لی یامعاذ اتدری ماحق الله علی العباد وماحق العباد علی الله؟ قلت الله ورسوله اعلم، قال حق الله علی العباد ان یعبدوه ولا یشرکوا به شیئاً وحق العباد علی الله ان لا یعذب من لا یشرک به شیئا۔ قلت یارسول الله افلا ابشر الناس؟ قال لا تبشرهم فیتکلوا۔ اخرجاه فی الصحیحین

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گدھے پر سوار تھا آپ نے فرمایا معاذ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ کریں، اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو کوئی بھی شرک نہ کرے اسے عذاب نہ دے، میں نے کہا آپ فرمائیں تو لوگوں کو اس کی خوشخبری دوں؟ فرمایا نہیں ایسا نہ ہو کہ اسی پر بھروسہ کرلیں، بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا۔

فیه مسائل

الاولی الحکمة فی خلق الجن والانس

اس میں چوبیس ۲۴ مطالب[2] ہیں

(۱) یہ کہ جن و انس کی پیدائش میں اللہ کی کیا حکمت ہے

(۱) سنن ترمذی مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ کے ۱۳۱۷ھ پر یہ روایت بایں الفاظ ہے من سرہ ان ینظر الی الصحیفة التی علیها خاتم محمد صلی الله علیه وسلم فلیقرا هؤلاء الآیات قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الی قوله لعلکم تتقون ترمذی نے اسے حسن غریب کہا۔ تفسیر ابن کثیر سے غالباً مؤلف نے اسے نقل کیا ہے جسمیں وصیت کا لفظ ہے صحیفہ کا لفظ اصل ہے۔

(۲) مؤلف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا طریقہ یہ رکھا ہے کہ پہلے آیات و احادیث بیان کیں پھر ان تمام سے جو مطالب حاصل ہوتے ہیں نمبروار بتا دیئے تاکہ ان مطالب پر انسان غور کرے اور اپنے نفس کی اصلاح میں سعی کرے۔

الثانيه ان العبادة هي التوحيد لان الخصومة فيه

الثالثة ان من لم يأت به لم يعبد الله ففيه معنى قوله (ولا انتم عابدون ما اعبد)

الرابعة الحكمة في ارسال الرسل

الخامسة ان الرسالة عمت كل امة

السادس ان دين الانبياء واحد

السابعة المسئلة الكبيرة ان عبادة الله لا تحصل الا بالكفر بالطاغوت، ففيه معنى قوله تعالى فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

الثامنة ان الطاغوت عام في كل ما عبد من دون الله

التاسعة عظم شان الثلاث الايات المحكمات في سورة الانعام عند السلف وفيها(۱) عشر مسائل اولها النهي عن الشرك

العاشرة الآيات المحكمات في سورة الاسراء وفيها ثمانية عشر مسئلة۔

بدأها الله تعالى بقوله (لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا) وختمها بقوله (وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا) ونبهنا الله سبحانه على عظم شان هذه المسائل بقوله (ذلك مما اوحى اليك ربك من الحكمة)

(۲) عبادت سے مراد توحید ہے اسلئے کہ ہمیشہ انبیاء سے اسی کے بارے میں جھگڑا ہوتا آیا ہے۔

(۳) جو توحید نہیں رکھتا وہ اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتا۔ اسی سے سورۂ کافروں کی آیت ولا انتم عابدون ما اعبد کے معنی بھی حل ہو گئے یعنی تم میری سی توحید نہیں کرنے والے۔

(۴) رسول کے بھیجنے میں کیا حکمت ہے۔

(۵) ہر امت میں خدا کے رسول آئے ہیں۔

(۶) تمام انبیاء کا دین ایک ہے

(۷) یہ مسئلہ نہایت اہم اور خوب سمجھنے کے قابل ہے یعنی اللہ کی عبادت طاغوت سے کفر کئے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی اس میں آیہ بقرہ "فمن یکفر بالطاغوت" کے معنی بھی ظاہر ہوئے۔ یعنی جو طاغوت کا انکار کرے اور صرف اللہ کو مانے سو یہی شخص ایسے مضبوط کڑے کو پکڑتا ہے جو کسی طرح نہیں ٹوٹ سکتا، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

(۸) "طاغوت" وہ تمام چیزیں ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے۔

(۹) سورہ انعام کی تینوں محکم آیتوں کی عظمت اور فضیلت سلف صالحین کے نزدیک اور ان میں دس مسائل ہیں جن میں پہلی شرک سے ممانعت ہے۔

(۱۰) سورہ اسراء کی محکم آیتیں جن میں اٹھارہ مسائل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں لا تجعل مع اللہ سے شروع کر کے اسی پر ختم کیا ہے۔ یعنی ابتدا اور انتہا توحید کی تعلیم پر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا پس تو ذلیل و بے یار و مددگار ہو جائے گا اور خاتمہ پر فرمایا اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا پس تو جہنم میں ذلت و خواری سے دھکیل دیا جائے گا اور یہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان مسائل کی اہمیت اس طور پر

(۱) مسئلہ نمبر ۹ میں سورہ انعام کی آیتوں کی طرح سورہ بنی اسرائیل کی آیتوں کو بھی شمار کر کے مسائل نکالے گئے ہیں۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ
اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيْمًا ۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۔ رَبُّكُمْ
اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ
كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ
وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۔
اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ
كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۔ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ
عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا
فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ
مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ
فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۔ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ
خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ
اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ
كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ
كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ۔ وَلَا تَقْتُلُوا
النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ
قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا
فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۔

بتائی کہ فرمایا۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ اللہ نے تجھ پر حکمت میں سے نازل فرمائیں۔

اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا۔ پس تو ذلیل بے یار و مددگار ہو جائے گا، اور تیرے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو، اور اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے روبرو بوڑھے ہو جائیں تو انہیں اف تک نہ بول نہ جھڑک، اور ان سے ادب و عزت کی بات کہہ اور ان کے واسطے مہربانی سے خاکساری کا بازو بچھا دے۔ اور یہ کہہ۔ اے میرے پروردگار۔ ان پر مہربانی کر جس طرح انہوں نے مجھے چھوٹے سے پالا، تمہارا پروردگار تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب آگاہ ہے۔ اگر تم نیک ہو گے تو وہ بھی نیکی کی طرف جھکنے والوں کو بخشنے والا ہے۔ رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو۔ اور مت بکھیر بیجا بکھیرنا۔ جو لوگ کہ بے جا خرچ کرتے ہیں وہ بلا شبہ شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان تو اپنے رب کا بڑا نافرمان ہے اور اگر تو اللہ کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے ان سے منہ موڑے تو انہیں نرم بات کہہ اور اپنے ہاتھ کو گردن سے بندھا ہوا تنگ نہ کر، نہ بالکل پھیلا دے کہ اس سے تو بدنام اور عاجز ناکام بیٹھ جائے گا۔ بیشک تیرا پروردگار جسے چاہے رزق میں فراخی اور تنگی دیدے۔ کیونکہ وہ اپنے سب بندوں سے دانا و بینا ہے۔ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے نہ مار ڈالو۔ ہم انھیں اور تمہیں سب کو رزق پہنچاتے ہیں یقیناً ان کا مار ڈالنا بڑا سخت جرم ہے اور بدکاری کے پاس بھی نہ پھٹکنا۔ بیشک یہ حد سے گذری ہوئی بات اور نہایت ہی برا طریقہ ہے، اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ناحق نہ مارنا اور جو کوئی ناحق مارا گیا پس ہم نے اس کے قریبی رشتہ دار کو غلبہ دیا۔ سو اسے چاہئے کہ بدلہ لینے میں

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۔ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۔

كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۔ ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا ۔

الحادية عشرة اية سورة النساء التي هي اية الحقوق العشرة بدأها الله تعالى بقوله وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ۔

الثانية عشرة التنبيه على وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته

الثالثة عشرة معرفة حق الله علينا

الرابعة عشرة معرفة حق العباد عليه

الخامسة عشرة ان هذه المسئلة لا يعرفها اكثر الصحابة

السادس عشرة جواز كتمان العلم للمصلحة

حد سے نہ بڑھے' بیشک یہ مدد کیا ہوا ہے اور یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ' مگر ایسی صورت میں کہ بہتر ہو' یہانتک کہ اس کے قوی پورے مضبوط ہو جائیں' اور عہد کی پابندی کرو بلا شبہ عہد سے سوال ہوگا' اور ناپ کے وقت پورا ناپ دو اور تولنے میں برابر کانٹا رکھو' یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے زیادہ بھلا ہے۔

اور تجھے جس چیز کی بابت علم نہیں' اس کے درپے نہ ہونا اسلئے کہ کان آنکھ اور دل ان سب سے بازپرس ہوگی' اور زمین پر اکڑ کر نہ چل بیشک تو زمین کو چیر نہیں سکتا۔ نہ کسی طرح پہاڑ کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے۔

ان تمام باتوں کی بدی تیرے رب کو ناپسند ہے

یہ وہ باتیں ہیں کہ تیرے رب نے حکمت میں سے تجھ پر نازل فرمائیں' اور خدا کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنا ورنہ جہنم میں ذلت و خواری کے ساتھ دھکیل دیا جائیگا۔

(۱۱) سورہ نساء کی وہ آیت جو حقوق عشرہ (دس حق) کی آیہ کہلاتی ہے' جسے اللہ عزوجل نے اپنے اس حکم سے شروع فرمایا' صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ' اور ماں باپ اور قرابت دار اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر' اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ بیشک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

(۱۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا بیان' جو آپ نے موت کے وقت فرمائی۔

(۱۳) اللہ کا بندوں پر کیا فرض عائد ہوتا ہے

(۱۴) بندوں کا اللہ پر کیا حق ہوتا ہے۔

(۱۵) اس مسئلہ کو بہت سے صحابہ نہیں جانتے تھے۔

(۱۶) علم کو بنا بر مصلحت چھپانا درست ہے (۱)

السابعة عشرة استحباب بشارة المسلم بما یسرہ

الثامنة عشرة الخوف من الاتکال علی سعة رحمة الله

التاسعة عشرة قول المسئول عما لا یعلم الله ورسوله أعلم

العشرون جواز تخصیص بعض الناس بالعلم دون بعض

الحادیة والعشرون تواضعه صلی الله علیه وسلم لرکوب الحمار مع الارداف علیه

الثانیة والعشرون جواز الارداف علی الدابة

الثالثة والعشرون فضیلة معاذ بن جبل رضی الله عنه

الرابعة والعشرون عظم شان هذه المسئلة

(۱۷) مسلمان کو ایسی باتوں کی خوش خبری دینا جن سے وہ خوش ہو۔

(۱۸) اس بات کا کھٹکا کہ کہیں لوگ اللہ کی رحمت پر بھروسہ نہ کر لیں۔

(۱۹) جب آدمی کو کسی چیز کی خبر نہ ہو تو اس میں اللہ و رسول کی طرف علم کو سپرد کر دینا چاہیے۔

(۲۰) بعض آدمی سے علم کی خاص باتیں کہنا۔

(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فروتنی اور تواضع یعنی آپ کا گدھے پر سوار ہونا، اور ایک آدمی کو پیچھے بٹھانا۔

(۲۲) جانور پر دوسرے آدمی کو اپنے پیچھے بٹھانا۔

(۲۳) حضرت معاذ بن جبل رض کی فضیلت کہ آپ نے اپنے ساتھ بٹھایا اور علمی نکتہ بتایا۔

(۲۴) مسئلہ توحید کی اہمیت وعظمت شان۔

متعلقہ ص۲۵ (۱) اس نمبر اور نمبر (۲) سے ممکن ہے کسی کو شبہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اسرار سربستہ خاص خاص اصحاب سے آشکارا کئے۔ یعنی علم باطن تصوف وغیرہ کا ثبوت اس سے چاہیں، مگر یہ غلطی ہوگی اسلئے کہ یہ بطور راز کے نہ تھے بلکہ اتفاقاً بعض نکات آپ نے بیان فرمائے جن کے متعلق قرآن پاک یا آپ کے دوسرے بیانات میں بہت کچھ اجمال وتفصیل ہے مگر اس درجہ شاید وہ نص نہ ہوں، کیونکہ نبی کو جو فرض تبلیغ سپرد ہے، اس میں وہ کسی قسم کی رعایت نہیں کر سکتا، فہم میں قلت و کثرت اور بات ہے، نیز بعض باتوں کو بطور نص پیش کرنے میں جو بے سمجھی کی وجہ سے ناقدری ہو یا خلاف مقصد عمل اس سے روکنا اور بات ہے، مثلاً حدیث معاذ چند صحابہ سے مروی ہے، اور اسے ایک بڑے مجمع نے سنا جیسا کہ ابوہریرہ وغیرہ کی روایتوں میں ہے اس قسم کی خوشخبری اخلاص صداقت کا نتیجہ ہے، اس سے علم والے خوف الٰہی اور شکر گذاری میں مصروف ہو جاتے ہیں، مگر جاہل، نادان تمام احکام شریعت کو اڑا دیتے ہیں، اور کہتے ہیں ہم اس مرحلہ سے پار ہو گئے، اس قسم کے نادانوں سے ایسی باتیں کرنا خلاف اصول ہے، اسکے علاوہ آپ نے کوئی ایسا راز نہیں رکھا جو صرف کسی مخصوص صحابی سے فرمایا ہو اور دوسروں کو اسکی اطلاع ممنوع قرار دی ہو۔ حذیفہ بن یمان کو صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ ایک روز آپ نے بھرے مجمع میں منافقین کے حالات کی توضیح فرمائی اور ایسے علامات ارشاد فرمائے کہ جاننے والا اس شخص کا نام تک سمجھ جائے، مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ایسے مجمع کا علم بھی رازداری میں داخل ہو گیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ حذیفہ نے اس کا کچھ حصہ یاد کر لیا، غرض یہ ہے کہ فضائل اور نکات علمی میں ہو سکتا ہے کہ مصلحت وقت کا لحاظ رکھا جائے، اصول میں اس کا لحاظ نہیں ہوتا، اس کی مثال (۱) خانہ کعبہ کو ڈھا کر از سر نو تعمیر کرنا آپ نے چاہا تھا مگر ایسا نہیں کیا۔ (۲) اسی طرح آپ نے چاہا تھا کہ وفات سے قبل وصیت نامہ لکھدیں، پھر ضرورت نہیں سمجھی، واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) آنحضرت کی زندگی میں آپ کے روبرو اللہ ورسولہ اعلم کہتے تھے، وفات کے بعد اللہ اعلم کہنا چاہیے۔

بَابُ فَضْلِ التَّوْحِيدِ وَمَا يُكَفِّرُ مِنَ الذُّنُوبِ

باب ہے، توحید کی فضیلت میں اور اسکے بیان میں کہ توحید تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے

وقول اللہ تعالیٰ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (۱) ۶-۸۲

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو ایمان لائے۔ اور انہوں نے اپنے ایمان میں کسی قسم کا ظلم نہیں ملایا انہیں لوگوں کے واسطے ہمیشہ کا امن وچین ہے اور یہی راہ پانے والے ہیں۔

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من شھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان عیسے عبد اللہ ورسولہ وکلمتہ القھا الی مریم وروح منہ والجنۃ حق والنار حق، ادخلہ اللہ الجنۃ علے ما کان من العمل۔ اخرجاہ

عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو کوئی سچے دل سے کلمہ طیبہ کا اقرار کرے۔ یعنی یہ یقین کرے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس بات کا اقرار کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور پیغام پہنچانیوالے ہیں یعنی رسول اور اس کا بھی اقرار کرے کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور اللہ نے اپنے کلمہ (لفظ کن) سے انہیں پیدا کیا۔ جسے مریم کی طرف بھیجا اور اسکی روح ہیں، اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے جو ان باتوں کو سچے دل سے مان لیوے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیگا چاہے کچھ بھی عمل کئے ہوں (۲)، بخاری ومسلم

ولھما فی حدیث عتبان فان اللہ حرم علے النار من قال لا الہ الا اللہ یبتغی بذلک وجہ اللہ

اور بخاری ومسلم میں عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے آگ پر اس شخص کو حرام کردیا جو اس کی خوشی کے لئے سچے دل سے

(۱) صحیح بخاری وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب (سورہ انعام کی) یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام پریشان ہوئے اور ان پر یہ شاق گذری۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم میں ایسا کون ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو آپ نے فرمایا کہ اس سے یہ مقصود نہیں جو تم سمجھے، اس سے مراد شرک ہے جیسا کہ سورہ لقمان میں فرمایا ہے ان الشرک لظلم عظیم

(۲) یعنی موحد کا انجام جنت ہے، اگر گناہ ایسے کئے ہیں کہ ان کی سزا ضروری ہے تو سزا پاکر ایک دن چھوٹ جائیگا، بخلاف مشرک کے جس پر جنت حرام ہے۔

وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ[1] عنہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال قال موسے یارب علمنی شیئاً اذکرك وادعوك بہ قال قل یاموسے لا الہ الا اللہ قال یارب کل عبادك یقولون ھذا، قال یاموسے لو ان السموات السبع وعامرھن غیری والارضین السبع فی کفۃ ولا الہ الا اللہ فی کفۃ مالت بھن لا الہ الا اللہ، رواہ بن حبان والحاکم وصححہ

لا الہ الا اللہ کہے۔(۱)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے پروردگار مجھے ایسی چیز بتا جس سے تیری یاد کروں اور تجھ سے دعا کیا کروں، فرمایا اے موسیٰ لا الہ الا اللہ کہہ، موسیٰ نے کہا اے پروردگار اسے تو تیرے سب بندے کہا کرتے ہیں۔ فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ان کے باشندے اور ساتوں زمینیں بجز میرے ایک پلہ میں ہوں اور لا الہ الا اللہ ایک پلہ میں تو لا الہ الا اللہ سب سے زیادہ وزن میں ہوگا' ابن حبان اور حاکم نے اسے روایت کیا اور صحیح کہا۔

وللترمذی وحسنہ عن انس سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تعالیٰ یَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ اَتَیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَاَتَیْتُكَ بِقُرَابِھَا مَغْفِرَةً

ترمذی میں بسند حسن[2] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اے ابن آدم (آدم کے بیٹے) اگر تو میرے روبرو زمین بھر گناہ لائے پھر تو نے کچھ شرک نہ کیا ہو تو میں تجھ سے زمین بھر کر مغفرت سے ملونگا۔

فِیْهِ مَسَائِلُ

اس باب میں (۲۰) مطالب ہیں

الاولیٰ سعۃ فضل اللہ

(۱) اللہ کے فضل کی وسعت

الثانیۃ کثرۃ ثواب التوحید عند اللہ

(۲) توحید کا ثواب اللہ کے نزدیک بہت ہے۔

(۱) عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، ان کی بصارت جاتی رہی تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بلایا تاکہ وہاں مسجد کا افتتاح کریں، آپ تشریف لے گئے اور جس جگہ یہ مسجد تجویز کر رکھی تھی وہاں نماز نفل ادا کی۔ محلے کے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ ایک شخص جو غیر حاضر تھا اس پر چہ میگوئیاں شروع ہوئیں بعض نے اسے منافق بتایا۔ یہ لوگ الگ باتیں کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے جب فارغ ہوئے تو فرمایا کیا وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار نہیں کرتا؟ بولے زبانی اقرار کرتا ہے اُسکے دل میں نہیں ہے، اس پر آپ نے یہ فرمایا۔

(۲) حسن۔ صحیح سے کم درجہ کی حدیث کو کہتے ہیں۔

صحیح وہ حدیث ہے جس کے سب راوی (ناقل) دیندار سچے ہوشیار اور قوی الحافظہ ہوں۔ سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اسی طرح ملا ہوا ہو۔ نیز آپس میں اختلاف نہ کرتے ہوں، نہ کوئی خفیہ عیب ہو۔ حسن میں سب باتیں صحیح کی ہونگی مگر حفظ وضبط میں اس سے کمی ہوگی۔

الثالثة تکفیرہ مع ذلک الذنوب
الرابعة تفسیر الآیة التی فی سورة الانعام
الخامسة تامل الخمس اللواتی فی حدیث عبادة
السادسة انک اذا جمعت بینه و بین حدیث عتبان وما بعدہ تبین لک معنی قول لا اله الا الله و تبین لک خطأ المغرورین
السابعة التنبیه للشرط الذی فی حدیث عتبان۔
الثامنة کون الانبیاء محتاجون للتنبیه علی فضل لا اله الا الله
التاسعة التنبیه لرجحانها بجمیع المخلوقات مع ان کثیرا ممن یقولها یخف میزانه۔
العاشرة النص علی ان الارضین سبع کالسموات۔
الحادیة عشرة ان لهن عمارا
الثانیة عشرة اثبات الصفات خلافا للاشعریة
الثالثة عشرة انک اذا عرفت حدیث انس عرفت ان قول فی حدیث عتبان

(۳) ثواب کے علاوہ توحید گناہوں کا کفارہ بھی ہے
(۴) سورۂ انعام کی آیت میں جو ظلم کا لفظ ہے اُس کی تفسیر (شرک ہے)
(۵) عبادہ بن صامت کی حدیث میں جو پانچ باتیں ہیں اُن میں غور کرو۔
(۶) جب تم اس حدیث اور عتبان وغیرہ کی حدیث کو جمع کرو گے تو "لا الہ الا اللہ" کہنے کے معنی سمجھ میں آجائینگے اور جو لوگ دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں (کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھ لیا۔ چاہے ہر قسم کا شرک کرتے رہیں) اُن کی غلطی واضح ہو جائے گی۔(۱)
(۷) عتبان کی حدیث میں جو شرط ہے اس پر نظر کرنی چاہئے (یعنی لا الہ الا اللہ خدا کو راضی کرنے کے واسطے کہے اس سے مقصود خالص توحید ہو)
(۸) انبیاء بھی لا الہ الا اللہ کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں۔
(۹) اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ "لا الہ الا اللہ" تمام چیزوں سے بھاری ہے مگر بہت سے "لا الہ الا اللہ" کہنے والوں کے ترازو ہلکے ہوں گے۔
(۱۰) صاف وصریح حکم کہ زمین کے بھی مثل آسمان کے سات طبقے ہیں۔
(۱۱) ان زمینوں اور آسمانوں میں آبادیاں ہیں۔
(۱۲) اللہ کی صفات کا ثبوت بخلاف اشعریہ کے جو انکار کرتے ہیں۔
(۱۳) جب تم انس رض کی حدیث سمجھ لوگے تو معلوم ہو جائے گا کہ عتبان کی حدیث میں یہ فرمانا کہ "اللہ نے

(۱) عام لوگ مَن قالَ لا اِلٰہَ الا اللہ دخل الجنة پڑھ کر اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔ اس کے سچ ہونے میں شبہ نہیں، مگر صرف زبان سے کہنے سے کیا فائدہ جب تک کہ اُس پر کامل اعتقاد اور اس کے توڑنے والی چیزوں سے پرہیز نہ ہو یعنی جب تک شرک سے نہ بچے اس کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ دنیا میں بڑے سے بڑا کافر بھی لا الہ الا اللہ کا انکار نہیں کرتا مگر عمل کے وقت حقیقت کھل جاتی ہے۔

فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ" أَنَّهُ تَرْكُ الشِّرْكِ لَيْسَ قَوْلُهَا بِاللِّسَانِ۔

حرام کیا ہے آگ پر جو لاالہ الا اللہ کہے اللہ کی مرضی کے لئے" اس سے مقصود شرک کو چھوڑنا ہے۔ نہ یہ کہ زبان سے کلمہ کہنا۔

الرابعة عشرة تأمل الجمع بين كون عيسى ومحمد عبد الله ورسوله۔

(۱۴) عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو اللہ کا بندہ اور رسول کہنا اس میں غور کرو۔

الخامسة عشرة معرفة اختصاص عيسى بكونه كلمة الله۔

(۱۵) عیسیٰ علیہ السلام کا کلمۃ اللہ ہونا۔

السادسة عشرة معرفة كونه روحا منه

(۱۶) اُن کا روح اللہ ہونا۔

السابعة عشرة معرفة فضل الايمان بالجنة والنار۔

(۱۷) جنت و دوزخ پر ایمان لانے کی فضیلت۔

الثامنة عشرة معرفة كونه على ما كان من عمل۔

(۱۸) یہ بات بھی سمجھنا جو حدیث عبادہ میں ہے وہ جنت میں جائیگا جو کچھ بھی عمل رکھتا ہو۔

التاسعة عشرة معرفة ان الميزان له كفتان

(۱۹) ترازو کے دو پلڑے ہیں۔

العشرون معرفة ذكر الوجه

(۲۰) اللہ کے لئے "وجہ" کے لفظ کا استعمال جسکے لفظی معنی "منھ" ہیں اس کو سمجھنا۔

بَابُ مَنْ حَقَّقَ التَّوْحِيدَ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

باب ہے اس بارہ میں جو سچی توحید رکھے وہ بے حساب جنت میں داخل ہوگا

وقول الله تعالى إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (۱۶-۱۲۰) وقال تعالى وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ (۲۳-۵۹)

اور اللہ کا فرمان:- یقیناً ابراہیم ایک امت تھا اور خدا کا فرماں بردار، یک طرفہ اور مشرکوں میں سے نہ تھا اور فرمایا:- اور وہ لوگ کہ اپنے رب کا کسی کو شریک نہیں بناتے۔

عن حصين بن عبد الرحمن قال كنت عند سعيد بن جبير فقال ايكم رأى الكوكب الذى انقض البارحة۔ فقلت انا، ثم قلت اما انى لم اكن فى صلوة ولكنى لدغت،

حصین بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں سعید بن جُبیر کے پاس تھا وہ بولے گذشتہ شب جو تارا ٹوٹا تھا اُسے کس نے دیکھا؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں میں نے دیکھا تھا پھر میں نے کہا کہ میں اس وقت نماز میں نہ تھا بلکہ مجھے زہریلے جانور نے کاٹا تھا، سعید بن جبیر

قَالَ فَمَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ اسْتَرْقَيْتُ، قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قُلْتُ حَدِيْثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ. قَالَ فَمَا حَدَّثَكُمْ؟ قُلْتُ حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ اَنَّهٗ قَالَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ، قَالَ قَدْ اَحْسَنَ مَنِ انْتَهٰى اِلٰى مَا سَمِعَ وَلٰكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ. فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِيَّ وَلَيْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ. اِذْ رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ اُمَّتِيْ فَقِيْلَ لِيْ هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ. فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ. فَقِيْلَ لِيْ هٰذِهٖ اُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ. ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَخَاضَ النَّاسُ فِيْ اُولٰٓئِكَ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْاِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا. وَذَكَرُوْا اَشْيَآءَ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ، فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ، وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ. فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، قَالَ اَنْتَ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ

نے کہا پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا منتر پڑھوایا بولے تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے جواب دیا کہ ہمیں شعبی نے ایک حدیث بتائی ہے اس بناء پر کیا۔ بولے شعبی نے کیا حدیث بیان کی تھی؟ میں نے کہا بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے منتر صرف نظر اور زہریلے جانور کے لئے درست ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا بیشک جس نے اپنے علم کے مطابق کیا ٹھیک کیا لیکن ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی کہ آپ نے فرمایا مجھ پر پہلی امتیں پیش ہوئیں، سو میں نے نبی اور اس کے ساتھ ایک جماعت دیکھی، اور نبی جس کے ساتھ ایک یا دو مرد تھے اور ایسا نبی جس کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ اس اثنا میں بڑی جماعت مجھے دکھائی دی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ "میری امت ہے" تو مجھ سے کہا گیا "نہیں" یہ موسیٰ اور ان کی قوم ہیں، پھر میں نے دیکھا تو ایک بڑی جماعت نظر پڑی۔ مجھ سے کہا گیا یہ تمہاری امت ہے، اور ان کے ساتھ ستر ہزار وہ لوگ ہیں جو جنت میں بے حساب و بے عذاب داخل ہوں گے۔ پھر آپ یہ فرما کر گھر میں تشریف لے گئے۔ پس لوگوں نے اس ستر ہزار کی بابت چہ میگوئیاں شروع کر دیں بعض نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہونگے جو آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور بعضوں نے کہا شاید مسلمانوں کی وہ اولاد کہ اسلام میں پیدا ہوئے اور کسی قسم کا شرک نہیں کیا اور اسی قسم کی اور باتیں بولے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ منتر نہیں پھنکواتے اور نہ داغ لگواتے ہیں نہ بد فالی لیتے ہیں اور صرف اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں عکاشہ بن محصن اٹھ کر بولے کہ "اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ مجھے ان میں سے کردے" فرمایا تو ان میں سے ہے، پھر ایک دوسرا شخص اٹھ کر بولا کہ میرے واسطے بھی دعا فرمایئے۔ آپ نے

فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

فرمایا عُکاشہ اسے لے گیا۔ (بخاری۔ مسلم)

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۲۲) مطالب ہیں

الْاُوْلٰى مَعْرِفَةُ مَرَاتِبِ النَّاسِ فِي التَّوْحِيْدِ

(۱) توحید میں لوگوں کے مختلف مراتب ہیں۔

الثَّانِيَةُ مَا مَعْنٰى تَحْقِيْقِهٖ؟

(۲) حقیقی توحید کیا ہے۔؟

الثَّالِثَةُ ثَنَاؤُهُ سُبْحَانَهٗ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ بِكَوْنِهٖ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(۳) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف اس طرح کرنا کہ وہ مشرکوں سے نہ تھے۔

الرَّابِعَةُ ثَنَاؤُهٗ عَلٰى سَادَاتِ الْاَوْلِيَاءِ بِسَلَامَتِهِمْ مِنَ الشِّرْكِ

(۴) اللہ عزوجل کا اپنے برگزیدہ بندوں کی تعریف اس طرح کرنا کہ وہ شرک سے پاک تھے۔

الْخَامِسَةُ كَوْنُ تَرْكِ الرُّقْيَةِ وَالْكَيِّ مِنْ تَحْقِيْقِ التَّوْحِيْدِ۔

(۵) منتر اور آگ سے بدن پر بطور علاج داغ لگوانا ان دونوں کو چھوڑنا حقیقی توحید میں سے ہے۔

السَّادِسَةُ كَوْنُ الْجَامِعِ لِتِلْكَ الْخِصَالِ هُوَ التَّوَكُّلُ۔

(۶) ان تمام خصلتوں کو جمع کرنے والی چیز توکل ہے یعنی اصلی سبب وہی ہے۔

السَّابِعَةُ عُمْقُ عِلْمِ الصَّحَابَةِ لِمَعْرِفَتِهِمْ اَنَّهُمْ لَمْ يَنَالُوْا ذٰلِكَ اِلَّا بِعَمَلٍ

(۷) صحابہ کرام کے علم کی گہرائی۔ کیونکہ وہ سمجھے کہ یہ درجہ بغیر عمل کے نہیں حاصل ہو سکتا۔

الثَّامِنَةُ حِرْصُهُمْ عَلَى الْخَيْرِ۔

(۸) اُن کی بھلائی میں رغبت۔

التَّاسِعَةُ فَضِيْلَةُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالْكَمِّيَّةِ وَالْكَيْفِيَّةِ۔

(۹) امت محمدیہ کی فضیلت باعتبار تعداد اور صفت کے (یعنی تعداد میں ان کی کثرت اور صفات میں یہ صفت جو ستر ہزار کے لئے آئی ہے۔

الْعَاشِرَةُ فَضِيْلَةُ اَصْحَابِ مُوْسٰى

(۱۰) موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کی فضیلت۔

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ عَرْضُ الْاُمَمِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر امتوں کا پیش ہونا۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ اَنَّ كُلَّ اُمَّةٍ تُحْشَرُ وَحْدَهَا مَعَ نَبِيِّهَا۔

(۱۲) ہر ایک امت اکیلی اپنے نبی کے ساتھ اٹھائی جاوے گی۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ قِلَّةُ مَنِ اسْتَجَابَ لِلْاَنْبِيَاءِ

(۱۳) انبیاء کے ماننے والوں کی کمی

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ اَنَّ مَنْ لَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ يَاْتِيْ وَحْدَهٗ

(۱۴) جس نبی کو کسی نے نہ مانا ہو گا وہ اکیلا اٹھے گا۔

الْخَامِسَةَ عَشْرَةَ ثَمْرَةُ هٰذَا الْعِلْمِ وَهُوَ عَدَمُ الْاِغْتِرَارِ بِالْكَثْرَةِ وَعَدَمُ الزُّهْدِ فِي الْقِلَّةِ

(۱۵) اس علم کا نتیجہ۔ یعنی کثرت سے دھوکا نہ کھانا چاہئے اور قلت سے بلاوجہ اعراض نہ کرنا چاہئے۔

السادسة عشرة الرخصة فی الرقیة من العین والحمة۔

(۱۶) نظر اور زہریلے جانوروں میں منتر کی اجازت ہے (بشرطیکہ شرکیہ الفاظ نہ ہوں)۔

السابعة عشرة عمق علم السلف لقوله قد احسن من انتهى الى ما سمع ولکن کذا وکذا فعلم ان الحدیث الاول لا یخالف الثانی۔

(۱۷) سلف صالحین کی علم میں گہرائی اور کمال جیسا کہ کہا "جس نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا اچھا کیا" مگر یہ باتیں (یعنی اس سے اونی ہیں) اس سے معلوم ہوگیا کہ پہلی حدیث دوسری کے مخالف نہیں۔

الثامنة عشرة بعد السلف عن مدح الانسان بما لیس فیه۔

(۱۸) سلف صالحین کا کسی کی بے جا تعریف سے بچنا۔

التاسعة عشرة قوله علیه السلام انت منهم علم من اعلام النبوة

(۱۹) آپ کا عکاشہ سے یہ فرمانا کہ تو ان میں سے ہے نبوت کے نشانوں میں سے ہے۔

العشرون فضیلة عکاشة

(۲۰) عکاشہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

الحادیة والعشرون استعمال المعاریض

(۲۱) تصریح کے بجائے تعریض وکنایہ کا استعمال کرنا، (جیسا کہ آپ نے اس شخص سے صاف صاف نہیں فرمایا کہ تو نہیں ہے یا تیرے واسطے دعا نہیں کرتا)۔

الثانیة والعشرون حسن خلقه صلی الله علیه وسلم

(۲۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حُسن خلق۔

بَابُ الْخَوْفِ مِنَ الشِّرْكِ

باب ہے شرک سے ڈرنے میں

وقول الله عزوجل (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا) (۴-۱۱۶)

اور اللہ عزوجل کا فرمان۔ بیشک اللہ شرک کو نہیں بخشتا، اور شرک کے سوا جو کچھ گناہ جس کے لئے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا پس وہ دور کی گمراہی میں جا پھنسا۔

※

وقال الخلیل علیه السلام (وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ) (۱۴-۳۵)

اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی دعا میں کہا "اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچا"۔

※

وفی الحدیث اخوف ما اخاف علیکم

اور حدیث شریف میں ہے تم پر سب سے زیادہ جس چیز کا

الشرك الاصغر، فسئل عنه فقال الرياء

مجھے خوف ہے وہ شرک اصغر ہے (چھوٹا شرک، آپ سے دریافت کیا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا ریاکاری (یعنی دکھانے کے واسطے کام کرنا)

وعن ابن مسعود رضی الله عنه ان رسول الله صلے الله عليه وسلم قال من مات وهو يدعوا من دون الله ندا دخل النار۔ رواه البخاری۔

ابن مسعود کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو کوئی اس حال میں مرجائے کہ وہ اللہ کا شریک کرتا ہو جہنم میں جائیگا۔ بخاری کی روایت میں ہے۔

ولمسلم عن جابر رضی الله عنه ان رسول الله صلے الله عليه وسلم قال من لقی الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة، و من لقيه يشرك به شيئا دخل النار۔

مسلم میں جابر رض سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ سے ملے اور وہ کسی چیز کو اس کا شریک نہ کرتا ہو جنت میں جائے گا' اور جو اس سے ملے شرک کرتے ہوئے جہنم میں جائے گا۔

فيه مسائل

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

الاولی الخوف من الشرك

(۱) شرک سے خوف کرنا۔

الثانية ان الرياء من الشرك

(۲) ریاکاری شرک میں سے ہے۔

الثالثة انه من الشرك الاصغر

(۳) ریا شرک اصغر ہے۔

الرابعة انه اخوف ما يخاف منه على الصالحين۔

(۴) نیک لوگوں پر بہ نسبت اور چیزوں کے ریا کا زیادہ خوف کیا جاتا ہے۔

الخامسة قرب الجنة والنار

(۵) جنت و دوزخ کا قریب ہونا۔

السادسة الجمع بين قربهما فی حديث واحد

(۶) ان دونوں کے قریب ہونے کو ایک حدیث میں جمع کرنا۔

السابعة انه من لقيه لا يشرك به شيئا دخل الجنة، ومن لقيه يشرك به شيئا دخل النار۔ ولو كان من اعبد الناس

(۷) جو بغیر شرک کے خدا سے ملے گا وہ جنت میں جائے گا' اور جو شرک سے ملے گا وہ جہنم میں جائے گا' اگرچہ بڑا عابد و زاہد کیوں نہ ہو (۱)

الثامنة المسئلة العظيمة سوال الخليل له ولبنيه وقاية عبادة الاصنام

(۸) اہم مسئلہ یعنی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا اپنے اور اپنی اولاد کے لئے بت پرستی سے بچنے کی دعا کرنا۔

(۱) اس لئے کہ شرک کے ہوتے ہوئے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اور شرک نیک عملوں کے واسطے بمنزلہ آگ ہے کہ سب کو جلا دیتا ہے۔ لئن اشركت ليحبطن عملك ولتكونن من الخسرين۔ البتہ اگر تو نے شرک کیا تو تیری بھی سب عمل برباد ہو جائینگے اور تو ٹوٹا پانیوالوں میں ہو جائیگا۔ ۵-۹۔۴

التاسعة اعتبارہ بحال الاکثر لقولہ (رب انھن اضللن کثیرا من الناس) ۱۴:۳۶۔

(۹) حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا اکثر لوگوں کی حالت سے عبرت حاصل کرنا جیساکہ کہا۔ اے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔

العاشرة فیہ تفسیر لا الہ الا اللہ کما ذکرہ البخاری۔

(۱۰) اس میں لاالٰہ الا اللہ کی تفسیر ہے، جیساکہ بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا۔ (۱)

بَابُ الدُّعَاءِ اِلٰی شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

باب ہے اس بارہ میں کہ "لاالٰہ الا اللہ" کے اقرار کے لئے لوگوں کو بلایا جائے

وقول اللہ تعالیٰ (قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ) ۱۲:۱۰۸

کہدے یہ میرا راستہ ہے کہ میں اور میری پیروی کرنے والے اللہ کی طرف عقل وبصیرت سے بلاتے ہیں اور اور اللہ تو ہر ایک شرک وبرائی سے پاک ہے۔ اور میں بھی شرک کرنیوالوں میں سے نہیں ہوں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعث معاذا قال لہ انك تاتی قوما من اھل الکتاب فلیکن اول ماتدعوھم الیہ شھادۃ ان لا الہ الا اللہ، وفی روایۃ الی ان یوحدوا اللہ، فان ھم اطاعوك لذلك فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ، فان ھم اطاعوك لذلك فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم صدقۃ توخذ من اغنیاءھم فترد الی فقرآئھم فان ھم اطاعوك لذلك فایاك وکرائم اموالھم، واتق دعوۃ المظلوم فانہ

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن بھیجا تو ان سے کہا تم اہل کتاب کی ایک قوم میں جارہے ہو (یعنی پڑھے لکھے لوگ ہیں) سو سب سے پہلے جس چیز کی طرف تم انہیں دعوت دو وہ "لاالٰہ الا اللہ" کا سچے دل سے اقرار ہے اور ایک روایت میں اس کی جگہ اللہ کی توحید ہے۔ پس اگر وہ لوگ یہ قبول کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ہر رات ودن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اسے قبول کرلیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کر فقرا میں تقسیم کیا جائے گا پس اگر وہ اسے قبول کرلیں، تو ان کے عمدہ مالوں کے لینے سے بچنا، اور مظلوم کی بددعا نہ لینا اس لئے

(۱) حدیث کے بعض الفاظ میں اسطرح ہے کہ جو مرگیا، لاالٰہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہوئے جنت میں جائیگا، بعض کے الفاظ اسطرح ہیں جیساکہ اوپر اس باب میں بیان ہوا یعنی جو اس حالت میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا وہ جنت میں جائیگا، تو حاصل یہ نکلا کہ محض زبان سے کلمہ بولنے سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک کہ اسکے معنی پر عمل نہ ہو کیونکہ یہ نہایت صاف ہے کہ ہوگا کہ ایک شخص عربی الفاظ بے سوچے سمجھے پڑھ کر مسلمان بن جائے، حالانکہ وہ سراسر اسکے خلاف عمل کر رہا ہے، ایمان کے لئے اولاً علم پھر زبان دل اور اعضاء ظاہری کا خوشی سے ماننا شرط ہے۔

لیس بینها وبین الله حجاب۔ اخرجاه۔

ولهما عن سهل بن سعد رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یوم خیبر لاعطین الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله یفتح الله علی یدیه فبات الناس یدوکون لیلتهم ایهم یعطاها فلما اصبحوا غدوا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم کلهم یرجوا ان یعطاها فقال این علی بن ابی طالب فقیل هو یشتکی عینیه، فارسل الیه فاتی به فبصق فی عینیه ودعا له فبرأ کان لم یکن به وجع، فاعطاه الرایة فقال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام واخبرهم بما یجب علیهم من حق الله تعالی فیه فوالله لان یهدی الله بک رجلا واحدا خیر لک من حمر النعم یدوکون ای یخوضون۔

فیہ مسائل

الاولی ان الدعوة الی الله طریق من اتبعه صلی الله علیه وسلم

الثانیة التنبیه علی الاخلاص لان کثیر الودعا الی الحق فهو یدعو الی نفسه۔

الثالثة ان البصیرة من الفرائض

الرابعة من حسن دلائل التوحید انه تنزیه الله تعالی عن المسبة۔

کہ اس میں اور اللہ میں کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ اسے بخاری مسلم دونوں نے روایت کیا۔

اور بخاری ومسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے آخری دن فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا، جو اللہ ورسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ ورسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اسی کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا، پس لوگ رات بھر خیال دوڑاتے رہے کہ کس کو دیا جائیگا؟ جب صبح ہوئی تو آپ کے حضور میں آئے۔ ہر ایک یہی امید کئے تھا کہ اسی کو آپ جھنڈا دیں گے۔ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ جواب ملا کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ نے ایک آدمی بھیجا کہ انہیں لے آوے۔ جب آگئے تو دعا کی اور آنکھوں میں تھوکا۔ اسی وقت آنکھیں درست ہوگئیں گویا کچھ تھا ہی نہیں پھر انہیں جھنڈا دیا، اور فرمایا، جاؤ سہولت سے، جب ان کے میدان میں پہنچو تو انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور جو اللہ کے حقوق ان پر عائد ہوتے ہیں ان کو بتاؤ، خدا کی قسم اگر ایک آدمی تمہاری بدولت ہدایت پائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے (سرخ اونٹ عرب میں قیمتی چیز ہے)

اس میں (۳۰) مطالب ہیں

(۱) آپ کے متبعین کا یہی طریقہ ہے کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلائیں۔

(۲) اس میں اخلاص کا بیان ہے کیونکہ بہت سے لوگ جب حق کی طرف بلاتے ہیں تو اپنے نفس کی عظمت کی طرف بلاتے ہیں۔

(۳) سوچ سمجھ کر دعوت دینا فرض ہے

(۴) توحید کی خوبی یہ ہے کہ وہ اللہ کی ذات کو برائی سے پاک کرتی ہے۔

الخامسة ان من قبح الشرك كونه مسبة لله۔

السادسة وهي من اهمها ابعاد المسلم عن المشركين لايصير منهم ولولم يشرك

السابعة كون التوحيد اول واجب۔

الثامنة ان يبدأ به قبل كل شئ حتى الصلوٰة

التاسعة ان معنى ان يوحدوا الله معنى شهادة ان لا اله الا الله

العاشرة ان الانسان قد يكون من اهل الكتاب وهو لا يعرفها او لا يعمل بها۔

الحادية عشرة التنبيه على التعليم بالتدريج

الثانية عشرة البداءة بالاهم فالاهم

الثالثة عشرة مصرفُ الزكوٰة

الرابعة عشرة كشف العالم الشبهة عن المتعلم

الخامسة عشرة النهي عن كرائم الاموال

السادسة عشرة اتقاء دعوة المظلوم

السابعة عشرة الاخبار بانها لا تحجب

الثامنة عشرة من ادلة التوحيد ماجرى على سيد المرسلين وسادات الاولياء من المشقة والجوع والوباء۔

التاسعة عشرة قوله لاعطين الراية الخ علمٌ من اعلام النبوة

(۵) شرک کی برائیوں میں سے یہ ہے کہ اللہ کی ذات میں عیب لگاتا ہے۔

(۶) مسلمانوں کو مشرکوں سے بچانا، یہ نہایت اہم مسئلہ ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ ان میں رہے، اگرچہ شرک نہ کرے۔

(۷) توحید سب سے پہلا فرض ہے جسکی دعوت دی جائے

(۸) سب سے پہلے توحید کی دعوت دی جائے گی، یہاں تک کہ نماز سے بھی پہلے۔

(۹) لاالٰہ الا اللہ کے اقرار کے یہی معنی ہیں کہ اللہ کی توحید کی جائے۔

(۱۰) انسان کبھی اہل کتاب ہوتا ہے، اور وہ "توحید" کو نہیں جانتا، یا جانتا ہے مگر اس کے مطابق عمل نہیں کرتا۔

(۱۱) بتدریج تعلیم دینے کی ضرورت پر توجہ دلانا۔

(۱۲) یکے بعد دیگرے اہم باتوں کو بہ ترتیب بتانا چاہئیے

(۱۳) زکوٰۃ کہاں صرف کرنی چاہئیے۔

(۱۴) عالم کا طالب العلم کے ذہن سے شبہ دور کردینا۔

(۱۵) زکوٰۃ میں عمدہ مالوں کے لینے سے ممانعت۔

(۱۶) مظلوم کی دعا سے بچنا۔

*

(۱۷) یہ خبر دینا کہ مظلوم کی دعا کے لئے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

(۱۸) جو کچھ سید المرسلین سید الاولیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ، تکلیف، بھوک، اور بیماری وغیرہ پہنچی یہ سب توحید کے دلائل سے ہے۔

(۱۹) آپ کا یہ فرمانا "کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا، آخر تک" نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔

العشرون تفله في عينه علم من اعلامها ايضا.

الحادية والعشرون فضيلة علي رضي الله عنه.

الثانية والعشرون فضل الصحابة في دوكهم تلك الليلة وشغلهم عن بشارة الفتح

الثالثة والعشرون الايمان بالقدر، لحصولها لمن لم يسع لها ومنعها عمن سعى.

الرابعة والعشرون الادب في قوله على رسلك.

الخامسة والعشرون الدعوة الى الاسلام قبل القتال.

السادسة والعشرون انه مشروع لمن دُعوا قبل ذلك وقوتلوا.

السابعة والعشرون الدعوة بالحكمة لقوله اخبرهم بما يجبُ.

الثامنة والعشرون المعرفة بحق الله في الاسلام.

التاسعة والعشرون ثواب من اهتدىٰ على يديه رجلٌ واحد

الثلثون الحلفُ على الفُتيا

(۲۰) آپ کا حضرت علی کی آنکھ میں تھوکنا بھی نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔

(۲۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

*

(۲۲) صحابہ کی فضیلت کہ وہ رات بھر اس خیال میں رہے کہ دیکھنا چاہئے صبح جھنڈا کسے ملتا ہے اس خیال میں فتح کی خوشخبری بھی بھول گئے۔

(۲۳) یہاں سے تقدیر پر ایمان لانا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ جو جھنڈے کا خیال بھی نہ رکھتا تھا، اسے مل گیا اور جو رات بھر اسی خیال میں رہا وہ محروم رہا۔

(۲۴) آپ کا ادب سکھانا، یعنی یہ فرمانا کہ جاؤ جلدی نہ کرنا۔

(۲۵) جنگ سے پیشتر دعوت اسلام دینا۔

*

(۲۶) دعوت اسلام ہر حالت میں مشروع ہے خواہ ان لوگوں سے پہلے پہل خطاب ہو یا پہلے دعوت ہو چکی ہو اور جنگ بھی (جیسا کہ خیبر میں ہوا تھا۔)

(۲۷) حکمت و دانشمندی سے دعوت دینا، جیسا کہ آپ نے فرمایا، "انہیں جو اُن پر فرض ہے۔ اس کی اطلاع دے۔"

(۲۸) اسلام میں اللہ کا حق پہچاننا،

*

(۲۹) اس شخص کی فضیلت جس کے ہاتھ پر ایک آدمی ہدایت پائے۔

(۳۰) کسی فتوے پر قسم کھانا۔ (جیسا کہ آپ نے قسم کھا کر بیان فرمایا۔

باب تفسير التوحيد وشهادة ان لا اله الا الله

باب ہے توحید اور کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ" کے اقرار کے مطلب میں

وقول الله تعالى (أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ، إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا)

۱۷-۵۷-

اور اللہ عزوجل کا فرمان - یہ لوگ تو اللہ سے دعا کرتے رہتے تھے اور اس کے قرب کے ذریعے ڈھونڈتے تھے کہ کون زیادہ مقرب ہو - اور اس کی رحمت کے امیدوار اور عذاب سے خوفزدہ تھے' اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے -

وقوله تعالى (وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ○ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ) ۴۳-۲۷-۲۶-

اور فرمایا :- جب کہ ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ "میں ان تمام چیزوں سے جن کی تم پرستش کرتے ہو بیزار ہوں -
مگر اس اللہ کا ماننے والا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا سو وہی مجھے سیدھی راہ دکھائیگا -

وقوله تعالى (اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○)

۹-۳۱-

اور فرمایا انہوں نے اپنے عالموں اور پیروں کو اللہ بنا دیا اللہ کو چھوڑ کر' اور مسیح بن مریم کو بھی' اور انھیں اس کے سوا کچھ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ صرف ایک معبود کی پرستش کریں جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں - وہ پاک و برتر ہے اس چیز سے کہ یہ شریک کرتے ہیں -

وقوله تعالى (وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ، وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ)

۲-۱۶۵

اور فرمایا :- اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں ان سے وہ محبت رکھتے ہیں جو خدا سے ہونی چاہئے' اور ایمان والے تو اللہ ہی سے زیادہ محبت رکھتے ہیں' اور اگر ان ظالموں کو یہ بات سوجھے کہ جب یہ عذاب دیکھیں گے اس وقت یقین کرینگے کہ ساری قوت خدا ہی کی ہے'' اور یہ کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے -

في الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من لا اله الا الله وكفر بما يعبد من دون الله حرم ماله ودمه وحسابه على الله عزوجل

صحیح مسلم میں وارد ہے' آپ نے فرمایا :- جو شخص کہ "لا الہ الا اللہ" کہے' اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن چیزوں کی پرستش ہوتی ہے ان سے منکر ہو' تو اس کا مال و خون حرام ہو گیا' اور اس کے دل کا حال اللہ جانتا ہے'

وشرح هذه الترجمة مابعدها من الابواب

فيه اكبر المسائل واهمها وهي تفسير التوحيد وتفسير الشهادة وبينها بامور واضحة

منها اية الاسراء بين فيها الرد على المشركين الذين يدعون الصالحين۔

ففيها بيان ان هذا هو الشرك الاكبر۔

ومنها اية براءة بين فيها ان اهل الكتاب اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله، وبين انهم لم يومروا الابان يعبدوا الٰها واحدا مع ان تفسيرها الذى لا اشكال فيه طاعة العلماء والعباد فى المعصية ۔لا دعاؤهم اياهم۔

ومنها قول الخليل للكفار (اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۔ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ) فاستثنى من المعبودين ربه وذكر سبحانه وتعالٰى ان هذه البرآءة وهذه الموالاة هى تفسير شهادة ان لا اله الا الله فقال وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

ومنها اية البقرة فى الكفار الذين قال فيهم (وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ) ذكر انهم يحبون اندادهم كحب الله فدل على انهم يحبون الله حبا عظيما و لم يدخلهم فى الاسلام فكيف بمن احب الند

اس باب کی شرح وہ تمام ابواب ہیں جو آئندہ آئیں گے ۔

اس میں اہم ترین اور بزرگ ترین مسئلہ ہے، وہ توحید یعنی کلمۂ شہادت کے معنی ہیں جن کو چند باتوں سے واضح کر دیا گیا۔

ان میں سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ہے جس میں ان مشرکین کا صاف صاف رد فرمایا ہے، جو نیک لوگوں سے حاجتیں مانگتے اور انھیں وسیلہ گردانتے تھے،

اس میں صاف تصریح ہے کہ یہی کام شرک اکبر ہے۔ یعنی اصلی شرک۔

اور اس میں سے آیۃ براءۃ ہے جس میں توضیح ہے کہ اہل کتاب نے اپنے علماء و زاہدوں کو اللہ کے سوا رب بنا رکھا ہے، اور انھیں صرف اللہ خدا کی عبادت کا حکم تھا حالانکہ اس کی صاف کھلی تفسیر ہے کہ اس رب بنانے کے معنی ان علماء اور پیروں کی فرمانبرداری ہے حکم الٰہی کے مقابلہ میں نہ ان سے دعا کرنا۔

اور ان میں سے حضرت خلیل اللہ کا یہ قول کافروں سے ہے کہ:۔میں اللہ کے سوا تمہارے تمام معبودوں سے بیزار ہوں، پس اللہ عزوجل کو ان کے تمام معبودوں سے الگ کیا، پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان فرمایا کہ یہ براءت شرک و مشرکین سے اور یہ موالات ومحبت اللہ والوں سے "لا الٰہ الا اللہ" کے معنی ہیں، اسی کو فرمایا کہ اسے ان کے خاندان میں یادگار "کلمہ" چھوڑا، شاید کہ وہ لوٹ جائیں۔

اور اس میں سے سورۂ بقرہ کی یہ آیت ایسے کافروں کی بابت جن کی شان میں فرمایا، وہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے اس آیت میں یہ ذکر فرمایا کہ وہ اپنے شریکوں سے اللہ کی سی محبت رکھتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت رکھتے تھے باوجود اس کے انہیں مسلمان نہیں کہا، پس ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو شریک سے

اکبر من حب الله؟ فکیف بمن لم یحب الا الند وحدہ ولم یحب الله

الله کی بہ نسبت زیادہ محبت رکھتے ہیں! اور وہ لوگ کہاں جائیں گے؟ جو صرف شریکوں سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو جانتے ہی نہیں۔

ومنها قوله صلى الله عليه وسلم من قال لا اله الا الله وكفر بما يعبد من دون الله حرم ماله ودمه وحسابه على الله" وهذا من اعظم ما يبين معنى لا اله الا الله۔

اور اس میں سے آپ کا فرمانا کہ جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا، اور اللہ کے سوا تمام معبودوں سے کفر کیا اس کا مال وخون حرام ہوگیا، اور اس کے دل کا حال خدا جانتا ہے یہ ان اہم ترین باتوں سے ہے جو لا الہ الا اللہ کے معنی بیان کرتی ہیں۔

فانه لم يجعل التلفظ بها عاصما للدم والمال بل ولا معرفة معناها مع لفظها بل ولا اقرار بذلك، بل ولا كونه لا يدعو الا الله وحده لا شريك له بل لا يحرم ماله ودمه حتى يضيف الى ذلك الكفر بما يعبد من دون الله فان شك او توقف لم يحرم ماله ودمه، فيالها من مسئلة ما اعظمها واجلها ويا له من بيان ما اوضحه، وحجة ما اقطعها للمنازع۔

آپ نے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے کو مال وجان بچانے والا نہیں فرمایا، بلکہ اس کے لفظ و معنے کے پہچاننے کو بھی، بلکہ محض اقرار کو بھی نہیں، بلکہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کے پکارنے کو بھی نہیں، بلکہ اس کے جان ومال حرام نہ ہوں گے جب تک کہ اس کے ساتھ اللہ کے سوا جو معبود ہیں ان سے کفر نہ کرے، سو اگر شک کرے یا توقف کرے تو اس کی جان ومال حرام نہ ہوگی، پس یہ کیا ہی عجیب مسئلہ ہے! جس کا کتنا بڑا زبردست مرتبہ ہے اور کیا واضح بیان ہے! اور کیسی صحیح حجت کہ نزاع کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔

باب من الشرك لبس الحلقة والخيط ونحوهما لرفع البلاء او دفعه

باب ہے اس بارہ میں کہ کڑا، چھلا اور گنڈا وغیرہ بلاء دفع کرنے کے لئے پہننا شرک ہے

وقول الله تعالى (قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ)۔

۳۸-۳۹

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:- کہدے، بتاؤ جن چیزوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے کیا وہ اس ضرر کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اللہ اگر مجھ پر رحم فرمائے تو کیا یہ اس کی رحمت روک سکتے ہیں؟ تو کہدے مجھے تو اللہ ہی بس ہے اسی پر سب توکل کرنے والے توکل کرتے ہیں۔

عن عمران بن حصين رضي الله تعالى عنه

عمران بن حصین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأی رجلا فی یدہ حلقة من صفر، فقال ماھذا اوقال من الراھنة، فقال انزعھا فانھا لا تزیدك الا وھنا۔ فانك لومت وھی علیك ما افلحت ابدًا۔ رواہ احمد بسند لا بأس بہ۔

ولہ عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعا من تعلق تمیمة فلا اتم اللہ لہ، ومن تعلق ودعة فلا ودع اللہ لہ، وفی روایة من تعلق تمیمة فقد اشرك ولابن ابی حاتم عن حذیفة انہ رأی رجلا فی یدہ خیط من الحمی فقطعہ وتلا قولہ (وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ)

۱۲-۱۶

فیہ مسائل

الاولی التغلیظ فی لبس الحلقة والخیط ونحوھما لمثل ذلك۔

الثانیة ان الصحابی لومات وھی علیہ ما افلح فیہ شاھد لکلام الصحابة ان الشرك الاصغر اکبر الکبائر۔

الثالثة انہ لم یعذر بالجھالة

الرابعة انھا لا تنفع فی العاجلة بل تضر لقولہ لا تزیدك الا وھنا۔

الخامسة الانکار بالتغلیظ علی من فعل ذلك

السادسة التصریح بان من تعلق شیئا وکل الیہ۔

السابعة التصریح بان من تعلق تمیمة فقد اشرك

ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا حلقہ (کڑا یا چھلہ) دیکھا فرمایا یہ کیا ہے؟ بولا کہ واہنہ کی وجہ سے ہے، فرمایا کہ اسے اتار دے، یہ تجھے کمزوری کے سوا کچھ نفع نہ دے گا، بلاشبہ اگر تو اسے پہنے ہوئے مرجائے گا کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ احمد نے اسے اچھی سند سے روایت کیا ہے۔

اور مسند احمد میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو تعویذ لٹکائے اللہ اس کا مطلب پورا نہ کرے اور سیپی وغیرہ لٹکائے اللہ اسے آرام نہ دے ایک روایت میں ہے جس نے تعویذ لٹکایا، سو شرک کیا، ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ سے بیان کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے ہاتھ میں بخار کے لئے ڈورا بندھا دیکھا۔ اسے کاٹ ڈالا، پھر یہ آیت پڑھی "اور بہت سے ایمان نہیں لاتے، مگر وہ شرک کرتے ہیں۔

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

(۱) چھلا تاگا وغیرہ باندھنے میں سخت حکم ہے،

*

(۲) صحابی اگر ایسی حالت میں مرجاتا تو کامیاب نہ ہوتا۔ اس میں صحابہ کے اس کلام کی دلیل پائی جاتی ہے کہ شرک اصغر بھی تمام بڑے گناہوں سے بڑا ہے۔

(۳) انسان جہالت کی وجہ سے شرک میں معذور نہیں ہوسکتا

(۴) گنڈا چھلا وغیرہ دنیا میں بھی ضرررساں ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا، اس سے کمزوری ہی بڑھے گی۔

(۵) سختی سے انکار ایسا کرنے والے پر۔

*

(۶) صاف یہ بیان کردینا کہ جو شخص کسی چیز کو لٹکائے گا اس کے سپرد کیا جائے گا،

(۷) جس نے تعویذ لٹکایا شرک کیا۔

*

الثامنة ان تعليق الخيط من الحمى من ذلك۔

التاسعة تلاوة حذيفة الاية دليل على ان الصحابة يستدلون بالايات التي في الاكبر على الاصغر كما ذكر ابن عباس في اية البقرة

العاشرة ان تعليق الودع من العين من ذلك

الحادية عشرة الدعاء على من تعلق تميمة ان لا يتم له ۔ ومن تعلق ودعة فلا ودع الله له اى ترك الله له

(۸) تاگا بخار وغیرہ کے لئے لٹکانا بھی اس شرک میں داخل ہے۔

(۹) حضرت حذیفہ رض کا آیۃ سورہ یوسف پڑھنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم شرک اکبر کی آیتیں شرک اصغر پر پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ابن عباس نے سورہ بقرہ کی آیت میں ذکر کیا ہے۔ (۱)

(۱۰) سیپی وغیرہ نظر بد سے بچنے کے لئے لٹکانا اسی میں داخل ہے۔

(۱۱) اس شخص کو بد دعا دینا جو تعویذ لٹکائے، کہ اللہ اس کا مطلب پورا نہ کرے اور جو سیپی وغیرہ لٹکائے اللہ اسے آرام نہ دے، یعنی اللہ اسے مصیبت سے نہ چھوڑے۔

باب ما جاء في الرقى والتمائم۔

باب ہے منتروں اور تعویذوں میں

في الصحيح عن ابي بشير الانصاري رضي الله عنه انه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره فارسل رسولا ان لا يبقين في رقبة بعير قلادة من وتر او قلادة الا قطعت۔

وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الرقى والتمائم والتولة شرك رواه احمد وابو داؤد۔

وعن عبد الله بن حكيم مرفوعا من تعلق شيئا وكل اليه. رواه احمد والترمذی

صحیح مسلم میں ابو بشیر انصاری سے ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے آپ نے ایک منادی کو بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت باقی نہ رہے " (اسے نظر بد کے لئے باندھ دیا کرتے تھے) اگر ہو تو کاٹ دی جائے۔

ابن مسعود کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ فرماتے تھے، منتر اور تعویذ گنڈے اور حُب کے اعمال سب شرک ہیں '۔ اسے احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

عبد اللہ بن حکیم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی کسی چیز کو لٹکائیگا۔ اسی کے حوالے کیا جائے گا۔ احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

(۱) ابن عباس رض نے آیت فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر کی ہے جیسا آگے اسی آیت کے باب میں آئے گا۔

(التمائم) شیء یعلق علی الاولاد من العین لکن اذا کان المعلق من القران فرخص فیه بعض السلف وبعضهم لم یرخص فیه و یجعله من المنهی عنها۔ منهم ابن مسعود رضی الله عنه۔

(والرُّقی) هی التی تسمّی العزائم وخص منه الدلیل ماخلا من الشرك فقد رخص فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم من العین والحمة۔

(والتولة) شیء یصنعونه یزعمون انه یُحبّب المرأة الی زوجها والرجل الی امرأته۔

وروی احمد عن رویفع قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا رویفع لعل الحیوة تطول بك فاخبر الناس ان من عقد لحیته او تقلد وترا او استنجی برجیع دابة او عظم فان محمدا بریٔ منه۔

وعن سعید بن جبیر قال من قطع تمیمة من انسان کان کعدل رقبة۔ رواه وکیع وله عن ابراهیم قال کانوا یکرهون التمائم کلها من القران وغیر القران۔

فیه مسائل

الاولی تفسیر الرقی والتمائم

الثانی تفسیر التولة۔

الثالثة ان هذه الثلاثة کلها من الشرك من غیر استثناء

تمائم وہ چیز ہے کہ بچوں پر نظر سے بچانے کے لئے لٹکاتے تھے اگر جو چیز لٹکائی جائے قرآن میں سے ہو تو سلف میں سے بعض اس کی اجازت دیتے ہیں، اور بعض اجازت نہیں دیتے بلکہ ممنوع قرار دیتے ہیں، ان میں سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں یہ منع کرتے تھے۔

اور رقی، جن کو عزائم بھی کہتے ہیں، یعنی منتر دلیل کی رو سے جس منتر میں شرک نہ ہو اس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اور زہریلے جانوروں میں رخصت دی ہے۔

اور "تولہ" وہ عمل ہے جسے اس خیال سے کیا کرتے تھے کہ عورت مرد میں محبت پیدا کرائے۔ (چاہے یہ گنڈا تعویذ ہو یا اور کچھ۔)

احمد نے رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رویفع شاید تم مدت تک زندہ رہو سو لوگوں کو یہ پہنچا دینا کہ جس نے اپنی ڈاڑھی کی گرہ لگائی، یا تانت گردن میں لٹکائی، یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کیا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں۔ (۱)

سعید بن جبیر کہتے ہیں جس نے آدمی کا تعویذ کاٹ دیا۔ گویا اس نے ایک جان آزاد کی۔ وکیع نے اسے روایت کیا، اور یہ بھی ابراہیم نخعی سے کہ ہر قسم کے تعویذوں کو پہلے لوگ ناپسند کرتے تھے، خواہ قرآن سے ہوں یا اسکے سوا۔

اس میں (۹) مطالب ہیں

(۱) رقی (منتر) اور تمائم (تعویذوں) کی تفسیر۔

(۲) تولہ یعنی حب کے عمل کی تفسیر۔

(۳) یہ تینوں بلا تخصیص شرک ہیں۔

※

(۱) یہ روایت ضعیف ہے اس لئے کہ اس میں ابن لہیعہ یا اور اسی قسم کے ناقابل اعتبار راوی ہیں۔

الرابعة ان الرقية بالكلام الحق من العين والحمة ليس من ذلك۔

(۴) غیر شرکیہ کلام سے منتر کرنا نظر اور زہریلے جانوروں میں شرک داخل نہیں۔

الخامسة ان التميمة اذا كانت من القرآن فقد اختلف العلماء هل هي من ذلك ام لا

(۵) تعویذ جبکہ آیت قرآنی ہو تو علماء میں اختلاف ہے کیا یہ شرک ہے یا نہیں۔؟

❊

السادسة ان التعليق الاوتار على الدواب عن العين من ذلك

(۶) جانوروں پر تانت نظر کے خیال سے لٹکانا اسی میں سے ہے۔

السابعة الوعيد الشديد على من تعلق وترا۔

(۷) سخت سزا اس شخص کے لئے کہ تانت لٹکائے

❊

الثامنة فضل ثواب من قطع تيمة من انسان

(۸) اس شخص کا ثواب جو کسی آدمی کے تعویذ کو کاٹ ڈالے۔

التاسعة ان كلام ابراهيم لا يخالف ما تقدم من الاختلاف لان مرادة اصحاب عبد الله۔

(۹) ابراہیم نخعی کا یہ کہنا کہ پہلے لوگ تعویذوں کو مکروہ سمجھتے تھے، خواہ قرآن سے ہوں یا غیر قرآن سے یہ ہمارے پہلے بیان کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ اس سے مطلب لوگوں سے ابن مسعود کے شاگرد ہیں۔ (۱)

باب من تبرك بشجر او حجر ونحوهما

باب ہے درخت اور پتھر وغیرہ سے تبرک لینے میں

وقول الله تعالى (افرأيتم اللات والعزى ٭ ومناة الثالثة الاخرى الكم الذكر وله الانثى، تلك اذا قسمة ضيزى ٭ ان هي الا اسماء سميتموها انتم واباءكم ما انزل الله بها من سلطن، ان يتبعون الا الظن وما تهوى الانفس، ولقد جاءهم من ربهم الهدى ٭ ۱۹ تا ۲۳-۵۳

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:- سو بتاؤ تم لات و عزّیٰ کو اور مناۃ تیسرے پچھلے کو، کیا تمہارے واسطے نر ہوں اور اللہ کے واسطے مادین، یہ ایسی حالت میں ناقص تقسیم ہے، یہ تو صرف نام ہی نام ہے، جو تم اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت نہیں اتاری، یہ لوگ صرف گمان اور من مانی بات کی پیروی کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی ہدایت آچکی ہے۔

(۱) بہت سے لوگ جائز معاملات میں قرآن مجید وغیرہ کے تعویذ کا استعمال روا جانتے ہیں، مگر اس کا ثبوت کسی صحیح روایت سے نہیں ہوتا اسلئے ایک جماعت ہر حال میں اسے حرام جانتی ہے، قرآن مجید کے نزول کی غرض وغایت تعویذ و منتر ہونا نہیں بلکہ عمل و اعتقاد کی اصلاح ہے جسے لوگ چھوڑ بیٹھے۔

عن ابی واقد اللیثی قال خرجنا مع رسول الله صلے الله علیه وسلم الی حنین ونحن حدثاء عهد بکفر وللمشرکین سدرة یعکفون عندها وینوطون بها اسلحتهم یقال لها ذات انواط، فمررنا بسدرة، فقلنا یارسول الله اجعل لنا ذات انواط کما لهم ذات انواط- فقال رسول الله صلے الله علیه وسلم الله اکبر انها السنن، قلتم والذی نفسی بیدہ کما قالت بنو اسرائیل لموسے (اجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ-) ۱۳-۷

لَتَرْکَبُنَّ سُنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ (رواہ الترمذی وصححه.

ابو واقد لیثی کہتے ہیں، ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں نکلے، اور ابھی ابھی ہم مسلمان ہوئے تھے۔ مشرکوں نے ایک بیری کو طواف کے واسطے منتخب کیا تھا اور اس پر اپنے ہتھیار بھی لٹکاتے تھے، جس کا نام ذات الانواط رکھا تھا، سو ہم بھی ایک بیری پر گذرے، اس وقت ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہمارے واسطے بھی ایک ذات الانواط بنائیے جیسا کہ کفار کا ہے، آپ نے فرمایا اللہ اکبر، یہی تو راستے ہیں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے بھی وہی بات کی جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کی تھی، کہ ہمارے واسطے بھی کوئی ایک معبود ایسا بنا، جیسا کہ ان کے ہیں، موسیٰ نے جواب دیا کہ تم بڑی جاہل قوم ہو۔

پھر فرمایا ضرور تم اگلی امتوں کے طریقوں پر چلوگے، اسے ترمذی نے روایت کرکے صحیح کہا۔

فِیْهِ مَسَائِلُ

الاولی تفسیر اٰیة النجم

الثانیة معرفة صورة الامر الذی طلبوا

الثالثة کونهم لم یفعلوا۔

الرابعة کونهم قصدوا التقرب الی الله بذلك بظنهم انه یحب

الخامسة انهم اذا جهلوا هذا فغیرهم اولی بالجهل۔

السادسة ان لهم من الحسنات والوعد من المغفرة مالیس لغیرهم

السابعة ان النبی صلے الله علیه وسلم لم یعذرهم، بل رد علیهم بقوله الله اکبر انها السنن لتتبعن سنن من کان قبلکم

اس میں (۲۲) مطالب ہیں

(۱) سورۂ نجم کی آیت کا خلاصہ مطلب

(۲) انکے طلب کرنیکی حقیقت معلوم کرنا (کہ وہ معبود بنانا نہیں چاہتے تھے بلکہ بطور تبرک اسے استعمال کرنا چاہتے تھے۔)

(۳) انھوں نے ایسا نہیں کیا۔

(۴) اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھے کہ اللہ اسے پسند فرماتا ہے۔

(۵) جب بعض صحابہ اس قسم کی بات نہ سمجھ سکے تو دوسروں کا نہ سمجھنا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔

(۶) ان کی نیکیاں اور ان کے واسطے مغفرت کے وہ وعدے ہیں جو دوسروں کے لئے نہیں ہیں۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اس بات میں معذور نہیں سمجھا بلکہ یہ فرماکر رد کیا اللہ اکبر! یہی تو وہ راستے ہیں، تم بھی اپنے پہلوں کے راستے کی پیروی

فغلظ الامر بهذه الثلث

الثامنة الامر الكبير وهو المقصود انه اخبر ان طلبتهم كطلبة بنى اسرآئيل لما قالوا لموسى اجعل لنا الٰهًا۔

التاسعة ان نفى هذا من معنى لا اله الا الله مع دقته وخفائه على اولئك

العاشرة انه حلف على الفتيا وهو لا يحلف الا لمصلحة

الحادية عشرة ان الشرك فيه اكبر واصغر لانهم لم يرتدوا بهذا۔

الثانية عشرة قولهم ونحن حدثاء عهد بكفر۔ فيه ان غيرهم لا يجهل ذلك

الثالثة عشرة التكبير عند التعجب خلافًا لمن كرهه

الرابعة عشرة سد الذرائع

الخامسة عشرة النهى عن التشبه باهل الجاهلية

السادسة عشرة الغضب عند التعليم۔

السابعة عشرة القاعدة الكلية لقوله انها السنن۔

الثامنة عشرة ان هذا علم من اعلام النبوة لكونه وقع كما اخبر۔

التاسعة عشرة ان ما ذم الله به اليهود والنصارى فى القرآن انه لنا۔

کرو گے، پس ان تینوں باتوں سے معاملہ کی سختی بیان فرمائی۔

(۸) بڑی بات جو کہ اصلی غرض ہے یہ ہے کہ آپ نے خبر دی کہ ان کی فرمایش بنی اسرائیل کی فرمایش کی طرح ہے جبکہ انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا ہمارے لئے بھی کوئی معبود بنا

(۹) اس قسم کے تبرک کا انکار بھی لا الٰہ الا اللہ کے معنی میں داخل ہے، حالانکہ یہ مشکل اور مخفی رہا ان لوگوں پر۔

(۱۰) آپ کا فتویٰ پر قسم کھانا، حالانکہ آپ بغیر ضرورت قسم نہیں کھاتے تھے۔

(۱۱) شرک اصغر اور اکبر دونوں قسم کا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اس کہنے سے مرتد نہیں ہوئے۔ (۱)

(۱۲) ان کا یہ بیان کہ: ہم ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ایسی باتوں کو جانتے تھے

(۱۳) تعجب کے موقع پر تکبیر کہنا بخلاف اس کے جس نے اسے مکروہ سمجھا۔

(۱۴) ہر ایک شرک کے اسباب کا دروازہ بند کر دینا۔

(۱۵) اہل جاہلیت سے مشابہت کی ممانعت۔

*

(۱۶) تعلیم کے وقت (کسی مصلحت سے) غصہ ہونا۔

(۱۷) عام قاعدہ جیسا کہ آپ نے فرمایا، یہی تو وہ راستے ہیں۔

(۱۸) یہ نبوت کے علامات میں سے ہے، کیونکہ جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی ہوا،

(۱۹) اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں جس کی وجہ سے یہود و نصاریٰ کی مذمت فرمائی، وہ ہمارے لئے بھی ہے (اگر نعوذ باللہ ہم ویسے فعل کریں) (۲)

(۱) بنی اسرائیل کا فعل تو صریح کفر تھا، مگر ان لوگوں کا کہنا ایک قسم کی عبادت گاہ بنانے کے مراوف تھا جس کو شریعت پسند نہیں کرتی، لہذا اسے شرک اصغر کہا، گویا کسی جگہ یا درخت کو بلا حکم الٰہی میلہ اجتماع کا مقام بنا لینا اسے بت بنانا ہے۔

(۲) عام جاہلوں اور بہت سے علم کے مدعی لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ آیت مشرکوں، کافروں، یہود و نصاریٰ کی بابت ہے۔ وہ اس سے

(باقی صفحہ [illegible] پر)

العشرون انه متقرر عند هم ان العبادات مبناها على الامر فصار فيه التنبيه على مسائل القبر اما من ربك فواضح۔

واما من نبيك فمن اخباره بانباء الغيب واما من دينك فمن قولهم اجعل لنا الى آخره۔

الحادية والعشرون ان سنة اهل الكتاب مذمومة كسنة المشركين۔

الثانية والعشرون ان المنتقل من الباطل الذى اعتاده قلبه لا يؤمن ان يكون فى قلبه بقية من تلك العادة لقولهم ونحن حدثاء عهد بكفر۔

(۲۰) یہ امر طے شدہ ہے کہ عبادتوں میں قیاس کو دخل نہیں، بلکہ وہ حکم پر مبنی ہیں، پس اس میں قبر کے مسائل پر تنبیہ ہوئی، لیکن اللہ عزوجل کی طرف سے تو آیت سے ظاہر ہے۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تو آپ کی پیشین گوئی سے (کہ تم ضرور پہلی امتوں کی پیروی کروگی) اور دین کی طرف سے تو ان کے یہ کہنے سے کہ ہمارے لئے ذات انواط بناؤ"

(۲۱) اہل کتاب کا طریقہ بھی مشرکین کے طریقہ کی طرح قابل مذمت و ناپسندیدہ ہے۔

(۲۲) جو کوئی باطل سے حق کی طرف آجاتا ہے تو اس میں اپنی قدیم عبادت کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہنا ممکن ہے جیسا کہ یہ لوگ بولے "ہم ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے۔

باب ما جاء فى الذبح لغير الله

باب ہے غیراللہ کیلئے ذبح کی بابت

وقول الله تعالى ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾

۱۶۲-۱۶۳-۶-

وقوله تعالى ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾

۲-۱۰۸-

عن على رضى الله عنه قال حدثنى رسول الله صلى الله عليه وسلم باربع كلمات لعن الله

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، کہدے کہ بلاشبہ میری نماز اور ذبیحہ اور میری زندگی اور موت صرف اللہ عزوجل کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کا مجھے حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا اسے ماننے والا ہوں۔

اور فرمایا:- پس اپنے پروردگار کے لئے ہی نماز پڑھ اور قربانی کر۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار باتیں بتائیں (۱) اللہ کی لعنت اس پر

(بقیہ صفحہ ۴۷) مستثنیٰ ہیں، یہ نہایت غلط اور بے اصل بات ہے، قرآن مجید موعظت و عبرت کیلئے ہے اس میں کسی مخصوص زمانہ یا قوم کی قید نہیں اگر کسی جگہ ہو بھی تو وہ اتفاقی ہے اسے بطور ضرب المثل سمجھنا چاہئے جو ہر زمانہ ہر قوم پر یکساں صادق آتی ہے۔

من ذبح لغیر اللہ، لعن اللہ من لعن والدیہ، لعن اللہ من اٰوی محدثا. لعن اللہ من غیّر منار الارض. (رواہ مسلم)

عن طارق بن شہاب ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال دخل الجنۃ رجل فی ذباب ودخل النار رجل فی ذباب. قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ؟ قال مر رجلان علے قوم لھم صنمٌ لایجوزہ حتے یقرب لہ شیئا، فقالوا لاحدھما قرّب، قال لیس عندی شی اقرب، قالوا لہ قرّب ولو ذبابا فقرب ذبابا. فخلوا سبیلہ، فدخل النار وقالوا للاٰخر قرّب فقال ماکنت لاقرب لاحد شیئا دون اللہ عزوجل فضربوا عنقہ فدخل الجنۃ. رواہ احمد۔

جو اللہ کے سوا کسی اور کیلئے ذبح کرے (۲) اللہ کی لعنت اس پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے (۳) اللہ کی لعنت اس پر جو کسی مجرم کو پناہ دے (۴) اللہ کی لعنت اس پر جو زمین کے نشانات بدلدے (۱)

طارق بن شہاب کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک شخص ایک مکھی کی بدولت جنت میں گیا" اور ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں گیا، صحابہ نے عرض کیا یہ کیسے یارسول اللہ؟ فرمایا کہ دو آدمیوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جن کا ایک بت تھا ' ان کا دستور تھا کہ یہاں سے کسی کو گذرنے نہ دیتے تھے جب تک کہ اس بت پر کچھ چڑھاوا نہ چڑھائے، سو انھوں نے ان دونوں میں سے ایک کو کہا کچھ چڑھادے، وہ بولا کہ میرے پاس چڑھانے کے لئے کچھ نہیں ہے، بولے کہ کچھ نہ کچھ ضرور چڑھادے، اگرچہ ایک مکھی ہی، اس نے ایک مکھی مار کر چڑھادی، تب اسے چھوڑدیا، پس یہ شخص جہنم واصل ہوا، اس شرک کی وجہ سے پھر ان لوگوں نے دوسرے سے کہا کہ میاں تو بھی کچھ چڑھادے وہ بولا میں تو کبھی اللہ عزوجل کے سوا کسی کے واسطے کچھ چڑھاوا نہیں چڑھاتا ہوں، سو ان لوگوں نے اس کی گردن ماردی، پس یہ شخص جنت میں پہنچا' احمد نے اسے روایت کیا۔

فیہ مسائل

الاولیٰ تفسیر اِنَّ صَلوٰتِی وَنُسُکِی۔

الثانیۃ تفسیر فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔

اس میں (۱۳) مطالب ہیں

(۱) آیۃ ان صلوتی ونسکی کی تفسیر۔

(۲) فصل لربک وانحر کی تفسیر۔

(۱) اللہ کے سوا دوسرے کیلئے ذبح کرنیکی دو صورتیں ہیں ایک کسی بتخانہ یا قبر وغیرہ پر بطور تبرک ذبح کرے اور نذر چڑھادے دوسری یہ کہ بسم اللہ کی جگہ کسی اور کے نام پر ذبح کرے۔ ماں باپ پر لعنت کی ایک صورت تو صاف ہے یعنی ایسا نالائق بد اطوار ہوجائے کہ خود انہیں ایسے کلمات سنائے دوسری صورت یہ ہے کہ کسی بدمعاش کے منہ آئے اور اسے گالیاں دے جس سے وہ اس کے ماں باپ پر بدلہ نکالے، مجرم بھی دو قسم کے ہونگے جو کسی سرقہ، زنا، قتل وغیرہ میں گرفتاری کے قابل ہو، دوسری صورت یہ کہ جرم الٰہی یا شریعت میں بدعت ایجاد کرکے فتنہ قائم کرے۔ زمین کے نشانات بدلنے کے بھی دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ زمین غصب کرنے کیلئے ایسا کرے، دوم راستے سے بہکانے کے لئے ۱۲۔

الثالثة البداءة بلعنة الله من ذبح لغير الله۔

(۳) جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اس کا پہلے ذکر کرنا اور لعنت فرمانا

الرابعة لعن من لعن والديه۔ ومنه ان تلعن والدی الرجل فيلعن والديك

(۴) جو اپنے والدین پر لعنت کرے اس پر لعنت کرنا، اور اسی میں سے یہ ہے کہ کوئی کسی کے ماں باپ پر لعنت کرے اور وہ دوسرا اسکے ماں باپ پر جواب میں لعنت کرے۔

الخامسة لعن من اٰوی محدثا وهو الرجل يحدث شيئا يجب فيه حق لله فيلتجئ الی من يجيره من ذلك۔

(۵) جو مجرم کو پناہ دے، اس پر لعنت، یہ وہ شخص ہے کہ ایسا جرم کرے جس پر اللہ کی حد قائم ہو جائے، پھر کسی کے پاس جاکر پناہ لینا چاہے۔

السادسة لعن من غير منار الارض وهي المراسيم التی تفرق بين حقك وحق جارك فتغيرها بتقديم او تاخير۔

(۶) جو زمین کے نشانات بدل دے، اس پر لعنت، یہ وہ نشانات ہیں کہ ایک کی زمین کو دوسرے سے الگ کرتے ہیں، انہیں آگے پیچھے کرکے بدل دے۔

*

السابعة الفرق بين لعن المعين ولعن اهل المعاصی علی سبيل العموم۔

(۷) معین شخص اور بدکاروں کی جماعت پر عموماً لعنت کرنے میں فرق۔

الثامنة هذه القصة العظيمة وهي قصة الذباب۔

(۸) مکھی کا عظیم الشان قصہ

*

التاسعة كونه دخل النار (بسبب ذلك الذباب الذی لم يقصده بل فعله تخلصا من شرهم۔)

(۹) اس کا آگ (جہنم) میں ایک مکھی چڑھانے پر جانا حالانکہ اس نے قصداً ایسا نہیں کیا بلکہ جان چھڑانے کے لئے۔ (۱)

(۱) اس جگہ ایک سوال ہو سکتا ہے جس کے حل کی ضرورت ہے اسے بغور سمجھنا چاہئے کہ یہ شخص جبکہ اکراہ کی حالت میں ایسے فعل کو بے اختیار کر گذرا، اس پر کیوں مواخذہ ہوا، حالانکہ ارشاد الٰہی ہے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ۱۵-۱-۶۔ مگر اس شخص سے کفریات وغیرہ کا مواخذہ نہیں جو کہ مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر ثابت ہو، جواب اس کا یہ ہے کہ اس شخص نے اس شرکیہ عمل کا کچھ اثر اپنے دل پر نہیں لیا، اور بے ساختہ بغیر پس و پیش اسے کر بیٹھا تو قلبہ مطمئن بالایمان کی صفت سے عاری ہو گیا، اور قابل مواخذہ سمجھا گیا، ایک بات اور ضروری قابل فہم و تدبر ہے وہ یہ کہ محض رخصت اور معافی کے قابل ہے۔ ورنہ اصل اور مقام عزیمت یہی ہے کہ جان دیدے پر شرک و کفر نہ کرے، کیونکہ جان رہنے والی چیز نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے اس نے بندہ کا حق اپنے حق پر مقدم فرمایا جو اس کی عین عنایت و رافت ہے، اضطرار و اکراہ الگ الگ چیزیں ہیں، دونوں کو ایک سمجھنا اور ایک کے احکام دوسرے پر چسپاں کرنا سخت نادانی اور جہل عظیم ہے، اکراہ اس حالت کو کہتے ہیں جس میں انسان دوسروں کے ظلم و ستم کا صربحاً تختہ مشق بنایا جا رہا ہو، اور اس کی جان پر آ بنے، اضطرار یہ ہے کہ انسان کسی وجہ سے ایسا محتاج ہو کہ اپنا کوئی چارۂ کار اس کے بغیر نہ پائے، پس معالجہ وغیرہ میں نہ اضطرار ہے، نہ اکراہ، نہ شرکیات کی رخصت ہو سکتی ہے نہ محرمات کی۔

العاشرة معرفة قدر الشرك في قلوب المؤمنين كيف صبر ذلك على القتل ولم يوافقهم على طلبتهم مع كونهم لم يطلبوا الا العمل الظاهر.

(۱۰) ایمان والوں کے نزدیک شرک کس قدر برا کام ہی اس شخص نے کس طرح قتل ہونا پسند کیا مگر مشرکوں کا ساتھ نہ دیا، حالانکہ وہ صرف یہی ظاہری عمل چاہتے تھے،

الحادية عشرة ان الذی دخل النار مسلم لانه لو كان كافرا لم يقل دخل النار في ذباب.

(۱۱) جو آگ میں گیا یقیناً مسلمان تھا، اس لئے کہ اگر وہ کافر ہوتا تو یہ نہ فرمایا جاتا، کہ ایک مکھی کے عوض جہنم میں گیا۔

الثانية عشرة فيه شاهد للحديث الصحيح - الجنة اقرب الى احدكم من شراك نعله - والنار مثل ذلك.

(۱۲) اس میں دوسری صحیح حدیث کی شہادت پائی جاتی ہے جس میں فرمایا:- تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی جنت زیادہ قریب ہے - اور اسی طرح جہنم بھی تمہارے جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے۔

الثالثة عشرة ان معرفة ان عمل القلب هو المقصود الاعظم حتى عند عبادة الاوثان۔

(۱۳) یہ بات خوب سمجھنا چاہئے کہ در اصل فعل قلب ہی ہر ایک بات کا مرکز ہے، اور یہی مقصود اعظم ہے حتی کہ بت پرستوں کے نزدیک بھی۔

بَابُ لَا يُذبح لله بمَكان يُذبح فِيهِ لِغَيْرِ اللهِ

باب ہے اس بارہ میں کہ جہاں غیر اللہ کے لئے ذبح ہو وہاں اللہ کیلئے بھی ذبح کرنا حرام ہے

وقول الله تعالى (لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ) ۱۰۸-۹

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان تو اس مسجد میں کبھی کھڑے بھی نہ ہونا، ہاں وہ مسجد جسکی بنیاد ہی پہلے روز سے تقویٰ پر رکھی گئی - زیادہ حقدار ہے اس بات کی کہ تو اس میں (نماز کیلئے) کھڑا ہو، اس میں ایسے لوگ ہیں کہ ستھرا پن اور پاکی پسند کرتے ہیں، اور اللہ بہت ستھرا رہنے والوں کو پسند کرتا ہے[1]،

عن ثابت بن الضحاك رضي الله عنه قال نذر رجل ان ينحر ابلا ببوانة

ثابت بن ضحاک رضی اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے (زمانہ جاہلیت میں) نذر مانی تھی کہ بُوانہ (مقام) میں اونٹ

(۱) ذبح مالی قربانی میں اعلیٰ ترین قربانی ہے، پس اللہ عزوجل کے ایسی مسجد میں نماز پڑھنے سے ممانعت کرنے سے جو مسلمانوں کی ایذاء رسانی اور مکر و تدابیر سوچنے کے لئے بنائی گئی" یہ مسئلہ سمجھا گیا کہ نیک کام بری جگہ نہ ہونا چاہئے نیز جو نیک عمل بری نیت سے کیا جائے، اس کا اثر برا ہوتا ہے، پس ایسے مقامات پر ذبح سی مہتم بالشان عبادت انجام نہ دی جائے جہاں شرک کا شبہ ہو یا شرک سے ادنیٰ سے ادنیٰ تعلق ہو۔

فسأل النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ھل کان فیھا وثن من اوثان الجاھلیۃ یعبد؟ قالوا لا، قال فھل کان فیھا عید من اعیادھم؟ قالوا لا۔ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، اوفِ بنذرك فانہ لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ ولا فیما لا یملكُ ابن آدم۔ رواہ ابوداؤد واسنادہ علے شرطھما۔

ذبح کروں گا" اس نے (اسلام کے بعد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا: "کیا وہاں جاہلیت میں کسی بت کی پرستش ہوتی تھی؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں" پھر فرمایا "کیا وہاں کوئی تہوار یا میلہ لگتا تھا بولے نہیں آپ نے ارشاد فرمایا "اپنی نذر پوری کر بلاشبہ جو نذر اللہ عزوجل کی نافرمانی میں ہو پوری نہیں کی جائیگی" اور نہ اس نذر کا پورا کرنا انسان پر واجب ہے جو اس کی وسعت سے باہر ہے" ابوداؤد نے اسے روایت کیا" اس کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق ہے"

فیہ مسائل

الاولیٰ تفسیر قولہ لا تقم فیہ ابدا۔

الثانیۃ ان المعصیۃ قد تؤثر فی الارض وکذلك الطاعۃ،

الثالثۃ رد المسئلۃ المشکلۃ الی المسئلۃ البینۃ لیزول الاشکال۔

الرابعۃ استفصال المفتی اذا احتاج الی ذلك۔

الخامسۃ ان تخصیص البقعۃ بالنذر لا بأس بہ اذا خلا من الموانع۔

السادسۃ المنع اذا کان فیہ وثن من اوثان الجاھلیۃ بعد زوالہ۔

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

(۱) لا تقم فیہ ابدا کی تفسیر۔

(۲) طاعت و معصیت کا اثر زمین پر بھی ہوتا ہے، کیونکہ آپ نے بعض مقامات سے منع فرمایا۔ نیز مسجد ضرار سے ممانعت کی گئی،

(۳) مشکل مسئلہ کے حل کی یہی صورت ہے کہ اسے واضح غیر مشکل کی طرف لوٹا دیا جائے، ایسی صورت میں اشکال رفع ہو جائے گا۔

(۴) مفتی بعض صورتوں میں تفصیل دریافت کرسکتا ہے جب ضرورت سمجھے۔

(۵) کسی خاص مقام کی کوئی نذر ماننی درست ہے، بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو۔[1]

(۶) ایسے مقام پر نذر نہیں پوری کی جائے گی جہاں قدیم زمانہ میں کوئی بت یا شرکی رسم جاری تھی اگرچہ وہ اب باقی نہ رہی ہو

(۱) مطلب یہ ہے کہ نذر کہیں نہ کہیں تو ہو کر رہے گی، اگر جگہ کا تعین کیا گیا تو کیا حرج ہے، بشرطیکہ شرعاً ممنوع نہ ہو، یعنی ایسی جگہ نہ ہو جہاں شرک ہوتا ہو، یا شرکی رسوم ہوتی ہوں، یا تکلیف مالایطاق نہ ہو، اسی طرح عقلاً بھی ممنوع نہ ہو، یا تکلیف مالایطاق میں داخل نہ ہو، مثلاً ایسے پہاڑ پر نذر ماننے جہاں چڑھنا مشکل ہو یا چڑھا نہ جائے، یا آسمان کا تارا کسی کو دینے کی نذر مانے، یا ایسا غیر کامل جو کسی کے قبضہ میں نہ آسکے۔

السابعة المنع منه اذا كان فيه عيد من اعيادهم ولو بعد زواله۔

التامنة انه لايجوز الوفاء بما نُذِر في تلك البقعة لانه نذر معصية

التاسعة الحذر من مشابهة المشركين في اعيادهم ولو لم يَقْصِدْه۔

العاشرة لانذر في معصية۔

الحادية عشرة لا نذر لابن آدم فيما لا يملك۔

(۷) نیز ایسی جگہ بھی نذر پوری نہ کریں گے جہاں اہل کفر وشرک کا کوئی میلہ یا تہوار منایا جاتا ہو اگرچہ اب باقی نہ رہا ہو۔

(۸) ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں جو ایسے شرکیہ مقام میں ہو، اسلئے کہ یہ جائز نذر نہیں بلکہ ناجائز ہے

(۹) مشرکوں کی ہر بات میں مشابہت حرام ہے حتی کہ ان کے تہوار وغیرہ میں بھی، اگرچہ بالقصد نہ ہو۔

(۱۰) گناہ کے کاموں میں نذر منعقد نہیں ہوتی[1]۔

(۱۱) انسان کی وسعت سے باہر چیزوں میں بھی نذر منعقد نہیں ہوتی،

بَابٌ مِنَ الشِّرْكِ النَّذْرُ لِغَيْرِ اللهِ

باب ہے اس بات میں کہ غیر اللہ کی نذر شرک ہے

وقول الله تعالى (يوفون بالنذر ويخافون يوما كان شره مستطيرا۔

۷-۶-۷

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ، یہ لوگ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں، اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی اُڑ کر لگنے والی ہے۔

وقوله تعالى (وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللهَ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ)۔

۲-۲۷-

اور فرمایا :- اور جو کچھ تم خرچ کرو گے، یا کوئی نذر مانو گے سو اللہ اسے جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی بھی حمایتی نہیں ہے۔

*

وفي الصحيح عن عائشة رضي الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من نذر ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصِيَ الله فلا يعصه۔

صحیح (بخاری)، میں بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص یہ نذر مانے کہ اللہ کی اطاعت کرے گا، سو اس کی اطاعت کرے، اور جو کوئی ایسی نذر مانے کہ اللہ کی نافرمانی کرے گا، سو ایسا نہ کرے۔

(۱) جس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے وہ منعقد ہوگی، اور جس کا پورا کرنا ضروری نہیں اسے غیر منعقد کہتے ہیں، یعنی شرعاً وہ درست نہیں، نہ اس پر کوئی حکم ہوگا۔ نہ اس کا کفارہ لازم آئیگا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

الاولیٰ وجوب الوفاء بالنذر۔

الثانیۃ اذا ثبت کونہ عبادۃ اللہ فصرفہ الی غیرہ شرک۔

الثالثۃ ان نذر المعصیۃ لا یجوز الوفاء بہ

اس میں (۳) مطالب ہیں

(۱) نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔

(۲) جب ثابت ہوا کہ یہ خدا کی عبادت ہے، تو اسے غیر کے ساتھ کرنا شرک ہے،

(۳) ناجائز باتوں کی نذر کا وفا کرنا حرام ہے مثلاً یہ کہے کہ میرا فلاں کام ہوا تو شیخ سدو کا بکرا کروں گا یا فلاں قبر پر دیگ یا چادر چڑھاؤں گا۔

بَابٌ مِّنَ الشِّرْكِ الْاِسْتِعَاذَةُ بِغَيْرِ اللّٰهِ

باب ہے اس بارہ میں کہ غیر اللہ سے پناہ لینی شرک ہے

وقول اللہ تعالیٰ (وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا) ۶-۷۲۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور بلا شبہ بہت سے انسان جنوں سے پناہ لیا کرتے تھے۔ پس زیادہ کیا انہوں نے ان لوگوں کو خوف میں۔

وعن خولۃ بنت حکیم قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من نزل منزلاً فقال اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق لم یضرہ شیء حتی یرحل من منزلہ ذلک۔ رواہ مسلم۔

خولہ بنت حکیم کہتی ہیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جو شخص کسی جگہ اُترے اور یہ دعا "اعوذ بکلمات اللہ التامات" (میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ چاہتا ہوں، اس کی تمام مخلوقات کے شر سے، پڑھے تو اسے کوئی چیز ضرر نہ دے گی، یہانتک کہ وہ اس جگہ سے کوچ کرے،

فِيْهِ مَسَائِلُ

الاولیٰ تفسیر آیۃ الجن۔

الثانیۃ کونہ من الشرک۔

الثالثۃ الاستدلال علی ذلک بالحدیث لان العلماء یستدلون بہ علی ان کلمات اللہ غیر مخلوقۃ۔ قالوا لان الاستعاذۃ بالمخلوق شرک۔

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) سورہ جن کی آیۃ کی تفسیر۔

(۲) خدا کے سوا دوسرے کی پناہ لینا شرک ہے۔

(۳) اس پر حدیث سے دلیل پکڑنا، کیونکہ علماء نے اس حدیث سے یہ دلیل پکڑی ہے کہ اللہ کے کلمات مخلوق نہیں اس لئے کہ مخلوق سے پناہ پکڑنا شرک ہے (اور اس حدیث میں کلمات کی پناہ پکڑی گئی ہے۔

الرابعة فضيلة هذا الدعاء مع اختصاره

(۴) اس مختصر دعا کی فضیلت،

الخامسة ان كون الشيء يحصل به منفعة دنيوية من كف شر او جلب نفع لا يدل على انه ليس من الشرك ۔

(۵) کسی چیز کا ایسا ہونا کہ اس سے کوئی دنیاوی نفع ہو، مثلاً تکلیف رک جائے یا فائدہ حاصل ہو جائے اس پر دلیل نہیں ہو سکتا کہ یہ کام شرک کا نہیں ہے (مطلب یہ ہے کہ واقعی نفع و نقصان حاصل ہونا اور چیز ہے اور شرک اور چیز یہ نہیں قیاس کر سکتے کہ نفع و نقصان ہونے سے وہ چیز جائز ہو جائے)۔

بَابُ مِنَ الشِّرْكِ اَنْ يَّسْتَغِيْثَ بِغَيْرِ اللّٰهِ وَيَدْعُوْ غَيْرَهٗ

باب ہے اس بارہ میں کہ غیر اللہ سے فریاد کرنی اور اُسے دکھ وغیرہ کے وقت پکارنا شرک ہے

وقول الله تعالى (وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ + ۱۰۶-

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ تجھے کچھ فائدہ دے گا، اور نہ کچھ نقصان دے گا، سو اگر تو نے ایسا کیا تو تو بھی اس وقت ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ،

-۱۰-۱۰۷

اور اگر اللہ تجھے کسی قسم کا ضرر پہنچائے تو کوئی اسے بجز اللہ کے دور کرنیوالا نہیں ہے، اور اگر تجھ پر احسان کرے تو کوئی بھی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں ہے، پہنچاتا ہے وہ اپنا فضل جسے چاہے اپنے بندوں میں سے، اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

وقوله تعالیٰ (فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ + ۲۹-۱۷-

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سو تم اللہ تعالیٰ ہی سے رزق مانگو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر بجالاؤ، اسی کی طرف تم پلٹ کر جاؤ گے

وقوله تعالیٰ (وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ + ۵-

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور کون زیادہ گمراہ ہو سکتا ہے اس سے کہ اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کی دعا سے بے خبر ہیں۔

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ + ۶۰۶-۴۶-

اور جب میدان حشر میں سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ (معبود) انکے دشمن ہونگے اور انکی عبادت سے انکار کرینگے۔

وقوله تعالیٰ :- اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ - ۶۲ - ۲۷ -

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے :- کون ہے کہ لاچار و مضطر کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ پکارتا ہے اور اس کے دکھ درد کو دور کرتا ہے؟

وروی الطبرانی باسنادہ انه كان فی زمن النبی صلے الله علیه وسلم منافق یؤذی المومنین قال بعضهم قوموا بنا نَسْتَغِیْثُ برسول الله صلے الله علیه وسلم من هذا المنافق فقال النبی صلے الله علیه وسلم انه لا یُسْتَغَاثُ بی وانما یُسْتَغَاثُ بالله۔

طبرانی نے اپنی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک منافق تھا جو مسلمانوں کو سخت ایذا دیتا تھا، پس بعض نے کہا، چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منافق کی بابت فریاد کریں پس رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- مجھ سے فریادی نہیں کی جاتی، صرف اللہ تعالیٰ سے فریادی کر سکتے ہیں

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۱۸) مطالب ہیں

الاولی ان عطف الدعاء علی الاستغاثة من عطف العام علی الخاص۔

(۱) دعا عام ہے اور استغاثہ خاص۔ پس استغاثہ کے بعد دعا کا ذکر کرنا خاص کے بعد عام کا ذکر کرنا ہوا۔

الثانیة تفسیر قوله تعالیٰ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ۔

(۲) آیۃ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تفسیر (یعنی اس میں کسی چھوٹے بڑے کی رعایت نہیں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر کہا کہ تو مت پکار۔

الثالثة ان هذا هو الشرك الاكبر۔

(۳) شرک اکبر (یعنی اصلی اور بڑا شرک) یہی ہے (کہ انسان غیر اللہ کو پکارے اور اس سے مدد طلب کرے)

الرابعة ان اصلح الناس لو یفعله ارضاء لغیرہ صار من الظلمین۔

(۴) تمام لوگوں میں بہترین و افضل شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اگر ایسا فعل کریں جس میں کسی دوسرے کی خوشی ہو تو ظالموں میں شامل ہو جائیں گے)

الخامسة تفسیر الآیة التی بعدها۔

(۵) اس آیت کی تفسیر جو اس کے بعد ہے یعنی و ان یمسسک اللہ الخ۔

السادسة کون ذلك لا ینفع فی الدنیا مع کونه کفرا

(۶) یہ بات دنیا میں بھی فائدہ نہیں دیتی، حالانکہ یہ کفر ہے۔

السابعة تفسیر الآیة الثالثة۔

(۷) آیۃ فابتغوا عند اللہ کی تفسیر۔

الثامنة ان طلب الرزق لا ینبغی الا من الله، کما ان الجنة لا یطلب الا منه۔

(۸) رزق صرف اللہ سے طلب کرنا چاہئے، جیسا کہ جنت بھی اس کے سوا کسی دوسرے سے نہیں طلب کی جاتی۔

التاسعة تفسير الآية الرابعة.

العاشرة انه لا اضلّ ممّن دعا غير الله.

الحادية عشرة انه غافل عن دعاء الداعي لا يدري عنه.

الثانية عشرة ان تلك الدعوة سبب لبغض المدعو للداعي وعداوته.

الثالثة عشرة تسمية تلك الدعوة عبادةً للمدعو.

الرابعة عشرة كفر المدعو بتلك العبادة.

الخامسة عشرة هي سبب كونه اضلّ الناس.

السادسة عشرة تفسير الآية الخامسة

السابعة عشرة الامر العجيب وهو اقرار عبدة الاوثان انه لا يجيب المضطر الا الله، ولاجل هذا يدعونه في الشدائد مخلصين له الدين.

الثامنة حماية المصطفى صلى الله عليه وسلم حمى التوحيد والتادب مع الله تعالى

(۹) چوتھی آیت "ومن اضلّ الخ" کی تفسیر۔

(۱۰) اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں جو غیر اللہ کو پکارے

*

(۱۱) جن کو پکارا جاتا ہے، وہ اس پکار سے بے خبر ہیں، مطلق اس سے واقف نہیں۔

(۱۲) یہ پکارنا پکارنیوالے سے عداوت کا باعث ہوگا یعنی روز قیامت جس کو پکارا ہے پکارنے والے کا دشمن ہوگا۔

(۱۳) یہ پکارنا شرعاً عبادت شمار کیا گیا، گویا پکارنیوالے نے اس شخص کی عبادت کی۔

(۱۴) جس کی عبادت کی گئی، وہ روز قیامت اس کا انکار کرے گا۔

(۱۵) اس دعا کی وجہ سے یہ شخص تمام لوگوں سے زیادہ گمراہ ہوا۔

(۱۶) پانچویں آیت "أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ" کی تفسیر۔

(۱۷) یہ عجیب بات کہ بت پرست بھی اس کا اقرار کرتے ہیں کہ مجبور و ناچار کا صرف اللہ ہی مددگار ہے، اور اسی لئے تمام سخت سے سخت کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے، اور اسی کے واسطے دین کو خالص کرتے ہیں۔

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کی چاردیواری کی حفاظت فرمانا اور اللہ تعالےٰ کی جناب میں ادب واحترام کا برتاؤ کرنا۔ جب آپ سے فریاد چاہی گئی تو فرمایا مجھ سے نہیں، صرف اللہ تعالےٰ سے فریاد کی جائے۔

وقوله تعالیٰ :- اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ ۔ ۶۲۔ ۲۷۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے :۔ کون ہے کہ لاچار و مضطر کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ پکارتا ہے اور اس کے دکھ درد کو دور کرتا ہے ؟

وروى الطبرانی باسناده انه کان فی زمن النبی صلے الله علیه وسلم منافق یؤذی المومنین قال بعضهم قوموا بنا نستغیث برسول الله صلے الله علیه وسلم من هذا المنافق فقال النبی صلے الله علیه وسلم انه لا یُستغاث بی وانما یُستغاث بالله۔

طبرانی نے اپنی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک منافق تھا جو مسلمانوں کو سخت ایذا دیتا تھا، پس بعض نے کہا، چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منافق کی بابت فریاد کریں پس رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ مجھ سے فریادی نہیں کی جاتی، صرف اللہ تعالیٰ سے فریادی کر سکتے ہیں

فیہ مسائل

اس میں (۱۸) مطالب ہیں

الاولیٰ ان عطف الدعاء علے الاستغاثة من عطف العام علی الخاص۔

(۱) دعاء عام ہے اور استغاثہ خاص۔ پس استغاثہ کے بعد دعاء کا ذکر کرنا خاص کے بعد عام کا ذکر کرنا ہوا۔

الثانیة تفسیر قوله تعالیٰ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ۔

(۲) آیۃ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تفسیر (یعنی اس میں کسی چھوٹے بڑے کی رعایت نہیں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر کہا کہ تو مت پکار۔

الثالثة ان هذا هو الشرك الاکبر۔

(۳) شرک اکبر (یعنی اصلی اور بڑا شرک) یہی ہے کہ انسان غیر اللہ کو پکارے اور اس سے مدد طلب کرے)

الرابعة ان اصلح الناس لو یفعله ارضاءً بغیره صار من الظلمین۔

(۴) تمام لوگوں میں بہترین و افضل شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اگر ایسا فعل کریں جس میں کسی دوسرے کی خوشی ہو تو ظالموں میں شامل ہو جائیں گے)

الخامسة تفسیر الآیة التی بعدها۔

(۵) اس آیت کی تفسیر جو اس کے بعد ہے یعنی و ان یمسسک اللہ الخ۔

السادسة کون ذلك لا ینفع فی الدنیا مع کونه کفراً

(۶) یہ بات دنیا میں بھی فائدہ نہیں دیتی، حالانکہ یہ کفر ہے۔

السابعة تفسیر الآیة الثالثة۔

(۷) آیۃ فابتغوا عند اللہ کی تفسیر۔

الثامنة ان طلب الرزق لا ینبغی الا من الله، کما ان الجنة لا یطلب الا منه۔

(۸) رزق صرف اللہ سے طلب کرنا چاہئے، جیسا کہ جنت بھی اس کے سوا کسی دوسرے سے نہیں طلب کی جاتی۔

التاسعة تفسير الآية الرابعة.

(۹) چوتھی آیت "ومن اضل" الخ کی تفسیر۔

العاشرة انه لا اضل ممن دعا غير الله.

(۱۰) اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں جو غیر اللہ کو پکارے

*

الحادية عشرة انه غافل عن دعاء الداعي لا يدري عنه.

(۱۱) جن کو پکارا جاتا ہے، وہ اس پکار سے بے خبر ہیں، مطلق اس سے واقف نہیں۔

الثانية عشرة ان تلك الدعوة سبب لبغض المدعو للداعي وعداوته.

(۱۲) یہ پکارنا پکارنیوالے سے عداوت کا باعث ہوگا یعنی روز قیامت جس کو پکارا ہے پکارنے والے کا دشمن ہوگا۔

الثالثة عشرة تسمية تلك الدعوة عبادة للمدعو.

(۱۳) یہ پکارنا شرعاً عبادت شمار کیا گیا، گویا پکارنیوالے نے اس شخص کی عبادت کی۔

الرابعة عشرة كفر المدعو بتلك العبادة.

(۱۴) جس کی عبادت کی گئی، وہ روز قیامت اس کا انکار کرے گا۔

الخامسة عشرة هي سبب كونه اضل الناس.

(۱۵) اس دعا کی وجہ سے یہ شخص تمام لوگوں سے زیادہ گمراہ ہوا۔

السادسة عشرة تفسير الآية الخامسة

(۱۶) پانچویں آیت "امن يجيب المضطر" کی تفسیر۔

السابعة عشرة الامر العجيب وهو اقرار عبدة الاوثان انه لا يجيب المضطر الا الله، ولاجل هذا يدعونه في الشدائد مخلصين له الدين.

(۱۷) یہ عجیب بات کہ بت پرست بھی اس کا اقرار کرتے ہیں کہ مجبور و ناچار کا صرف اللہ ہی مددگار ہے، اور اسی لئے تمام سخت سے سخت کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے، اور اسی کے واسطے دین کو خالص کرتے ہیں۔

الثامنة حماية المصطفى صلى الله عليه وسلم حمى التوحيد والتادب مع الله تعالى

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کی چاردیواری کی حفاظت فرمانا اور اللہ تعالےٰ کی جناب میں ادب و احترام کا برتاؤ کرنا۔ جب آپ سے فریاد کی چاہی گئی تو فرمایا مجھ سے نہیں، صرف اللہ تعالےٰ سے فریاد کی جائے۔

باب قول الله تعالى أيشركون ما لا يخلق

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ "کیا شریک کرتے ہیں ایسوں کو کہ کچھ بنا نہیں سکتے"

شيئا وهم يخلقون ۔۱۹۱

بلکہ وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔

ولا يستطيعون لهم نصرا ولا أنفسهم ينصرون

-۱۹۲

اور نہ ان کی وہ کچھ مدد کر سکتے ہیں نہ ہی اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔

وان تدعوهم الى الهدى لا يتبعوكم سواء عليكم أدعوتموهم أم أنتم صامتون +

-۱۹۳-

اور اگر تم انہیں سیدھی راہ پر بلاؤ گے تو وہ تمہاری پیروی نہ کریں گے، برابر ہے، کہ بلاؤ تم ان کو یا چپ ہو رہو،

*

ان الذين تدعون من دون الله عباد أمثالكم فادعوهم فليستجيبوا لكم ان كنتم صدقين

۸-۱۹۴

یقیناً جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ سب تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں، پس پکارو تم انہیں، اگر ان میں کچھ طاقت ہے تو وہ تمہاری پکار سنیں، اگر تم سچے ہو۔

وقوله تعالى والذين تدعون من دونه ما يملكون من قطمير۔

-۱۳

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو، وہ ذرہ برابر قدرت نہیں رکھتے۔

*

ان تدعوهم لا يسمعوا دعاءكم ولو سمعوا ما استجابوا لكم ويوم القيمة يكفرون بشرككم ولا ينبئك مثل خبير +

-۳۵-۱۴

اگر تم انہیں پکارو، وہ تمہاری پکار نہیں سنتے، اور اگر (بفرض محال) سن بھی لیں تو قبولیت کی قدرت نہیں رکھتے اور روز قیامت تمہارے اس شرک کا انکار کریں گے، اور تجھے اللہ جیسا کوئی باخبر اطلاع نہیں دے سکتا۔

وفى الصحيح عن انس قال شج النبي صلى الله عليه وسلم يوم احد وكسرت رباعيته فقال كيف يفلح قوم شجوا نبيهم، فنزلت ليس لك من الامر شيء

صحیح (بخاری و مسلم) میں انس رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کی جنگ میں زخم پہنچے۔ اور آپ کے اگلے دانت توڑ دیئے گئے اس پر آپ نے فرمایا، ایسی قوم کیونکر کامیاب ہوگی جو اپنے نبی کو زخمی کرے اس پر یہ آیت نازل ہوئی "تمہیں ان امور سے کوئی واسطہ نہیں" یعنی یہ مشیت الٰہی سے متعلق ہے، جو کچھ وہ چاہے وہی ہو سکتا ہے) اور

وفيه عن ابن عمر رضى الله عنهما انه سمع رسول الله صلے الله عليه وسلم

صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

يقول اذا رفع راسه من الركوع في الركعة الاخيرة من الفجر. اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ. رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ۔ الآية۔ وفي رواية يدعوا على صفوان بن امية و سهيل بن عمرو والحارث بن هشام فنزلت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ الخ

وفيه عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم حين انزل عليه وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ، قال يا معشر قريش او كلمة نحوها اشتروا انفسكم لا اغني عنكم من الله شيئا يا عباس بن عبد المطلب لا اغني عنك من الله شيئا يا صفية عمة رسول الله صلى الله عليه و سلم لا اغني عنكِ من الله شيئا و يا فاطمة بنت محمد سليني من مالي ما شئت لا اغني عنكِ من الله شيئا۔

سُنا، نماز فجر کی دوسری رکعت میں جب رکوع سے کھڑے ہوتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، فرماتے "اے اللہ فلاں اور فلاں شخص پر لعنت فرما۔

*

پس اللہ تعالیٰ نے آیۃ لیس لک من الامر شئی الخ نازل فرمائی، اور آپ کو بددعا کرنے سے روک دیا، ایک روایت میں ہے کہ آپ صفوان بن امیہ اور سُہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام پر بددعا کرتے تھے، تب یہ آیت "لیس لک من الامر شئی" اتری۔

اور صحیح (بخاری وغیرہ) میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آیت "وانذر عشیرتک الاقربین اتری، جس کے معنی یہ ہیں "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا" تو آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا، اے قریش کی جماعت (یا ایسا ہی کلمہ فرمایا) اپنی جانوں کو خریدو میں اللہ سے تمہارے لئے کچھ کام نہ آؤں گا، اے عباس! (چچا) میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا" اے صفیہ (رسول اللہ کی پھوپھی) میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا، اور اے بیٹی فاطمہ! مجھ سے جو میرے پاس مال ہے مانگ لے، میں اللہ کے یہاں تیرے کچھ کام نہ آؤں گا۔"

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۱۳) مطالب ہیں

الاولى تفسير الآيتين۔

(۱) دونوں آیتوں کی تفسیر (جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے کام نہیں آسکتے تو اور کون کام آسکتا ہے۔

الثانية قصة احد

(۲) اُحُد کا واقعہ جس میں آپ زخمی ہوئے۔

الثالثة قنوت سيد المرسلين و خلفه سادات الاولياء يؤمنون في الصلوة۔

(۳) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں قنوت پڑھنا اور تمام اولیاء کے سرداروں (صحابہ رضوان اللہ علیہم) کا آپ کے پیچھے آمین کہنا۔

الرابعة ان المدعو عليهم كفار۔

(۴) جن پر بددعا کی وہ کھلے کافر تھے۔

الخامسة انهم فعلوا اشیاء ما فعلها غالب الکفار منها شجهم نبیهم وحرصهم علی قتله ومنها التمثیل بالقتلی مع انهم بنو عمهم

السادسة انزل الله علیه فی ذلك لیس لك من الامر شیء۔

السابعة قوله "او یتوب علیهم او یعذبهم فتاب علیهم فامنوا۔

الثامنة القنوت فی النوازل

التاسعة تسمیة المدعو علیهم فی الصلوة باسمائهم واسماء آبائهم

العاشرة لعن المعین فی القنوت۔

الحادیة عشرة قصته صلی الله علیه وسلم لما انزل علیه وانذر عشیرتك الاقربین

الثانیة عشرة جده صلی الله علیه وسلم بحیث فعل ما نسب بسببه الی الجنون، و کذلك لو یفعله مسلم الآن۔

الثالثة عشرة قوله للابعد والاقرب لا اغنی عنك من الله شیئا حتی قال یا فاطمة بنت محمد لا اغنی عنك من الله شیئا فاذا صرح وهو سید المرسلین بانه لا یغنی شیئا عن سیدة نساء العالمین، وامن الانسان انه لا یقول الا الحق، ثم نظر فیما وقع فی قلوب خواص الناس الیوم

(۵) ان کفار نے ایسے کام کئے تھے کہ دوسرے کافروں نے نہیں کئے، منجملہ ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کرنا اور آپ کے قتل کی فکر کرنا، اور ان میں سے ایک یہ کہ مسلمان شہیدوں کے ناک کان کاٹنا، حالانکہ وہ ان کے چچازاد بھائی تھے۔

(۶) اللہ عزوجل کا آیہ "لیس لک من الامر شئی" اتار کر آنحضرت کو روکنا۔

(۷) اللہ تعالیٰ کا اُس آیت میں یہ فرمانا یا توبہ کرے (معافی دے) اللہ ان پر یا عذاب دے (اس کا اختیار اسے ہے) سو اللہ نے معافی دی۔ اور وہ کفار مسلمان ہو گئے۔

(۸) عام مصیبتوں کے وقت قنوت پڑھنا۔

(۹) جن پر بددعا کی گئی ان کے اور ان کے باپ دادوں کے نام نماز میں لئے۔

(۱۰) دُعائے قنوت میں معین شخص پر لعنت کرنا۔

(۱۱) آپ کا وہ قصہ جب آپ پر آیہ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ اتری۔

*

(۱۲) آپ کا توحید و شریعت کے شائع کرنے میں بیحد کوشش کرنا جس کی بدولت آپ کو کفار نے مجنوں بتایا۔ اسی طرح اگر آج کوئی مسلمان ایسی ہی کوشش کرے تو وہ بھی مجنون کہا جائے گا۔

(۱۳) آپ کا تمام لوگوں سے خواہ دور کے ہوں یا قرابتدار یہ فرمانا "میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا"۔ یہاں تک کہ بی فاطمہ سے بھی فرمایا کہ "میں تمہارے کچھ کام نہ آؤنگا" پس جب آپ نے سید المرسلین ہوتے ہوئے سیدۃ النساء سے یہ فرمایا کہ "میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا" اور انسان کو اس کا یقین بھی ہو جائے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں سچ ہے، پھر اس کا مقابلہ اس سے کرے جس میں آج کل خاص لوگ مبتلا ہیں تو اسے صحیح

تبین لہ التوحید وغربۃ الدین۔

توحید صاف طور پر معلوم ہوگی اور دین کی غربت بھی معلوم ہوگی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ

باب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان ہیں "یہانتک جبکہ ان کے دلوں سے ڈر دور ہوتا ہے"۔

قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۳۴-۲۳۔

بولتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ بولتے ہیں کہ حق فرمایا، اور وہی بلند مرتبہ اور بڑا ہے۔

فی الصحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا قضی اللہ الامر فی السماء ضربت الملٰئکۃ باجنحتہا خضعانا لقولہ کان سلسلۃ علی صفوان، ینفذھم ذلک حتّٰی اذا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ، قَالُوا الْحَقَّ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ، فیسمعہا مسترق السمع ومسترق السمع ھکذا بعضہ فوق بعض، ووصفہ سفیان بکفہ۔ فحرفہا وبددبین اصابعہ فیسمع الکلمۃ فیلقیہا الی من تحتہ، ثم یلقیہا الاخر الی من تحتہ حتے یلقیہا علی لسان الساحر او الکاھن، فربما ادرکہ الشھاب قبل ان یلقیہا، وربما القاھا قبل ان یدرکہ فیکذب معہا مائۃ کذبۃ فیقال الیس قد قال لنا یوم کذا وکذا کذا فیصدق بتلک الکلمۃ التی سمعت من السماء

صحیح (بخاری وغیرہ) میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی حکم دیتا ہے تو فرشتے اسے سنتے ہی اپنے پر عاجزی سے مارتے ہیں، وہ فرمان ایسا ہوتا ہے جیسے زنجیر کسی چٹان پر۔ انہیں پہنچ جاتا ہے........ یہاں تک جب اُن کے دلوں سے ڈر دور ہوتا ہے تو وہ آپس میں دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ دوسرے فرشتے جواب دیتے ہیں حق فرمایا، اور وہی بلند مرتبہ بڑا ہے۔ پس اسے وہ (جن) جو باتیں چرانے والے ہیں سنتے ہیں۔ اور باتیں چرانے والے ایک پر ایک ہوتے ہیں۔ سفیان (راوی) نے اسے اپنے ہاتھ سے بتایا۔ اپنے ہاتھ کو ٹیڑھا کیا اور کچھ انگلیوں میں فاصلہ کیا پس وہ کوئی بات سنتا ہے پھر اسے اپنے نیچے والے کو بتاتا ہے وہ اپنے سے نیچے والے کو بتاتا ہے یہاں تک کہ وہ ساحر یا کاہن کو بتاتا ہے۔ پس کبھی اُسے شہاب جلا دیتا ہے اس سے پہلے کہ وہ بات بتائے، اور کبھی بات بتا چکنے کے بعد شہابہ اس پر گرتا ہے۔ پس وہ اس ایک بات کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے۔ اگر کچھ ہو جائے تو کہا جاتا ہے فلاں فلاں روز ہم سے ساحر یا کاہن نے یہ نہیں کہا تھا، صرف اس ایک بات کی وجہ سے جو آسمان سے سنی گئی اُس کی تصدیق کی جاتی ہے۔

عن النواس بن سمعان رضی الله عنه قال قال رسول الله علیه وسلم اذا اراد الله تعالیٰ ان یوحی بالامر تکلم بالوحی اخذت السموٰت منه رجفة او قال رعدة شدیدة خوفا من الله عزوجل. فاذا سمع ذلك اهل السموٰت صعقوا وخرّوا لله سجدا، فیکون اول من یرفع رأسه جبرئیل فیکلمه الله من وحیه بما اراد، ثم یمرّ جبرئیل علی الملٰئکة کلما مر بسماء سأله ملٰئکتها،

ماذا قال ربنا یا جبرئیل؟ فیقول جبرئیل قال الحق وهو العلی الکبیر فیقولون کلهم مثل ما قال جبرئیل فینتهی جبرئیل بالوحی الی حیث امره الله عزوجل۔

فیه مسائل

الاولی تفسیر الاٰیة۔

الثانیة ما فیها من الحجة علی ابطال الشرك خصوصا ما تعلق علی الصالحین وهی الاٰیة التی قیل انها تقطع عروق شجرة الشرك من القلب

الثالثة تفسیر قوله قالوا الحق وهو العلی الکبیر۔

الرابعة سبب سؤالهم عن ذلك۔

الخامسة ان جبرئیل یجیبهم بعد ذلك بقوله قال کذا وکذا۔

السادسة ذکر ان اول من یرفع رأسه جبرئیل

نواس بن سمعان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بات کی وحی فرماتا ہے تو کلام کرتا ہے جس کی وجہ سے رعب و ہیبت کے مارے آسمانوں میں بھونچال یا کپکپی سی پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب اسے آسمان والے سنتے ہیں تو بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں، پس سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ اپنی وحی سے جو کچھ چاہتا ہے گفتگو فرماتا ہے۔ پھر جبرئیل تمام فرشتوں پر سے گذرتے ہیں، جب کسی آسمان سے گذرتے ہیں، وہاں کے فرشتے دریافت کرتے ہیں:۔

ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں حق فرمایا۔ اور وہی بلند مرتبہ اور بڑا ہے، وہ سب اسی طرح بولتے ہیں۔ پھر جبرئیل اُس وحی کو جہاں اللہ عزوجل کا حکم ہوتا ہے پہنچاتے ہیں۔

اس میں (۲۲) مسائل ہیں

(۱) آیت کی تفسیر۔

(۲) جو کچھ دلیل اس میں شرک کے باطل ہونے پر ہے خاص کر وہ چیز کہ صالحین سے متعلق ہے اور یہ وہی آیت ہے کہ جس کی بابت کہا گیا کہ شرک کے درخت کی جڑوں سے کاٹ دیتی ہے۔

(۳) آیہ قالوا الحق الخ کی تفسیر

(۴) ان کے سوال کا سبب۔

(۵) جبرئیل علیہ السلام انھیں بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ایسا فرمایا۔

(۶) سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں۔

السابعة انه يقول لاهل السموت كلهم لانهم يسألونه

(۷) وہ تمام آسمان والوں کو جواب دیتے ہیں کیونکہ وہ سب اُن سے دریافت کرتے ہیں۔

الثامنة ان الغشى يعم اهل السموت كلهم

(۸) غشی تمام آسمان والوں کو عام ہوتی ہے۔

التاسعة ارتجاف السموات بكلام الله۔

(۹) آسمانوں میں اللہ کے کلام سے بھونچال آنا۔

العاشرة ان جبرئيل هو الذى ينتهى بالوحى الى حيث امره الله۔

(۱۰) جبرئیل علیہ السّلام ہی وحی پہنچاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔

الحادية عشرة ذكر استراق الشياطين۔

(۱۱) شیطانوں کا آسمانی باتوں کو چرانا۔

الثانية عشرة صفة ركوب بعضهم بعضاً

(۱۲) بعض جنوں کا بعض جنوں پر سوار ہونا، وحی سننے کے لئے۔

الثالثة عشرة ارسال الشهاب۔

(۱۳) شہاب کا گرنا۔

الرابعة عشرة انه تارة يدركه الشهاب قبل ان يلقيها، وتارة يلقيها فى اذن وليه من الانس قبل ان يدركه

(۱۴) شہابہ بعض وقت بات پہنچانے سے پہلے آلگتا ہے، بعض وقت وہ جن اپنے انسانی دوست کے کان میں بات پہنچادیتا ہے، اس کے بعد۔

الخامسة عشرة كون الكاهن يصدق بعض الاحيان

(۱۵) کاہن وغیرہ دروغ گو بھی کبھی سچ بول جاتے ہیں۔

السادسة عشرة كونه يكذب معها مائة كذبة۔

(۱۶) کاہن وغیرہ ایک سچ کے ساتھ سو جھوٹ ملاتے ہیں۔

السابعة عشرة انه لم يصدق كذبه الا بتلك الكلمة التى سمعت من السماء

(۱۷) اُس کے جھوٹ کی تصدیق صرف اس کلمہ کی بدولت کی جاتی ہے جو آسمان سے سُنا گیا۔

الثامنة عشرة قبول النفس للباطل كيف يتعلقون بواحدة ولا يعتبرون بمائة

(۱۸) نفس کا باطل کو قبول کر لینا۔ غور کا مقام ہے کہ ایک سچ اور سو جھوٹ میں سو کا خیال نہیں کیا جاتا اور ایک سچ کا خیال کیا جاتا ہے جسکی بدولت سارا جھوٹ قابلِ اعتبار ہوگیا

التاسعة عشرة كونهم يتلقى بعضهم من بعض تلك الكلمة ويحفظونها ويستدلون بها۔

(۱۹) وہ شیاطین اس ایک کلمہ کو ایک دوسرے سے حاصل کرکے یاد کر لیتے ہیں۔ اور اُس سے

العشرون اثبات الصفات خلافاً للاشعریۃ المعطلۃ۔

الحادیۃ والعشرون بان تلک الرجفۃ والغشی خوفاً من اللہ عزوجل۔

الثانیۃ والعشرون انھم یخرون للہ سجداً

استدلال کرتے ہیں۔

(۲۰) اس سے صفات باری تعالیٰ کا ثبوت ہوا بخلاف فرقہ اَشْعَرِیّہ کے جو اللہ کی صفتوں کا منکر ہے۔

(۲۱) بھونچال اور غشی اللہ کے خوف سے ہوتی ہے۔

(۲۲) وہ فرشتے اللہ کی عظمت سے اس کے حضور میں گر پڑتے ہیں۔

بَابُ الشَّفَاعَۃِ

شفاعت کا باب

وقول اللہ عزوجل:۔ وَاَنْذِرْ بِہِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْٓا اِلٰی رَبِّھِمْ لَیْسَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ (۶-۵۱)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اور ڈرا تو اس قرآن سے اُن لوگوں کو کہ ڈرتے ہیں اس بات سے کہ وہ اپنے رب کے روبرو جمع کئے جاوینگے نہ وہاں بجز اسکے ان کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارشی شاید کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

وقولہ قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا، لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ

۳۹-۴۴-

اور فرمایا:۔ ہر قسم کی شفاعت صرف اللہ کے لئے ہے اسی کے واسطے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت ہے پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وقولہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔

۲۵۵-۲-

اور فرمایا:۔ کون ہے کہ شفاعت لائے اسکے پاس بلا اجازت۔

وقولہ وَکَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰہُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰی۔ ۲۶-۵۳

اور فرمایا:۔ اور کتنے ایک فرشتے آسمانوں میں ہیں کہ اُن کی شفاعت کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی۔ مگر بعد اسکے کہ اللہ جس کے واسطے اجازت دے اور پسند کرے۔

وقولہ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَھُمْ فِیْھِمَا مِنْ شِرْکٍ وَّمَا لَہٗ مِنْھُمْ مِّنْ ظَھِیْرٍ۔ ۲۲

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ، حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ۔

اور فرمایا:۔ کہدے پکارو ان لوگوں کو کہ گمان کیا ہے تم نے اللہ کے سوا نہیں قدرت رکھتے وہ ذرہ برابر آسمان وزمین میں، اور نہ اُن کا ان میں کچھ حصہ ہے۔ اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا معاون ہے۔

اور اس کے پاس شفاعت کچھ نفع نہ دے گی مگر جس کے واسطے وہ اجازت دے یہاں تک کہ جب اُن کے

قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ، قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ (۲۳-۳۴)

دلوں سے خوف دور ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ کہتے ہیں کہ حق فرمایا، اور وہی بلند مرتبہ بڑا ہے۔

وقال ابو العباس نفى الله عما سواه كل ما يتعلق به المشركون فنفى ان يكون لغيره ملك او قسط منه او يكون عونا لله ولم يبق الا الشفاعة

شیخ الاسلام امام ابو العباس (احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ) نے کہا:- اللہ نے اپنے علاوہ تمام مخلوق سے اُن باتوں کی نفی کر دی جس سے مشرکین سند پکڑتے ہیں۔ پس اس کا انکار فرمایا کہ کسی کو آسمان وزمین میں کسی قسم کی قدرت ہو، یا کچھ حصہ قدرت کا۔ یا وہ خدا کی کچھ مدد کرتے ہوں، اب صرف سفارش باقی رہی۔

فبين انها لا تنفع الا لمن اذن له الرب كما قال " ولا يشفعون الا لمن ارتضى" فهذه الشفاعة التى يظنها المشركون هى منتفية يوم القيمة كما نفاها القرآن واخبر النبى صلى الله عليه وسلم انه ياتى فيسجد لربه ويحمده لا يبدأ بالشفاعة اولا. ثم يقال له ارفع رأسك وقل يسمع وسل تعط واشفع تشفع۔

پس بیان کیا کہ یہ شفاعت بھی اسی کو نفع دیگی جس کی بابت اللہ تعالیٰ اجازت دے جیسا کہ فرمایا:- "اور وہ سفارش نہ کرینگے مگر جس کے واسطے اللہ راضی ہو" پس یہ شفاعت جس کو مشرکین سمجھتے ہیں قیامت کے دن نہ ہوگی جیسا کہ قرآن مجید نے انکار کیا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ روزِ قیامت خدا کے حضور میں سجدہ کر کے تسبیح اور حمد کرینگے نہ کہ پہلے سے شفاعت کرینگے۔ پھر آپ سے کہا جائیگا اپنا سر اٹھاؤ اور کہو سنی جائیگی اور سوال کرو دیا جائیگا۔ اور شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائیگی۔

وقال له ابو هريرة من اسعد الناس بشفاعتك؟ قال من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه، فتلك الشفاعة لاهل الاخلاص باذن الله ولا تكون لمن اشرك بالله۔

ابو ہریرہ نے آپ سے عرض کیا۔ آپ کی شفاعت سے زیادہ نصیبہ ور کون ہوگا؟ فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ خالص دل سے کہا ہو۔ پس یہ شفاعت خالص موحدوں کے لئے اللہ کے حکم سے ہوگی، نہ مشرکوں کے واسطے۔

وحقيقته ان الله سبحانه هو الذى يتفضل على اهل الاخلاص فيغفر لهم بواسطة دعاء من اذن له ان يشفع ليكرمه وينال المقام المحمود، فالشفاعة التى نفاها القرآن

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود خالص موحدوں پر رحم کر کے اُن کے گناہ معاف فرمائیگا۔ ان لوگوں کی دعا کی وساطت سے جنھیں وہ شفاعت کی اجازت دے گا، تاکہ اُن کا اعزاز فرمائے اور وہ قابل تعریف مرتبہ پائیں پس قرآن مجید نے جس شفاعت کا انکار

ما کان فیہا شرک ولهذا اثبت الشفاعة باذنه فی مواضع وقد بین النبی صلی الله علیه وسلم انها لا تکون الا لاهل التوحید والاخلاص انتهی کلامه۔

کیا ہے وہ ایسی شفاعت ہے جس میں شرک ہے، اسی واسطے شفاعت بالاذن کو کئی جگہ ثابت کیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرمایا کہ یہ صرف مُوحّدین اور سچی توحید والوں کے لئے ہوگی۔ شیخ الاسلام کا کلام ختم ہوا۔

فِیهِ مَسَائِلُ

الاولی تفسیر الآیات۔
الثانیة صفة الشفاعة المنفیة۔
الثالثة صفة الشفاعة المثبتة۔
الرابعة ذکر الشفاعة الکبری وهی المقام المحمود۔
الخامسة صفة ما یفعله صلی الله علیه وسلم انه لا یبدأ بالشفاعة بل یسجد فاذا اذن له شفع۔
السادسة من اسعد الناس بها۔
السابعة انها لا تکون لمن اشرك بالله
الثامنة بیان حقیقتها۔

اس میں (۸) مطالب ہیں

(۱) آیتوں کی تفسیر
(۲) وہ شفاعت جس کا قرآن نے انکار کیا۔
(۳) وہ شفاعت جس کا اثبات کیا ہے
(۴) شفاعت کُبریٰ یعنی مقام محمود کا بیان۔

⁂

(۵) آپ کس طرح شفاعت فرمائینگے اسکی تفصیل بایں طور کہ سب سے قبل آپ شفاعت نہیں کرینگے بلکہ سجدہ میں گر جائیں گے جب اجازت ملیگی اس وقت سفارش کرینگے
(۶) اس شفاعت سے کون سب سے زیادہ خوش نصیب ہوگا۔
(۷) یہ شفاعت کسی مشرک کے حق میں نہ ہوگی۔
(۸) شفاعت کی حقیقت

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰی اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ

باب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بیان میں بیشک تو نہیں ہدایت کرتا

من احببت ولکن الله یهدی من یشاء، وهو اعلم بالمهتدین۔ ۲۸-۵٦۔

وفی الصحیح عن ابن المسیب عن ابیه قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جاءه رسول الله صلی الله علیه وسلم وعنده عبد الله بن ابی امیة وابو جهل۔

جسے چاہے ولیکن اللہ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت (پانے) والوں کو خوب جانتا ہے۔

اور صحیح (بخاری ومسلم) میں سعید بن المسیب سے مروی ہے وہ اپنے باپ مسیب سے روایت کرتے ہیں:۔ جب ابو طالب پر وفات طاری ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے وہاں ابوجہل اور عبد اللہ بن

فقال له یا عم قل لا اله الا الله کلمة احاجّ لك بها عند الله، فقالا له اترغب عن ملة عبد المطّلب؟ فاعاد علیه النبی صلی الله علیه وسلم فاعادا فکان آخر ما قال هو علی ملة عبد المطلب وابی ان یقول لا اله الا الله

فقال النبی صلی الله علیه وسلم لاستغفرن لك ما لم اُنْهَ عنك فانزل الله عز وجل:۔ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین:

وانزل الله فی ابی طالب

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔

ابی امیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ابوطالب سے کہا اے چچا لا الہ الا اللہ کہہ دو۔ میں اس کلمہ پر تمہارے واسطے اللہ سے حجت کرلوں گا۔ وہ دونوں بولے کہ کیا عبدالمطلب کے مذہب کو چھوڑتے ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوہرایا تو اُن دونوں نے اپنی بات دوہرائی ابوطالب نے آخری وقت یہ کہا۔ میں عبدالمطلب کے مذہب پر ہوں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تیرے واسطے دعاءِ مغفرت کروں گا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "نبی اور ایمان والوں کو سزاوار نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے دعاءِ مغفرت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

بیشک تو جسے چاہے ہدایت نہیں کر سکتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔

فِیْهِ مَسَائِلُ

الاولی تفسیر انك لا تهدی من احببت الآیة

الثانیة تفسیر قوله ما کان للنبی الآیة۔

الثالثة وهی المسئلة الکبیرة تفسیر قوله قل لا اله الا الله بخلاف ما علیه من یدّعی العلم۔

الرابعة ان اباجهل ومن معه یعرفون مراد النبی صلی الله علیه وسلم اذ قال للرجل قل لا اله الا الله فقبح الله من ابوجهل اعلم منه باصل الاسلام

اس میں (۱۲) مطالب ہیں

(۱) آیۃ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ کی تفسیر۔

٭

(۲) مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الخ کی تفسیر۔

٭

(۳) اور یہ بہت بڑی بات ہے آپ کا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" فرمانا اور اس کی تفسیر بخلاف اُس کے کہ علم کے مدّعی اُسے سمجھے بیٹھے ہیں (یعنی فقط زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا فائدہ نہیں دیتا، جبتک کہ اخلاص توحید نہ ہو۔)

(۴) ابوجہل اور اس کے ساتھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد "لا الہ الا اللہ" سے جانتے تھے۔ پس اللہ برا کرے اُن لوگوں کا جن سے ابوجہل دین کی اصل زیادہ سمجھتا تھا۔

الخامسة جدّہ صلے اللہ علیہ وسلم ومبالغتہ فی اسلام عمّہ

(۵) آپ کی کوشش اور حد سے زیادہ محنت اپنے چچا کے مسلمان کرنے میں۔

السادسة الرد علی من زعم اسلام عبد المطلب واسلافہ

(٦) اس میں رد ہے اس شخص کا جو عبد المطلب اور اُس کے آبا اجداد کو مسلمان سمجھتا ہے۔

السابعة کونہ صلے اللہ علیہ وسلم استغفر لہ فلم یغفر لہ بل نہی عن ذلک

(۷) آپ کا اپنے چچا کے واسطے مغفرت کی دُعا کرنا، پھر مغفرت نہ ہونا، بلکہ آپ کو دعا کرنے سے اللہ عزوجل کا منع فرمانا۔

الثامنة مضرة اصحاب السوٓء علی الانسان

(۸) بُرے ساتھیوں اور دوستوں کی برائی اور ضرر۔

التاسعة مضرة تعظیم الاسلاف والاکابر

(۹) اپنے باپ دادا اور بڑوں کی تعظیم کا نقصان۔

العاشرة استدلال الجاھلیة بذلک

(۱۰) اہل جاہلیۃ کا اپنے بڑوں سے استدلال۔

الحادیة عشرة الشاھد لکون الاعمال بالخواتیم، لانہ لو قالھا لنفعتہ

(۱۱) اس بات پر دلیل کہ عمل کا دارومدار خاتمہ پر ہے کیونکہ اگر ابوطالب کلمہ پڑھتے تو یقیناً انہیں نفع دیتا۔

الثانیة عشرة التامل فی کبر ھذہ الشبھة فی قلوب الضالین. لان فی القصة انھم لم یجادلوہ الا بھا مع مبالغتہ صلے اللہ علیہ وسلم وتکریرہ فلاجل عظمتھا ووضوحھا عندھم اقتصروا علیھا۔

(۱۲) غور کرنا چاہئے کہ گمراہوں کے دلوں میں یہ شبہ کتنا بڑا ہے؟ اسلئے کہ اس قصہ میں مذکور ہے کہ وہ لوگ صرف اسی سے جھگڑتے رہے، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ میں پوری سعی فرمائی اور مکرر اپنا پیغام پہنچایا، چونکہ یہ حجت ان کے نزدیک واضح اور بڑی تھی، اس پر انہوں نے کفایت کی۔

بَابُ مَاجَآءَ اَنَّ سَبَبَ کُفْرِ بَنِیْ اٰدَمَ وَتَرْکِھِمْ دِیْنَھُمْ ھُوَالْغُلُوُّ فِی الصَّالِحِیْنَ

باب ہے اس بات کے بیان میں کہ بنی آدم کے کفر کرنے اور دین کے چھوڑنے کا اصلی سبب نیک لوگوں میں غلو ہے

وقول اللہ عزوجل۔ یا اھل الکتب

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ اے کتاب والو۔ اپنے دین میں

لاتغلوا فی دینکم (۴-۱۷۱)

فی الصحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قول اللہ تعالیٰ وقالوا لاتذرن آلھتکم ولاتذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا (۷۱-۲۳)

قال ھذہ اسماء رجال صالحین من قومہم نوح۔ فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون فیھا انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا ولم تعبد حتی اذا ھلک اولئک ونسی العلم عبدت

قال ابن القیم قال غیر واحد من السلف لما ماتوا عکفوا علی قبورھم ثم صوروا تماثیلھم ثم طال علیھم الامد فعبدوھم

وعن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم انما انا عبد فقولوا عبد اللہ ورسولہ۔ اخرجاہ۔

(عن ابن عباس) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والغلو فانما اھلک من کان قبلکم الغلو

ولمسلم عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھلک المتنطعون قالھا ثلثا

غلو مت کرو۔[1]

صحیح (بخاری) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالےٰ کے اس فرمان کی کہ "وہ بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو، اور ہرگز نہ چھوڑنا، ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کی یوں تفسیر کی ہے۔

یہ (یعنی ود وسواع وغیرہ) سب قوم نوح کے نیک لوگ ہیں، جب وہ مر گئے، شیطان نے ان کے خاندان کو یہ بات سمجھائی کہ یہ نیک لوگ جس جگہ بیٹھتے تھے وہاں بطور یادگار پتھر نصب کرو۔ اور اسے ان کے نام سے پکارو سو انہوں نے ایسا کیا۔

جب وہ اگلے مر گئے اور علم ان سے جاتا رہا، تب ان کی اولاد نے ان یادگاروں کی پرستش کی۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا اکثر سلف صالحین نے بیان کیا ہے کہ جب وہ مر گئے پہلے یہ لوگ ان کی قبروں کے مجاور بنے، پھر انکی مورتیں بطور یادگار بنائیں، پھر زمانہ دراز گذرنے پر ان کی عبادت کرنے لگے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا مجھے حد سے نہ بڑھانا، جیسا عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا میں صرف بندہ ہوں اسلئے تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (بخاری، مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم غلو سے بچو۔ اسلئے کہ پہلی امتوں کو اسی غلو نے تباہ کیا۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "تکلف اور حد سے بڑھنے والے ہلاک ہوگئے اسے تین بار فرمایا۔

(۱) غلو کے معنی ہیں حد سے بڑھنا، تمام بت پرستی اور جہالت وتقلید کی اصل یہی غلو فی المحبت ہے، عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہنا بھی اسی محبت کا نتیجہ ہے۔"

فِیْهِ مَسَائِلُ

الاولی ان من فهم هذا الباب وبابین بعده تبین له غربة الاسلام ورأی من قدرة الله وتقلیبه للقلوب العجب۔

الثانیة معرفة اول شرک حدث فی الارض انه بشبهة الصالحین۔

الثالثة اول شیء غیر به دین الاسلام وما سبب ذلک؟ مع معرفة ان الله تعالی ارسلهم

الرابعة قبول البدع مع کون الشرائع و الفطر تردها

الخامسة ان سبب ذلک کله مزج الحق بالباطل فالاول محبة الصالحین والثانی فعل اناس من اهل العلم شیئا ارادوا به خیرا فظن من بعدهم انهم ارادوا به غیره

السادسة تفسیر الآیة التی فی سورة نوح۔

السابعة جبلة الآدمی فی کون الحق ینقص فی قلبه والباطل یزید۔

اس میں (۲۰) مطالب ہیں

(۱) جو شخص اس باب کو اور اس کے بعد کے دو بابوں کو اچھی طرح سمجھ لے گا، اسے اسلام کی غربت معلوم ہو جائیگی اور وہ اللہ کی قدرت اور دلوں کے بدلنے میں عجیب بات پائے گا دکہاں وہ پکے دیندار مسلمان، کہاں آج کل کے مسلمان!)

(۲) سب سے پہلا شرک جو روئے زمین پر پیدا ہوا وہ نیک لوگوں کے بارے میں ہوا۔

(۳) سب سے پہلے نبیوں کا دین کیسے بدلا گیا؟ اور کس چیز سے حالانکہ یہ جانتے تھے، کہ اللہ نے انہیں بھیجا ہے۔

(۴) لوگوں کا بدعت کو قبول کر لینا، حالانکہ وہ شریعت اور فطرت سلیمہ کے خلاف ہوتی ہے۔

(۵) تمام شرک و بدعت کی علت حق کو باطل سے ملا دینا ہے، غلو میں نیک لوگوں کی محبت ہے اور قبر و بت پرستی کی اصل چند علم والوں کا کسی چیز کو نیک نیتی سے کرنا، اور ان کے بعد والوں کا اسے غلط سمجھنا، اور دھوکہ کھانا (۱)

(۶) سورہ نوح کی تفسیر۔

(۷) انسانی عام سرشت ہے کہ دل میں حق کم ہوتا جاتا، اور باطل ترقی کرتا رہتا ہے (۲)

(۱) حق کچھ ہوتا ہے باطل کو اسکے ساتھ ملا کر کچھ کا کچھ بنا دیا جاتا ہے "غلو" میں محبت اور اسے حد سے بڑھانا دو چیزیں ہیں نیک لوگوں کی محبت یقیناً اچھی چیز ہے، بلکہ انبیاء کی محبت تو ضروری اور یقیناً ایمان کا جزو ہے لیکن نبی نبی ہے خدا نہیں، نبی کے ساتھ وہ باتیں کرنا جو خدا کے ساتھ مخصوص ہیں یا نبی کو خدا کا بیٹا سمجھ لینا، یا اور اسی قسم کی ناجائز نسبت دینا یہی غلو ہے، اسی طرح نیک لوگوں کی محبت عالموں کی عزت و عظمت و اطاعت اچھی چیز ہے، مگر کسی عالم و زاہد کی ایسی محبت و عظمت کرنی جو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دے یا اس کی بات یا فتوے کو آپ کے فرمان و سنت پر ترجیح دی جائے یہ غلو ہے، اور یہی شرعاً حرام ہے، یادگار کی بھی یہی صورت ہے، نیک اور بڑے لوگوں کی یادگار اس لئے قائم کی جائے کہ لوگ اس سے اپنے واسطے نمونہ سمجھ کر ترقی کی راہ اختیار کریں، یہ بہتر چیز ہے، مگر اس کی عبادت کرنا یا اس سے دین میں اضافہ کرنا یہی ناجائز ہے۔

(۲) حق کا کم ہونا، اور باطل کا بڑھنا اس طرح سمجھنا چاہیے کہ حق اکثر خواہش اور عام رواج کے خلاف ہوتا ہے (باقی حاشیہ ص۷۱ پر)

الثامنة فيه شاهد لما نقل عن السلف ان البدع سبب الكفر.

التاسعة معرفة الشيطان بما تؤل اليه البدعة ولو حسن قصد الفاعل.

العاشرة معرفة القاعدة الكلية وهي النهي عن الغلو ومعرفة ما يؤول اليه

الحادية عشرة مضرة العكوف على القبر لاجل عمل صالح

الثانية عشرة معرفة النهي عن التماثيل والحكمة في ازالتها.

الثالثة عشرة معرفة شأن هذه القصة وشدة الحاجة اليها مع الغفلة عنها.

(۸) اس میں سلف صالحین کے اس قول کی تصدیق ہے کہ "کفر کا اصلی سبب بدعت ہے"[1]۔

(۹) شیطان بدعت کے انجام کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اگرچہ بدعت کرنیوالے کی نیت اچھی کیوں نہ ہو۔

(۱۰) یہ عام قاعدہ معلوم کرنا چاہئے۔ کہ "غلو حرام ہے" اور اس کا انجام ہمیشہ بد ہوتا ہے۔

(۱۱) قبر کے مجاور بننے کا نقصان، اگرچہ وہاں نیک کام کیوں نہ کیا جائے[2]۔

(۱۲) تصویر کی حرمت کس وجہ سے ہوئی، اور اس کے مٹانے میں کیا حکمت ہے۔

(۱۳) اس قصہ کو اچھی طرح سمجھنا، اور اس کا ضروری ہونا حالانکہ سب لوگ اس سے غافل ہیں۔

(بقیہ ص۲) دنیا کے اکثر لوگوں کا عمل یعنی رواج باطل کے موافق ہوا کرتا ہے انسان کو جس سے روزمرہ ہر وقت سابقہ پڑتا ہو اس کا اثر ضروری ہے پھر حکومت بھی جس کے ساتھ ہو اس کا اثر المضاعف ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ دینداری، ایمانداری روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ باطل بظاہر آسان اور خوش منظر بھی ہے اسی واسطے زیادہ تر لوگ اسکے شیدا ہوتے ہیں دیکھ لو عام طور پر مسلمان اپنی وضع قطع میں سنت نبوی کو چھوڑ کر کفار کی وضع اختیار کرتے جاتے ہیں۔ یہ محبت کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟ محبوب کی ہر ادا محب کو پسند آتی ہے۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور سچی محبت ہو وہ کافر کی عادت و اطوار کیونکر پسند کر سکتا ہے۔

(۱) اس کی وجہ صاف ہے، اصل میں لوگ مسلمان تھے، بدعات میں پڑ کر رفتہ رفتہ گمراہ ہوتے گئے۔ پیر پرستی، قبر پرستی وغیرہ سے اللہ کے حق راستہ کو چھوڑ بیٹھے، اپنے دل میں سمجھتے ہیں کہ ہم نیکی کرتے ہیں، خدا کے نزدیک یہی اصلی برائی اور شرک ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے کسی قبر وغیرہ کو مقرر کرنا، یا وہاں ثواب زیادہ سمجھنا اسلئے حرام ہے کہ اس میں غیر اللہ کی عظمت ملحوظ ہوتی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے، سب جگہیں اسی کی بنائی ہوئی ہیں، پھر اس قبر کے خاص کرنے کی کیا وجہ ہے؟ بجز اس کے کہ قبر والے کو اس میں شریک کیا جائے، اس کی طرف سے کسی فیض کی امید کی جائے، اس کے معنی یہ ہوئے کہ خدا کچھ نہیں کرتا، یا اس قسم کے واسطے و وسیلہ کے بغیر خدا عزوجل کچھ نہیں دیتا۔ یہی شرک ہے، اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کا نام لے کر فرمایا "خدا ان پر لعنت کرے، یہ اپنے نیک لوگوں کی قبروں پر مسجدیں بنایا کرتے ہیں۔ یہ بدترین مخلوق ہیں" آپ نے صاف طور پر اعلان فرمایا کہ خانہ کعبہ (مسجد حرام) مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے سوا زمین کے کسی قطعہ کو کسی دوسرے پر کوئی فضل و بزرگی نہیں نہ وہاں بطور زیارت سفر درست ہے، افسوس مسلمانوں نے اس آخری وصیت کا بھی لحاظ نہ رکھا، اور ہر پختہ قبر و قبہ کو عبادت گاہ بنا دیا، سفر کا تو ٹھکانہ ہی نہیں، دنیا میں کون سی پکی قبر ایسی نہیں ہے جہاں کا سفر حج کے قائم مقام نہ مانتے ہوں، کیا اسی بنا پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان، ہم موحد ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

الرابعة عشرة وهي اعجب واعجب قراءتهم ايّاها في كتب التفسير والحديث ومعرفتهم بمعنى الكلام وكون الله حال بينهم وبين قلوبهم حتى اعتقدوا ان فعل قوم نوح فضل العبادات فاعتقدوا ما نهى الله ورسوله عنه وهو الكفر المبيح للدم والمال۔

الخامسة عشرة التصريح بانهم لم يريدوا الا الشفاعة

السادسة عشرة ظنهم ان العلماء الذين صوّروا الصور ارادوا ذلك

السابعة عشرة البيان العظيم في قوله عليه السلام لا تطروني كما اطرت النصارى ابن مريم فصلوات الله وسلامه على من بلغ البلغ المبين۔

الثامنة عشرة نصيحته ايانا بهلاك المتنطعين

التاسعة عشرة التصريح بانها لم تعبد حتى نسي العلم ففيها بيان معرفة قدر وجوده ومضرة فقده

العشرون ان سبب فقد العلم موت العلماء

(۱۴) یہ سب سے عجیب تر بات ہے کہ یہ سب لوگ اس قصہ کو تفسیر و حدیث کی کتابوں میں پڑھتے اور اس کے معنی بھی سمجھتے ہیں، پھر اللہ نے ان کی سمجھ اس طرح پھیر دی کہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نوح کی قوم نے جو کام (قبر پرستی) کیا وہ بہترین عبادت ہے، پس جس چیز کو اللہ ورسول نے حرام فرمایا، اس کا اعتقاد رکھا، حالانکہ یہ ایسا صریح کفر ہے جس سے مال اور خون حلال ہو جاتا ہے

(۱۵) ان پہلے مشرکوں کی یہ تصریح کہ وہ اپنے بزرگوں سے صرف شفاعت و سفارش چاہتے ہیں نہ اور کچھ۔

(۱۶) ان کا یہ خیال کہ جن علماء نے یہ مورتیں بنائی تھیں ان کا مقصود بھی یہی عبادت تھا۔

(۱۷) وہ کھلا عظیم الشان بیان جو آپ نے حدیث "لا تُطْرُوْنِیْ" سے دیا، یعنی مجھے میری حد سے نہ بڑھانا جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو بڑھا دیا، پس اللہ کی رحمتیں اور سلام اس ذات بابرکات پر ہو، جس نے یہ کھلا اعلان کیا۔

(۱۸) آپ کا ہمیں یہ سمجھانا کہ تکلف اور حد سے زیادہ بات کرنے والے ہلاک ہو گئے۔

(۱۹) اس قصہ میں بصراحت مذکور ہے کہ "جب علم نہ رہا تو لوگوں نے مورتوں کی عبادت کی اس میں علم کی خوبی اور اس کے وجود کی برکت اور جہالت کی برائی ہے۔

(۲۰) علم کے فنا ہونے کا صرف یہی راز ہے کہ علماء نہ رہیں۔

باب ما جاء من التغليظ فيمن عبد الله عند قبر رجل صالح فكيف اذا عبده

اس باب میں یہ بیان ہے کہ جو کسی نیک آدمی کی قبر پر اللہ کی عبادت کرے اس کا کیا گناہ ہے۔ پس جو اس نیک کو پوجے اس کا کیا حشر ہو گا؟"

في الصحيح عن عائشة رضي الله تعالى عنها

صحیح (بخاری و مسلم) میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

ان ام سلمۃ ذکرت لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کنیسۃ رأتہا بارض الحبشۃ وما فیہا من الصور فقال اولٰئك اذا مات فیہم الرجل الصالح او العبد الصالح بنوا علی قبرہ مسجداً او صوروا فیہ تلك الصور اولٰئك شرار الخلق عند اللہ

ام سلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حبشہ کے ایک گرجا کا ذکر کیا جو نہایت خوبصورت بنایا گیا تھا' اور اس میں تصویریں بھی تھیں، آپ نے فرمایا یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے' اس کی قبر پر عبادت گاہ بناتے ہیں۔ اور اس میں یہ تصویریں بناتے ہیں، یہ لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں

فھٰؤلآء جمعوا بین فتنتین فتنۃ القبور و فتنۃ التماثیل۔

ان لوگوں نے دونوں فتنے جمع کئے قبروں پر عبادت گاہ بنائی' یہ فتنہ قبر ہے' اور تصویریں بھی بنائیں۔

ولھما عنہا قالت لما نزل برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طفق یطرح خمیصۃ لہ علی وجھہ فاذا اغتم بہا کشفہا فقال وھو کذلك لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیآءھم مساجد" یحذر ما صنعوا، ولولا ذلك اُبرز قبرہ غیر انہ خشی ان یتخذ مسجداً

بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب آپ پر جاں کنی کا عالم ہوا تو آپ نے اپنے چہرہ پر ایک چادر اوڑھی، جب دم گھٹتا' چادر کو ہٹا دیتے' اسی حال میں آپ نے فرمایا' یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کے قبروں کو عبادت گاہ بنایا' اس سے آپ امت کو ڈرا رہے تھے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی' تو آپ کی قبر بھی کھلی ہوتی، لیکن اس خوف سے کہ اس کا سجدہ نہ کیا جائے بند رکھا گیا۔

ولمسلم عن جندب بن عبد اللہ قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم قبل ان یموت بخمس وھو یقول" انی ابرأ الی اللہ ان یکون لی منکم خلیل فان اللہ قد اتخذنی خلیلاً کما اتخذ ابراھیم خلیلاً، ولو کنت متخذاً من امتی خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً، الا و ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیآئھم مساجد، الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انہاکم عن ذلك

صحیح مسلم میں حضرت جندب بن عبد اللہ رض سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اپنی وفات سے پانچ روز پہلے فرماتے تھے" میں اللہ کے روبرو ہر ایک خلت سے برأت ظاہر کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ابراہیم کو خلیل بنایا ویسا ہی مجھے بھی خلیل بنایا، اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلت کا منصب دیتا تو ابوبکر کو یہ منصب دیتا، خبردار تم سے پہلے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بناتے تھے خبردار تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا، میں تم کو اس کی ممانعت کرتا ہوں۔

فقد نھی عنہ فی آخر حیاتہ ثم انہ لعن وھو فی السیاق من فعلہ،

پس آپ نے اس سے آخری عمر میں ممانعت فرمائی۔ پھر جانکنی کے وقت ایسا کرنیوالوں پر لعنت فرمائی۔

والصلوٰة عندها من ذلك وان لم یبن مسجد وهو معنی قوله خشی ان یتخذ مسجدا فان الصحابة لم یکونوا لیبنوا حول قبره مسجدا وکل موضع قصدت الصلوٰة فیه فقد اتخذ مسجدا بل کل موضع یصلی فیه یسمی مسجدا کما قال صلی الله علیه وسلم "جعلت لی الارض مسجدا وطهورا"، ولاحمد بسند جید عن ابن مسعود رضی الله عنه مرفوعا. ان من شرار الناس من تدرکهم الساعة وهم احیاء، والذین یتخذون القبور مساجد ورواه ابو حاتم فی صحیحه۔

فیه مسائل

الاولی ما ذکر الرسول صلی الله علیه وسلم فیمن بنی مسجدا یعبد الله فیه عند قبر رجل صالح ولو صحت نیة الفاعل۔

الثانیة النهی عن التماثیل وغلظ الامر فی ذلك

الثالثة العبرة فی مبالغته صلی الله علیه وسلم فی ذلك کیف بین لهم هذا اولا، ثم قبل موته بخمس قال ما قال ثم لما کان فی السیاق لم یکتف بما تقدم

الرابعة نهیه عن فعله عند قبره قبل ان یوجد القبر۔

الخامسة انه من سنن الیهود والنصاری فی قبور انبیاءهم

السادسة لعنه ایاهم علی ذلك

قبروں پر نماز پڑھنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے اگرچہ مسجد نہ ہو، یہی مطلب ہے اس حدیث کا جس میں یہ ہے کہ "اس خوف سے کہ اس کا سجدہ نہ ہو، قبر بند رکھی گئی، کیونکہ صحابہ آپ کی قبر پر مسجد نہیں بنا سکتے تھے، جس جگہ کو نماز کے واسطے معین کیا جائے، وہ مسجد ہو جاتی ہے، یہی نہیں بلکہ جہاں نماز ادا ہو وہ مسجد ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میرے واسطے تمام روئے زمین مسجد اور پاک بنائی گئی" مسند احمد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بسند حسن مروی ہے آپ نے فرمایا" وہ لوگ سب سے بدترین ہیں جو زندہ ہوں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی، اور وہ لوگ (بھی سب سے بدتر ہیں) جو قبروں کو مسجد بنائیں گے اسے ابو حاتم (ابن حبان) نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اس میں (۱۶) مطالب ہیں

(۱) آپ کا سخت منع فرمانا اور ایسے شخص پر لعنت کرنا، جو کسی نیک شخص کی قبر پر مسجد بنائے جس میں اللہ کی عبادت کی جائے، اگرچہ بنانے والے کی نیت بخیر ہو۔

(۲) تصاویر کی حرمت، اور ان کے بنانے میں سخت سزا۔

(۳) غور کا مقام ہے کہ آپ نے کس طرح اس کو بیان فرمایا پہلے ممانعت فرمائی، پھر اپنی وفات سے پانچ روز پہلے خاص طور پر ممانعت کی۔ پھر عین موت کے عالم میں بھی سختی سے ممانعت کی، اور پہلی ممانعت پر اکتفا نہ فرمائی۔

(۴) آپ نے اپنے واسطے خاص طور پر ممانعت فرمائی، حالانکہ ابھی نہ وفات ہوئی تھی، نہ قبر بنی تھی۔

(۵) یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے انبیاء کی قبروں کے ساتھ ایسا کرتے آئے ہیں۔

(۶) آپ کا اس بارہ میں یہود و نصاریٰ پر لعنت کرنا۔

السابعة ان مراده تحذیره ایانا عن قبره۔

الثامنة العلة فی عدم ابراز قبره

التاسعة فی معنی اتخاذها مسجدا۔

العاشرة انه قرن بین من اتخذها وبین من تقوم علیه الساعة۔ فذکر الذریعة الی الشرك قبل وقوعه علی خاتمته

الحادیة عشرة ذکره فی خطبته قبل موته بخمس الرد علی الطائفتین اللتین هما اشر اهل البدع بل اخرجهم بعض اهل العلم من الثنتین والسبعین فرقة وهم الرافضة والجهمیة وبسبب الرافضة حدث الشرك وعبادة القبور، وهم اول من بنی علیها المساجد

الثانیة عشرة ما بلی به صلی الله علیه وسلم من شدة النزع

الثالثة عشرة ما اکرم به من الخلة

الرابعة عشرة التصریح بانها اعلی من المحبة

الخامسة عشرة التصریح بان الصدیق افضل الصحابة۔

السادسة عشرة الاشارة الی خلافته۔

(۷) ان تمام باتوں سے آپ کا ہمیں نصیحت کرنا اور ڈرانا تھا کہ آپ کی قبر کے ساتھ ایسا نہ کیا جائے۔

(۸) آپ کی قبر کیوں کھلی نہ رکھی گئی۔؟

(۹) قبروں کو مسجد بنانے کے کیا معنی ہیں؟

(۱۰) آپ کا جن پر قیامت قائم ہوگی اور قبروں پر مسجد بنانے والوں کو برابر بتانا، گویا آپ نے شرک کے ذریعہ کو پہلے واقع ہونے کے بیان فرمایا اور یہ بھی بتایا کہ قربِ قیامت ایسا ہوگا

(۱۱) آپ کا وفات سے پانچ روز قبل اپنے خطبہ میں ذکر کرنا اس میں ان دو گروہوں کا رد ہے۔ جو بدعتیوں کی جماعت میں بدترین ہیں، بلکہ بعض اہل علم نے انہیں بہتر فرقوں سے خارج کر دیا، یہ دونوں فرقے رافضی اور جہمیہ ہیں رافضیوں کی وجہ سے شرک اور قبر پرستی کا اسلام میں رواج ہوا۔ اور انہوں نے ہی سب سے پہلے قبروں پر مسجدیں بنائیں۔

(۱۲) آپ پر جان کنی کی سختی کا ہونا۔

(۱۳) آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنا کر اعزاز فرمایا۔

(۱۴) خلت کا درجہ محبت سے اعلیٰ ہے۔

(۱۵) حضرت ابوبکر صدیق تمام صحابہ سے افضل ہیں۔

(۱۶) ابوبکر صدیق کی خلافت کی طرف اشارہ۔

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْغُلُوَّ فِیْ قُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ یُصَیِّرُهَا اَوْثَانًا تُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللهِ

باب ہے، اس بارہ میں کہ نیک لوگوں کی قبروں میں غلو کرنا ان قبروں کو بت بنا دیتا ہے جن کی پرستش اللہ کے سوا ہوتی ہے

روی مالك فی المؤطا ان رسول الله صلی الله

امام مالک نے اپنی مؤطا میں یہ حدیث بیان کی کہ آنحضرت

علیہ وسلم قال اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذ وا قبور انبیآئھم مساجد (۱)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا۔ جس کی پرستش کی جائے، اللہ تعالیٰ کا سخت غضب نازل ہو، اس قوم پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا۔

ولابن جریر بسندہ عن سفیان عن منصور عن مجاھد "افرأیتم اللات والعزی" قال کان یلت لھم السویق فمات فعکفوا علی قبرہ وکذا قال ابو الجوزاء عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال کان یلت السویق للحاج

ابن جریر نے سفیان ثوری کے ذریعہ منصور سے روایت کی، وہ مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ آیۃ افرایتم اللات (سو بتاؤ کہ لات اور عزی) میں لات ایک شخص تھا، جو مسافروں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا، جب مرگیا تو لوگ اس کی قبر پر مجاور بن بیٹھے۔ اسی طرح ابوالجوزاء نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ یہ مسافر حاجیوں کے واسطے ستو گھولا کرتا تھا۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج رواہ اھل السنن

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی اور ان پر بھی جو قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں۔ اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نسائی نے روایت کیا۔

فیہ مسائل

اس میں (۱۰) مطالب ہیں

الاولی تفسیر الاوثان

(۱) وثن کی تفسیر (کہ وہ ہر وہ چیز کہ اللہ کے سوا پوجی جائے)

الثانیۃ تفسیر العبادۃ

(۲) عبادت کی تفسیر (کہ وہ ہر قسم کی عظمت انکساری غیراللہ کے لئے)۔

الثالثۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یستعذ الا مما یخاف وقوعہ

(۳) آپ نے اپنی قبر کو بت بننے سے اسلئے پناہ مانگی کہ ایسا ہونا ممکن تھا۔

الرابعۃ قرنہ بھذا اتخاذ قبور الانبیاء مساجد۔

(۴) آپ کا اس پناہ کے ساتھ انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانے کا ذکر فرمانا۔

(۱) امام مالک نے اس روایت کو بواسطہ عطاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا جو باصطلاح محدثین مرسل ہے۔ مرسل وہ حدیث کہلاتی ہے جس میں صحابی نہ ہو، تابعی کہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا یا کہا۔ چونکہ واسطہ گر گیا اسلئے ایسی روایت قابل اعتبار نہیں ہوتی، مگر اس روایت کو بزار نے عطاء کے واسطے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے جو مرسل نہ رہی نیز مسند احمد میں بھی ابوہریرہ سے بعینہ یہ حدیث مذکور ہے، پس یہ روایت مجموعی طور سے حسن ہوگئی۔

الخامسة ذکر شدة الغضب من الله۔
السادسة وهي من اهمها صفة معرفة عبادة اللات التي هي اکبر الاوثان
السابعة معرفة انه قبر رجل صالح
الثامنة انه اسم صاحب القبر وذکر معنی التسمیة۔
التاسعة لعنة زوارات القبور۔
العاشرة لعنة من اسرجها۔

(۵) ایسے کام کرنیوالوں پر اللہ کا غضب ہونا
(۶) یہ سب باتوں میں زیادہ اہم اور قابل غور ہے کہ وہ لات کی عبادت کس طرح کرتے تھے جو ان کا بہت بڑا بت تھا۔
(۷) یہ نیک شخص کی قبر تھی۔
(۸) لات قبر والے کا نام تھا اور یہ نام اسلیئے مشہور ہوا کہ وہ حاجیوں کے واسطے ستو گھولا کرتا تھا۔
(۹) آپ کا قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمانا۔
(۱۰) آپ کا قبروں پر چراغ جلانے والے پر لعنت کرنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِمَايَةِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنَابَ التَّوْحِيْدِ وَسَدِّهٖ كُلَّ طَرِيْقٍ يُّوْصِلُ اِلَى الشِّرْكِ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی چاردیواری کس طرح محفوظ کی۔ اور شرک کا ہر ذریعہ و سلسلہ کس طرح بند کیا

وقول الله تعالیٰ۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم۔ ۹-۱۲۸۔
عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا۔ وصلوا علی، فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم۔ رواه ابوداؤد باسناد حسن رواته ثقات[1]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "بیشک تمہارے پاس تم میں سے ایسا رسول آیا ہے کہ اس پر تمہاری تکلیف شاق ہے وہ تمہاری اصلاح پر حریص اور ایمان والوں پر بڑا ہی مہربان رحم والا ہے" ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ، مجھ پر درود پڑھو، یقیناً تم جہاں کہیں سے درود پڑھوگے، مجھے پہنچ جائے گا" ابوداؤد نے بسند حسن روایت کیا، اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(۱) اپنے گھروں کو قبرستان یا قبریں نہ بناؤ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان زندگی میں اللہ کا ذکر کرتا ہے، مرنے کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوجاتا ہے پس جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا وہ مردوں کا گھر یعنی قبر ہے۔ اور وہ شخص میت ہے، لہٰذا گھروں میں نماز (بقیہ نمبر ۸۶)

وعن علی بن الحسین انہ رأی رجلا یجیئ الی فرجۃ کانت عند قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیدخل فیہا فیدعوا فنہاہ وقال الا احدثکم حدیثا سمعتہ من ابی عن جدی عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا قبری عیدا۔ ولا بیوتکم قبورا۔ فان تسلیمکم لیبلغنی این کنتم۔ رواہ فی المختار۔

علی بن حسین (زین العابدینؒ) سے مروی ہے کہ ایک شخص کو دیکھا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آتا اور ایک سوراخ میں سے اندر جاکر دعا کرتا، انہوں نے اس کو منع کیا اور بولے کیا تمہیں وہ حدیث نہ بتاؤں جو مجھے میرے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کی، وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبریں بنانا اس لئے کہ تم جہاں سے سلام و درود پڑھو گے مجھے پہنچ جائے گا۔ اسے (ضیاء نے) مختار میں روایت کیا۔

فیہ مسائل

اس میں (۹) مسائل ہیں

الاولی تفسیر آیۃ برآءۃ

(۱) سورہ براءۃ کی آیہ کی تفسیر۔

الثانیۃ ابعاد امتہ عن ہذا الحمی غایۃ البعد

(۲) آپ کا اپنی امت کو شرک کی چاردیواری سے بے حد دور رکھنا۔

الثالثۃ ذکر حرصہ علینا ورأفتہ ورحمتہ

(۳) آپ کا ہماری اصلاح و ہدایت پر حریص ہونا، اور حد سے زیادہ مہربان و رحیم ہونا۔

الرابعۃ نہیہ عن زیارۃ قبرہ علی وجہ مخصوص مع ان زیارتہ من افضل الاعمال

(۴) آپ کا اپنی قبر کی مخصوص طور پر زیارت سے منع فرمانا حالانکہ آپ کے قبر کی زیارت بہترین عملوں میں ہے[1]۔

الخامسۃ نہیہ عن الاکثار من الزیارۃ۔

(۵) بکثرت زیارت کرنے سے منع فرمانا۔

السادسۃ حثہ علی النافلۃ فی البیت۔

(۶) نفل نماز کے گھر میں ادا کرنے کی رغبت دینا۔

(بسلسلہ ص ۷۷) تلاوت کا سلسلہ قائم کرو۔ اس سے ایک تو برکت ہوگی، دوسرے بچوں پر نیک اثر ہوگا، آپ کی قبر کو عید گاہ بنانے کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح عید کا مخصوص دن ہوتا ہے اسی طرح قبر کی زیارت کے واسطے مخصوص حیثیت نہ کرو نہ اس کے واسطے سفر کرو کیونکہ جو مقصود زیارت سے ہے یعنی سلام و درود وہ ہر جگہ سے پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس تکلف سے کیا فائدہ؟ بلکہ بسا اوقات اس قسم کا تکلف شرک کی طرف لے جاتا ہے۔

(۱) مؤلف نے نہ معلوم کس سند کی بنا پر ایسا لکھا ہے کہ آپ کے قبر کی زیارت بہترین اعمال میں سے ہے، یقیناً زندگی میں آپ کی ملاقات بہترین اعمال سے تھی۔ اسلئے کہ اس سے تصدیق و ایمان کا کمال حاصل ہوتا تھا۔ بعد از وفات زیارت قبر سے درود و سلام کے علاوہ کوئی خاص مقصد نہیں اور جبکہ یہ حضور و غیبت میں یکساں پہنچتا ہے تو پھر زیارت کا بہترین اعمال سے ہونا کیونکر ثابت ہوا؟ درحقیقت بہترین اعمال ایمان و توحید اور اللہ و رسول کی سچی محبت ہے نہ کہ اس قسم کے خیالات واہواء۔

السابعۃ انہ متقرر عندھم انہ لا یصلی فی المقبرۃ
الثامنۃ تعطیل ذلک بان صلوۃ الرجل و سلامہ علیہ یبلغہ وان بعد فلا حاجۃ الی مایتوھمہ من اراد القرب

(۷) یہ معاملہ گویا سب صحابہ جانتے تھے کہ "قبرستان میں نماز نہیں ہوتی"۔
(۸) آپ کا قبر پر آنے سے روک دینا۔ اس طرح کہ جہاں سے انسان مجھ پر سلام و درود بھیجے وہ پہنچتا ہے، اگرچہ بہت فاصلہ سے ہو پس اس قسم کے وہم کی ضرورت نہیں جیسے پاس آنے والے کرتے ہیں (یعنی پاس پہنچکر سلام سے زیادہ فائدہ نہ ہوگا)۔

التاسعۃ کونہ صلے اللہ علیہ وسلم فی البرزخ تعرض اعمال امتہ فی الصلوۃ والسلام علیہ

(۹) آپ پر برزخ میں درود و سلام کی بابت امت کے عمل پیش ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَعْبُدُ الْاَوْثَانَ

اس بات کا باب کہ امت محمدیہ میں بھی بت پوجنے والے ہوں گے

وقول اللہ تعالیٰ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "کیا تو نے اہل کتاب کو نہیں دیکھا کہ بت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کو ایمان والوں سے بہتر اور سیدھی راہ پر بتاتے ہیں۔

※

وقولہ تعالیٰ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ
۵-۶۰

اور فرمایا کہدے کیا میں وہ لوگ نہ بتاؤں؟ جن کا انجام اللہ کے نزدیک بد ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے لعنت کی اور ان پر غصہ ہوا، اور ان میں سے بندر، سور بنا دیئے، اور انہوں نے بت پرستی کی۔

وقولہ تعالیٰ وَقَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۱۸-۲۱-

اور فرمایا جن لوگوں نے ان پر (اصحاب کہف پر) غلبہ پایا وہ یہ بولے کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے (۱)۔

(۱) اس آیت سے بعض علماء کا یہ استدلال ہے کہ قبروں پر مسجدیں بنا سکتے ہیں، مگر یہ بچند وجوہ ناقابل اعتبار اور غلط ہے، اول یہ کہ پہلی امت کا عمل ہی ہمارے واسطے حجت نہیں ہو سکتا، دوم کسی نبی و صالح کا عمل نہیں، سوم اللہ نے اسکی تعریف نہیں کی، چہارم یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرما کر ان لوگوں کا ذکر کیا تو ایسی حالت میں یہ عمل بجائے جائز ہونیکے سخت ترین حرام و ممنوع ہوا، کیونکہ آپ کا لعنت فرما کر ذکر کرنا کسی طرح جواز پر دلیل نہیں ہو سکتا، پھر یہ لعنت آخری وقت میں وفات کے وقت میں وارد ہوئی جسکے یہ معنی ہوئے کہ یہی آخری فیصلہ ہے، اسکی بعد دوسرا فیصلہ نہیں ہوا

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال لتتبعن سنن من کان قبلکم حذو القُذَّۃِ بالقُذَّۃِ حتے لو دخلوا حجر ضب لدخلتموہ قالوا یا رسول اللہ، الیہود والنصاریٰ؟ قال فمن؟ اخرجاہ

ابو سعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بالضرور تم پہلی امتوں کی پیروی میں ایسے برابر ہو جاؤ گے جیسے تیر تیر سے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسیں گے تو تم بھی گھسو گے، صحابہ نے عرض کی کہ یہود و نصاریٰ کی پیروی ہم کریں گے؟ فرمایا تو پھر کون؟ بخاری۔ مسلم۔

ولمسلم عن ثوبان رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقہا ومغاربہا وان امتی سیبلغ ملکہا ما زُوی لی منہا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض۔

وانی سالت ربی لامتی ان لا یہلکہا بسنۃ عامۃ وان لا یسلط علیہم عدوا من سوی انفسہم فیستبیح بیضتہم وان ربی قال یا محمد اذا قضیت قضاءً فانہ لا یرد وانی اعطیتک لامتک ان لا اہلکہم بسنۃ عامۃ، وان لا اسلط علیہم عدوا من سوی اَنفُسِہِم فیستبیح بیضتہم، ولو اجتمع علیہم مَن باقطارہا حتے یکون بعضہم یہلک بعضا ویسبی بعضہم بعضاً۔ ورواہ البرقانی فی صحیحہ وزاد وانما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین، واذا رفع علیہم السیف لم یرفع الی یوم القیامۃ و لا تقوم الساعۃ حتے یلحق حی من امتی بالمشرکین وحتے تعبد فئام من امتی الاوثان

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان سے ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام زمین سمیٹ دی، میں نے مشرق و مغرب دیکھے، میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین سمیٹی گئی ہے

*

مجھے دونوں خزانے سرخ (قیصر کا خزانہ) اور سفید (کسریٰ کا خزانہ) ملے، میں نے اپنی امت کے لئے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ عام قحط سالی سے اسے فنا نہ کرے، نہ ان پر کوئی دوسرا دشمن اس طرح مسلط کرے کہ وہ انکی جماعت کو تباہ کردے۔ میرے رب نے فرمایا کہ اے محمد میں جب کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو وہ ٹل نہیں سکتا، میں نے تیری یہ بات قبول کی کہ عام قحط سالی سے تیری امت کو نہ ماروں گا اور نہ کوئی دوسرا دشمن ان پر ایسا مسلط کروں گا جو انہیں تباہ کردے۔ اگرچہ ساری دنیا اکٹھا ہو کر ایسا کرنا چاہے یہانتک کہ یہ خود آپس میں ایک دوسرے کو فناء کریں، اور ایک دوسرے کو قید کریں، حافظ برقانی نے اسے اپنی صحیح میں روایت کرکے یہ زیادہ کیا "میں اپنی امت پر گمراہ کن سرداروں سے ڈرتا ہوں اور جب ان میں تلوار چلے گی تو قیامت تک بند نہ ہوگی، اور قیامت نہیں قائم ہوگی، جب تک کہ میری امت کی ایک جماعت مشرکوں سے نہ ملے۔ اور جب تک کہ میری امت کے بہت سے لوگ بت پرستی نہ کریں۔

وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون

اور یقیناً میری امت میں تیس جھوٹے (دجال) ہوں گے

کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورۃ لا یضرھم من خذلھم حتی یاتی امر اللہ تبارک وتعالی

جو سب کے سب نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا، اور میری امت میں سے ایک گروہ حق پر قائم و فتحیاب رہیگا انہیں وہ کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے، جو بے مدد چھوڑ دیں یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے۔

فِیہِ مَسَائِلُ

الاولی تفسیر آیۃ النساء

الثانیۃ تفسیر آیۃ المائدۃ

الثالثۃ تفسیر آیۃ الکہف

الرابعۃ وھی اھمھا ما معنی الایمان بالجبت والطاغوت ھل ھو اعتقاد قلب او ھو موافقۃ اصحابھا مع بغضھا و معرفۃ بطلانھا

الخامسۃ قولھم ان الکفار الذین یعرفون کفرھم اھدی سبیلا من المومنین۔

السادسۃ وھی المقصود بالترجمۃ ان ھذا لابد ان یوجد فی ھذہ الامۃ کما تقرر فی حدیث ابی سعید۔

السابعۃ التصریح بوقوعھا اعنی عبادۃ الاوثان فی ھذہ الامۃ فی جموع کثیرۃ۔

الثامنۃ العجب العجاب خروج من یدعی النبوۃ

اس میں (۱۴) مطالب ہیں

(۱) سورۂ نساء کی آیت "اَلَمْ تَرَ" کی تفسیر۔

(۲) سورۂ مائدہ کی آیت "قُل ہَل اُنَبِّئُکُم" کی تفسیر۔

(۳) سورۂ کہف کی آیت "قَالَ الَّذِین" کی تفسیر۔

(۴) یہ سب سے زیادہ ضروری کہ جبت اور طاغوت پر ایمان لانے کے کیا معنی ہیں؟ کیا دل سے ان پر یقین کرنا ہے، یا بظاہر بت پرستوں کی موافقت کرنا، اگرچہ دل میں بغض ہو، اور باطل سمجھے[1]

(۵) اہل کتاب کی یہ بات کہ کھلم کھلا جو لوگ کافر ہیں وہ مسلمانوں سے اچھے اور سیدھی راہ پر ہیں۔[2]

(۶) یہی اس باب کا لب لباب ہے کہ اس امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے، جیسا کہ ابو سعید خدری کی حدیث سے ثابت ہوا۔

(۷) اس بات کی صراحت کہ اس امت کے بہت سے لوگ بت پرستی کریں گے

(۸) عجیب ترین بات کہ اس امت میں بھی نبوت کے

(۱) جبت لغت میں گندگی، پلیدی اور ہاتھ پیر کے دھودن کو کہتے ہیں ماسوی اللہ جس کی عبادت کی جائے حق کے خلاف جس کی بات قبول کی جائے۔ ساحر، کاہن، جادوگر، رمال، جفار، وغیرہ سب جبت ہیں، طاغوت طغیان سے لیا گیا ہے، سرکش حد سے بڑھ جانیوالا ہو، وہ لیڈر یا سردار یا حاکم جو باطل پرست ہو، شیطان ماسوی اللہ جن کی عبادت کی جائے غیر اللہ کی عبادت یہود و نصاریٰ، یا مسلمان کھلم کھلا تو نہیں کرتے، بظاہر ایسے کام کرتے ہیں جو بت پرستوں کے ہیں۔

(۲) بظاہر کافروں کے ساتھ دوستی نہ رکھتے تھے، مگر مسلمانوں کی دشمنی سے کافروں کو مسلمان پر ترجیح دیتے تھے، جیسا کہ آج کل کے بدعتی قبر پرست اور مقلد ضدی، موحدین و اہل حدیث کو کہتے ہیں کہ ان سے کافر اچھے ہیں یا یہ کافروں سے بدتر ہیں، یہی نہیں بلکہ جو حنفی مشرب ان کی بدعتوں میں شریک نہ ہو اسے بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔

مثل المختار مع تكلمه بالشهادتين وتصريحه بانه من هذه الامة، وان الرسول حق، و ان القران حق، وفيه ان محمدا خاتم النبيين ومع هذا يصدق في هذا كله مع التضاد الواضح وقد خرج المختار في اخر عصر الصحابة وتبعه فئام كثيرة

التاسعة البشارة بان الحق لا يزول بالكلية كما زال فيما مضى بل لا تزال عليه طائفة

العاشرة الآية العظمى انهم مع قلتهم لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم

الحادية عشرة ان ذلك الشرط الى قيام الساعة

الثانية عشرة ما فيهن من الآيات العظيمة منها اخباره بان الله زوى له المشارق والمغارب واخبر بمعنى ذلك فوقع كما اخبر بخلاف الجنوب والشمال، واخباره بانه اعطى الكنزين واخباره باجابة دعوته لامته في الاثنتين واخباره بانه منع الثالثة واخباره بوقوع السيف وانه لا يرفع اذا وقع بظهور المتنبئين في هذه الامة

مدعی ہوں گے جیساکہ مختار تھا[1] - حالانکہ وہ کلمہ شہادت کا اقرار کرتا تھا، اور اپنے آپ کو امت محمدیہ سے سمجھتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو حق مانتا تھا، جس میں آپ کا خاتم النبیین ہونا مذکور ہے باوجود تمام باتوں کے جو آپس میں مل نہیں سکتیں سب کو مانتا تھا۔ یہ صحابہ کے آخری زمانہ میں نکلا اور بہت سی جماعتوں نے اس کی پیروی کی۔

(۹) یہ خوش خبری کہ حق امت محمدیہ سے بالکل زائل نہ ہوگا جیساکہ پہلی امتوں میں ہوا، بلکہ ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔

(۱۰) بڑی نشانی اور پیشین گوئی کہ یہ لوگ باوجود تعداد میں کم ہونے کے غالب رہیں گے، انہیں دوسروں کی مخالفت اور اکیلا چھوڑنا ضرر نہ دے گا۔

(۱۱) یہ حالت قیامت تک رہے گی۔

(۱۲) ان باتوں میں جو بڑی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک آپ کا یہ بتانا کہ اللہ نے میرے لئے مشرق ومغرب کو سمیٹ دیا جو بعینہ ایسا ہی ہوا بخلاف جنوب وشمال کے جس کا ذکر نہیں فرمایا اور ایک آپ کا یہ بتانا کہ دو خزانے مجھے دئیے گئے۔ اور آپ کا یہ بتانا کہ امت کے بارہ میں میری دو دعائیں قبول ہوئیں اور ایک قبول نہیں ہوئی اور آپ کا یہ بتانا کہ امت میں تلوار چلے گی، پھر بند نہ ہوگی اور آپ کا یہ بتانا کہ امت میں جھوٹے نبی ہوں گے

(۱) مختار بن ابی عبید ثقفی ۶۶ھ کے بعد کوفہ میں پہلے پہل حضرت حسین کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے نام سے اٹھا، اس کے ساتھ اکثر شیعہ شریک ہوگئے، بہت سی جنگیں کیں، اور کوفہ پر تسلط ہوگیا، پھر آہستہ آہستہ یہ دعوے کیا، کہ مجھ پر وحی والہام ہوتا ہے لوگ اس کو بھی تسلیم کرنے لگے، ابن الزبیرؓ نے اپنے بھائی مصعب کو جنگ کے واسطے بھیجا، جنہوں نے اسے قتل کیا۔ اسی طرح ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی پہلے اسلام کی مدافعت کے نام سے عیسائیوں، ہندوؤں سے مناظرہ کیا، جب عام طور پر کچھ اثر ہوا تو وحی والہام کا دعویٰ کیا، اور اپنے آپ کو ظلی نبی بنادیا کبھی مہدی بتایا، اس قسم کے بیسیوں دعویدار پہلے گذرے، بعض نے مسیح دجال کی طرح اپنے آپ کو عیسیٰ بھی بتایا ہے، اللہ مسلمانوں کو ان کے مکر ودجل سے محفوظ رکھے، آمین ۔

والاخباره ببقاء الطائفة المنصورة، وكل واحد منها من ابعد ما يكون في العقول

اور آپ کا یہ بتانا کہ حق کی جماعت قیامت تک باقی رہیگی یہ سب باتیں جیسا کہ آپ نے بیان فرمایا، ہوئیں حالانکہ ان میں سے ہر ایک بات بظاہر دور از عقل و قیاس نظر آتی ہے

الثالثة عشرة حصر الخوف على امته من الائمة المضلين

(۱۳) امت کو صرف گمراہ کن سرداروں، علماء اور لیڈروں سے خوف ہے کہ یہ بے راہ چلا کر تباہ نہ کریں۔

الرابعة عشرة التنبيه على معنى عبادة الاوثان۔

(۱۴) بت پرستی کے کیا معنی ہیں؟

بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّحْرِ

جادو کے احکام کا باب

وقول الله تعالى وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ -۱۲۱-۲-

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان :- اور بلاشبہ یہ معلوم کر چکے کہ جس نے اسے (جادو) حاصل کیا۔ اس کے واسطے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

وقوله يؤمنون بالجبت والطاغوت، قال عمر الجبت السحر، والطاغوت الشيطان، وقال جابر الطواغيت كهان، كان ينزل عليهم الشيطان في كل حي واحد۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، وہ جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں، حضرت عمر نے کہا، جبت، جادو اور طاغوت شیطان ہے، جابر نے کہا طواغیت (جمع طاغوت، کاہن ہیں۔ جن پر شیطان اترتا تھا، اور ہر قبیلہ کا ایک کاہن ہوا کرتا تھا۔

عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات، قالوا يا رسول الله وما هن؟ قال الشرك بالله، والسحر وقتل النفس التي حرم الله الا بالحق۔ واكل مال اليتيم والتولي يوم الزحف، وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات۔

ابو ہریرہ رض کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سات مہلک باتوں سے بچو، صحابہ نے عرض کیا یا رسول یہ کیا باتیں ہیں، فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا، اور کسی جان کو ناحق مارنا، اور سود کا لین دین کرنا، اور یتیم کا مال کھانا اور جنگ کے دن پیٹھ دینا، اور پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں کو بدنام کرنا۔

وعن جندب موقوفا حد الساحر ضربة بالسيف۔

جندب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جادوگر کی سزا تلوار سے ماردینا ہے،

رواه الترمذی وقال الصحیح انه موقوف
وفی صحیح البخاری عن بجالة بن عبدة قال
کتب عمر بن الخطاب رضی الله عنه أن
اقتلوا کل ساحر و ساحرة، قال فقتلنا ثلٰث
سواحر۔
وصح عن حفصة رضی الله عنها انها امرت
بقتل جاریة لها سحرتها، فقتلت، وکذلك صح
عن جندب، قال احمد صح عن ثلاثة من اصحاب
النبی صلی الله علیه وسلم

ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ اس کا موقوف ہونا (صحابی کا قول)[1] صحیح ہے۔ صحیح بخاری میں بجالہ بن عبدہ سے بیان ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان لکھا کہ ہر جادوگر مرد و عورت کو قتل کر دو، بجالہ کہتے ہیں ہم نے تین جادوگرنیاں قتل کیں[2]۔
ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات صحت کو پہنچی کہ انہوں نے اپنی ایک لونڈی کے قتل کا حکم دیا جس نے ان پر جادو کیا تھا، پس وہ قتل کر دی گئی۔ اسی طرح جندب سے بھی جادوگر کا قتل صحیح طریق سے ثابت ہے، امام احمد حنبل نے کہا تین صحابیوں سے یہ مسئلہ صحیح ہوا ہے۔

فیه مسائل

الاولی تفسیر اٰیة البقرة۔
الثانیة تفسیر اٰیة النسآء
الثالثة تفسیر الجبت والطاغوت و الفرق بینهما۔
الرابعة ان الطاغوت قد یکون من الجن وقد یکون من الانس۔
الخامسة معرفة السبع الموبقات المخصوصات بالنهی
السادسة ان الساحر یکفر
السابعة انه یقتل ولا یستتاب
الثامنة وجود هذا فی المسلمین علی عهد عمر فکیف بعده؟

اس میں (۸) مطالب ہیں

(۱) سورہ البقرہ (وَلَقَدْ عَلِمُوْا) کی تفسیر،
(۲) سورہ نساء کی آیت کی تفسیر،
(۳) جبت اور طاغوت کی شرح، اور دونوں کا فرق،[3]
(۴) طاغوت جن و انسان دونوں میں سے ہوتا ہے،
(۵) سات مہلک گناہوں کا بیان جو خاص طور پر ممنوع ہیں۔
(۶) جادوگر کافر ہے
(۷) جادوگر کی سزا قتل ہے، اس کی توبہ قبول نہیں[4]۔
(۸) جب جادوگر حضرت عمر کے زمانہ میں موجود تھے تو اس کے مابعد کا کیا ذکر۔

(۱) یعنی یہ آنحضرت کا قول نہیں بلکہ صحابی کا قول ہے، مرفوع وہ حدیث جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو، موقوف وہ جس کی نسبت صحابہ کی طرف ہو، (۲) شارح کا بیان ہے کہ صحیح بخاری میں جادوگرنیوں کے قتل کا ذکر نہیں ہے، (۳) ان کی مزید شرح کے لئے حاشیہ (۱) صفحہ ۸۱ دیکھو۔ (۴) یعنی دنیا میں اس کی سزا قتل ہے لہذا قتل کیا جائے گا، اگرچہ توبہ کرے، آخرت کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ وہ چاہے معاف کرے۔

بَابُ بَيَانِ شَيءٍ مِّنْ أَنْوَاعِ السِّحْرِ

جادو کے بعض اقسام کا بیان

قال احمد حدثنا محمد بن جعفر حدثنا عوف عن حیان بن المعلے حدثنا قطن بن قبیصۃ عن ابیہ انہ سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان العیافۃ والطرق والطیرۃ من الجبت، قال عوف العیافۃ زجر الطیر والطرق الخط یخط بالارض والجبت قال الحسن رنۃ الشیطان۔ اسنادہ جید

امام احمد نے محمد بن جعفر سے روایت کی، وہ عوف سے وہ حیان بن معلی سے۔ وہ قطن بن قبیصہ سے۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پرندوں کو اڑا کر فال لینا، اور خط کھینچنا سحر میں داخل ہے۔ عوفہ نے کہا، عیافہ پرندکو اڑا کر فال لینا اور طرق زمین میں لکیر کرنا اور جبت شیطان کی آواز ہے۔ یہ حسن بصری کا قول ہے، اس کی سند حسن ہے۔

ولابی داؤد والنسائی وابن حبان فی صحیحہ المسند منہ

ابوداؤد نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کا صرف مرفوع حصہ روایت کیا، (یعنی عیافہ وغیرہ کی تفسیر حذف کردی)۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اقتبس شعبۃ من النجوم فقد اقتبس شعبۃ من السحر زاد ما زاد رواہ ابوداؤد واسنادہ صحیح

ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نجوم کا کوئی حصہ حاصل کیا، اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا، جس قدر نجوم زیادہ حاصل کرے گا اسی قدر سحر زیادہ لے گا، ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا۔

والنسائی من حدیث ابی ھریرۃ من عقد عقدۃ ثم نفث فیھا فقد سحر ومن سحر فقد اشرک ومن تعلق شیئا وکل الیہ

نسائی میں ابوہریرہ سے مروی ہے جس نے کوئی گرہ لگائی، پھر اس پر پھونکا سو اس نے جادو کیا اور جو جادو کرے وہ مشرک ہے اور جس نے کوئی چیز لٹکائی اس کے سپرد کیا جائے گا۔

وعن ابن مسعود ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال الا ھل انبئکم ما العضۃ ھی النمیمۃ القالۃ بین الناس رواہ مسلم ولھما عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال

ابن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں عضہ نہ بتاؤں؟ یہ چغلی اور باتوں کو لوگوں میں پھیلانا ہے۔ مسلم نے روایت کیا۔ بخاری اور مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

ان من البیان لسحرا

بعض بیان میں جادو ہوتا ہے (۱)

فیہ مسائل

اس میں (۶) مطالب ہیں

الاولی ان العیافة والطرق والطیرة من الجبت

(۱) عیافہ - طرق - طیرہ جبت میں داخل ہیں

الثانیة تفسیر العیافة والطرق

(۲) عیافہ اور طرق کی تشریح

الثالثة ان علم النجوم من نوع السحر۔

(۳) نجوم جادو میں داخل ہے۔

الرابعة العقد مع النفث من ذلک

(۴) گرہ لگا کر پھونکنا اسی میں داخل ہے۔

الخامسة ان النمیمة من ذلک

(۵) چغلی بھی اسی میں داخل ہے۔

السادسة ان من ذلک بعض الفصاحة

(۶) بعض خوش گوئی اور فصاحت بھی اس میں داخل ہے

باب ما جاء فی الکہان ونحوہم

کاہنوں کا بیان

روی مسلم فی صحیحہ عن بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتی عرافا فسألہ عن شیٔ فصدقہ لم تقبل لہ صلوٰۃ اربعین یوما

صحیح مسلم میں بعض ازواج مطہرات سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں، آپ نے فرمایا، جو شخص کسی کاہن و نجومی کے پاس آکر اس سے کوئی بات دریافت کرے پھر اس کے بیان کی تصدیق کرے تو اس کی چالیس روز کی نماز مقبول نہ ہوگی

عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ ابوداؤد

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی رمّال جفّار اور کاہن کے پاس آکر کچھ دریافت کرے، اور اس کی تصدیق کرے تو اس نے قرآن سے کفر کیا۔ ابوداؤد نے اسکو روایت کیا۔

وللاربعة والحاکم وقال صحیح علی شرطھما عن ابی ھریرة من اتی عرافا او کاھنا فصدقہ بما یقول

ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ اور حاکم میں ابوہریرہ سے مروی ہے (حاکم نے اسے صحیح کہا) آپ نے فرمایا جو کسی نجومی اور کاہن کے پاس آئے اور اس کی بات

(۱) فصاحت اور بیان یقیناً بہترین چیز ہے لیکن ہو فصاحت حق کو باطل اور غلط کو صحیح کرنے کے لئے یا الحاد و کفر کی حمایت میں استعمال ہو وہ سحر میں داخل ہے جملہ "ان من البیان لسحرا" کلام موجہ کہلاتا ہے، اسلئے کہ اسمیں مدح و ذم دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔

فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم[1]

سچی بتائے، تو اس نے قرآن سے کفر کیا۔

ولابی یعلی بسند جید عن ابن مسعود مثلہ موقوفا

ابو یعلی نے بسند حسن ابن مسعود سے موقوف روایت کی۔[2]

وعن عمران بن حصین مرفوعا لیس منا من تطیّر او تُطیّر لہ او تکہّن او تُکہّن لہ او سحر او سُحِر لہ

عمران بن حصین سے مرفوعاً مروی ہے آپ نے فرمایا ہم سے وہ شخص نہیں جو فال لے یا اس کے واسطے فال لی جائے، یا کہانت کرے یا اس کے واسطے کہانت کی جائے یا جادو کرے یا اس کے واسطے جادو کیا جاوے

ومن اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البزار باسناد جید۔ ورواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن من حدیث ابن عباس دون قولہ "ومن اتی" الی اخرہ

اور کسی کاہن کے پاس آکر اس کی تصدیق کرے وہ قرآن سے کافر ہوگیا' اسے بزار نے بسند حسن روایت کیا' طبرانی نے اوسط میں بسند حسن ابن عباس سے اسی روایت کیا، مگر وَمَنْ اَتٰی سے آخر تک اس میں نہیں ہے۔

قال البغوی العراف الذی یدعی معرفۃ الامور بمقدمات یستدل بہا علی المسروق ومکان الضالۃ ونحو ذلک

بغوی نے کہا:۔ عرّاف وہ ہے کہ خفیہ باتوں کے علم کا چند قرائن سے دعوےٰ کرے۔ مثلاً چوری نکالے یا گمی چیز بتائے۔

وقیل ھو الکاھن

اور بعض نے کہا کہ عراف کاہن ہے۔

والکاھن ھو الذی یخبر عن المغیبات فی المستقبل، وقیل ھو الذی یخبر عما فی الضمیر۔

کاہن وہ ہے جو آیندہ آنے والی خفیہ باتوں کو بتائے اور بعض نے کہا کاہن وہ ہے' جو دل کی بات بتائے

وقال ابو العباس ابن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالےٰ العراف اسمٌ للکاھن والمنجم والرمال ونحوھم ممن یتکلم فی معرفۃ الامور بھذہ الطرق[3]

ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا، عراف ایک جامع لفظ ہے جو کاہن نجومی رمال جفار وغیرہ سب پر بولا جاتا ہے۔ جو خفیہ باتیں اور تقدیر ان علوم کے ذریعہ بتائے۔

(۱) اس جگہ نقل میں کچھ غلطی ہوئی ہے احمد وحاکم کے الفاظ اس طرح ہیں من اتی عرّافاً او کاھنا الخ اور ابوداؤد کے الفاظ میں من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول او اتی امراۃ الخ فقد بَرِئَ بما انزل منذری نے کہا اسے ترمذی نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا، غالباً مؤلف نے کسی تفسیر یا رسالہ سے یہ روایتیں نقل کی ہیں۔

(۲) موقوف صحابی کا قول، فعل اور مرفوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل،

(۳) عرب میں عرّاف کاہن منجم وغیرہ کا بڑا اثر تھا' ان سے اپنی تقدیر دریافت کرتے، معاملات میں رائے ومشورہ لیتے نزاع وجدال کے وقت فیصلہ حاصل کرتے، بیماری میں علاج کراتے' یہ تمام شعبے شیطانی اثر کے ماتحت ایک خاص قسم کی (باقی ص۸۸ پر)

وقال ابن عباس فی قوم یکتبون ابا جاد و ینظرون فی النجوم ما اری من فعل ذلک له عند الله من خلاق۔

ابن عباس نے ان لوگوں کی بابت کہا جو ابجد کا حساب کرتے تھے اور نجوم سیکھتے تھے کہا میرے نزدیک ایسے کام کرنے والوں کیلئے اللہ کے یہاں کوئی حصہ نہیں ہے۔

فیہ مسائل

الاولی لا یجتمع تصدیق الکاهن مع الایمان بالقرآن۔

الثانیة التصریح بانه کفر

الثالثة ذکر من تکهن له

الرابعة ذکر من تطیر له

الخامسة ذکر من سحر له

السادسة ذکر من تعلم ابا جاد

السابعة ذکر الفرق بین الکاهن والعراف

اس میں (۷) مطالب ہیں

(۱) قرآن پر ایمان اور کاہن کی تصدیق دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

(۲) صاف تصریح کہ کاہن وغیرہ کی تصدیق کفر ہے۔

(۳) جس کے واسطے کہانت کی جائے وہ مسلمانوں سے خارج ہے۔

(۴) جس کے واسطے فال لی جائے وہ بھی مسلمانوں سے خارج ہے۔

(۵) جس کے واسطے جادو کیا جائے وہ بھی اسلام سے خارج ہے۔

(۶) جو ابجد کے حساب کو نجوم وغیرہ کے لئے استعمال کرے۔

(۷) کاہن و عراف کے معنی اور اس میں فرق۔

باب ما جاء فی النشرة

جادو اتارنے کا بیان

عن جابر رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل عن النشرة فقال هی من عمل الشیطان

رواه احمد بسند جید وابوداؤد سئل احمد عنها فقال ابن مسعود یکره هذا کله

جابر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشرہ (جادو اتارنے) کی بابت فرمایا، یہ شیطان کا کام ہے۔

احمد و ابوداود نے بسند صحیح اسے روایت کیا، امام احمد سے اس کی بابت سوال کیا گیا تو وہ بولے ابن مسعود ان

(بقیہ بحث) طرز گفتگو نہیں ادا ہوتے تھے، اسلام نے آکر ان سب کو یکلخت باطل وزندہ ٹھہرایا۔ کاہن وہ جو خفیہ امور بتائے۔ منجم جو نجوم کے ذریعہ طالع وغیرہ ملا کر بھلائی برائی بتائے، عراف وہ جو بیماری وفال وغیرہ کے اسباب وعوارض بتائے، ان سب میں کاہن کا لفظ زیادہ عام ہے۔ اسی واسطے کاہن کی برائی اور اس کے کفر کا اعلان کیا گیا۔

سب کو ناپسند کرتے تھے۔

وفی البخاری عن قتادة قلت لابن المسیب رجل به طِبٌّ او یُؤخذ عن امرأته أیُحَلُّ عنه او ینُشَّرُ؟ قال لا بأس به انما یریدون به الاصلاح، فاما ما ینفع فلم ینه عنه انتھیٰ

صحیح بخاری میں قتادہ سے ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا ایک شخص پر جادو ہو یا ایسا ٹوٹکا جس سے وہ اپنی عورت کے پاس نہیں آسکتا، کیا اس کا حل کیا جائے یا نشرہ کریں، بولے اس میں کوئی حرج نہیں اس سے اصلاح مقصود ہے، جو فائدہ دے، اس کی ممانعت نہیں۔ (۱)

وروی عن الحسن انه قال لا یَحُلُّ السِحرَ الاساحرٌ

حسن بصری کہتے ہیں جادو کو جادوگر ہی اتارتا ہے۔

※

قال ابن القیم النُشْرَةُ حل السحر عن المسحور وھی نوعان، حل بسحر مثله وھو الذی عن عمل الشیطان وعلیه یحمل قول الحسن فیتقرب الناشر والمنتشر الی الشیطان بما یحب فیبطل عمله عن المسحور

ابن قیم کہتے ہیں نشرہ جادو کا اثر دور کرتا ہے، اس کی دو دو قسمیں ہیں، ایک جادو بذریعہ جادو اتارنا ہے، یہی شیطانی عمل ہے۔ اور اسی پر حسن بصری کا قول محمول ہوگا سو جادو اتارنے والا اور جادو اتروانے والا، دونوں شیطان کی پسند کے کام کرکے اس کی قربت حاصل کرتے ہیں، وہ اپنا اثر دور کر دیتا ہے۔

والثانی النشرة بالرقیة والتعوذات والادویة والدعوات المباحة فھذا جائز

دوسری قسم جادو اتارنے کی منتر استعاذہ دوائیں اور مباح دعائیں ہیں سو یہ جائز ہے۔

(۱) سعید بن المسیب کے کلام سے یہ سمجھنا کہ جادو بذریعہ جادو اتار سکتے ہیں، نہایت غلط اور قریب بہ کفر ہے، اسلئے کہ اللہ عزّ و جل نے جادو اور جادو کے تمام اعمال کفر فرمائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عمل شیطانی فرمایا، عمل شیطانی پر اعتقاد رکھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا بدترین کفر اور انتہا درجہ کی حماقت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سعید بن المسیب نے صرف جائز اور مباح ذرائع کی اجازت دی ہے اور اس کے سوا ان کے کلام کا کوئی اور محمل ممکن نہیں، بعض جاہلوں نے یہ سمجھ کر کہ سحر کی حالت میں اضطرار کی صورت ہے یا اکراہ کی یہ اجازت دیدی ہے کہ شرک و سحر کے ذریعہ اسے اتارنا درست ہے، ہم نے پہلے صفحہ پر اس کا بیان اچھی طرح کر دیا ہے کہ اسے اضطرار اور اکراہ سے کوئی تعلق نہیں، اور یہ شرع کا بے جا استعمال اور محض تلبیس ہے مگر اس جگہ پر مکرر توضیح کی جاتی ہے بغور سنئے۔ اضطرار یہ ہے کہ انسان بھوکوں مرتا ہو، کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ملے تو وہ حرام چیز مردہ وغیرہ استعمال کرکے اپنی زندگی بچائے اسکی اجازت شرعاً ہے، اکراہ یہ ہے کہ انسان کو قتل کی دھمکی دی جائے اور تلوار و آلہ قتل اس کے روبرو پیش ہو، اس طرح کہ یا کفر و فسق کا کام کر، ورنہ تجھے قتل کر دیا جائے گا، ایسی صورت میں بظاہر کفر کرنا مباح ہے، بشرطیکہ دل میں اس سے نہایت سخت کراہت ہو، مگر یہ صرف مباح ہے، اس سے زیادہ اعلیٰ و افضل یہ صورت ہے کہ اپنی جان دیدے اور کفر نہ کرے یہی معنی ہیں لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ وَاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ (اللہ کے ساتھ ہرگز شرک نہ کر اگرچہ تجھے مار ڈالیں یا جلا دالیں)، نیز انبیا علیہم السلام کے لئے اکراہ میں بھی حق کہنا عزیمت و فرض تھا (بقیہ بر ۹۰)

فِيهِ مَسَائِلُ

الاولىٰ النهي عن النشرة
الثانية الفرق بين المنهي عنه والمرخص فيه عما يزيل الاشكال

اس میں (۲) مطالب ہیں

(۱) نشرہ کی ممانعت و حرمت
(۲) کس قسم کا جادو اتارنا درست ہے اور کس قسم کا حرام ہے، اس کی ایسی تفصیل کہ اشکال دور ہو جائے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّطَيُّرِ

بدشگون لینے کا بیان

وقول الله تعالىٰ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

۷-۱۳۱

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ خبردار بلاشبہ ان کی بدشگونی اللہ کے پاس ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وقوله تعالىٰ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۔

اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا وہ بولے تمہاری بدفالی تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اگر تم نصیحت حاصل کرتے، بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاعدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر۔ اخرجاه

ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کی بیماری دوسروں کو نہیں لگتی نہ بدفالی کوئی چیز ہے نہ اُلّو کا بولنا کوئی اثر رکھتا ہے، نہ صفر کچھ ہے۔ یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔

(بقیہ ۸۹) ان کو کسی طرح اس کی رخصت نہ تھی، کیونکہ یہ لوگوں کے واسطے مقتدی بنائے گئے تھے، پس سحر کے ذریعہ یا شرکیہ وظائف کے ذریعہ علاج نہ تو اضطرار میں داخل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی" اور فرمایا کہ حرام چیز شفا نہیں بلکہ ادر بیماری ہے" پھر ایک بیماری کے ہزاروں علاج ہوتے ہیں۔ اسلئے اس میں اضطرار کہا؟ نیز خود علاج کوئی فرض و ضروری چیز نہیں۔ بلکہ محض مباح ہے، اور ترک علاج کی فضیلت صحیح احادیث میں وارد ہے، اکراہ بھی نہیں اسلئے کہ یہاں کوئی قتل کی دھمکی نہیں اور سحر کو قاتل سمجھنا صریح قرآن کے خلاف ہے جیسا کہ فرمایا "فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه" سحر سے حب و بغض کا عمل کیا جاتا ہے یا تخییل کی صورت پیدا ہوتی ہے جو حقائق سے دور اور محض نظر بندی ہی نظر بندی ہے۔ یہ جو عام خیالات ہیں کہ جادو سے طبائع پلٹ دیئے جاتے ہیں، انسان کو طوطا و مرغ وغیرہ بنا دیا جاتا ہے یہ محض خرافات اور بے اصل ہے پس سحر کے واسطے کفر و سحر کی اجازت کسی طرح نہیں ثابت ہوئی۔ نہ اکراہ ہی نہ اضطرار بلکہ اس کے ذریعہ شرک و شرکیات کا احترام و اعزاز ہوتا ہے اور یہ اعتقاد قائم کیا جاتا ہے کہ شرک سے شرک دور ہوتا ہے، حالانکہ گندگی سے گندگی کیا دور ہوگی۔ بلکہ توحید سے شرک دور ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنا خاص رحم فرمائے اور اپنی سیدھی راہ سے کسی کو گمراہ نہ کرے۔ آمین۔

زاد مسلم ولا نوء ولا غول ولهما عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا طيرة ويعجبني الفال، قالوا وما الفال قال الكلمة الطيبة

مسلم میں یہ بھی ہے کہ نہ نچھتر اور نہ بھوت۔ بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک کی بیماری دوسرے کو متعدی نہیں ہوتی 'نہ بدفالی کوئی چیز ہے' اور فال مجھے پسند ہے، عرض کیا گیا فال کیا چیز ہے؟ فرمایا عمدہ لفظ جو انسان دوسرے سے سنتا ہے"(۱)۔

ولابي داؤد بسند صحيح عن عقبة ابن عامر قال ذكرت الطيرة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال احسنها الفال، ولا ترد مسلما، فاذا رأى احدكم ما يكره، فليقل اللهم لا ياتي بالحسنات الا انت ولا يدفع السيئات الا انت ولا حول ولا قوة الا بك

ابوداؤد میں بسند صحیح عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ کے پاس بدشگون کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا' اس میں بہتر فال ہے' اور یہ مسلمان کو کسی مقصد سے باز نہیں رکھتی جب کوئی ناپسند بات دیکھے تو کہے اے اللہ تیرے سوا کوئی بھلائی نہیں لاتا' اور تیرے سوا کوئی برائی دور نہیں کرتا' اور تیری مدد کے بغیر ہمیں نہ بھلائی کی طاقت نہ برائی سے باز رہنے کی ہمت ہے۔

وعن ابن مسعود مرفوعا الطيرة شرك الطيرة شرك وما منا الا ولكن الله يذهبه بالتوكل رواه ابوداؤد والترمذي وصححه وجعل آخره من قول ابن مسعود

ابن مسعود کہتے ہیں آپ نے فرمایا بدفالی شرک ہے' بدفالی شرک ہے اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے بشریت سے ایسا وہم نہ گذرتا ہو، مگر اللہ تعالیٰ توکل سے اس کو دفع کرتا ہے' اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کر کے صحیح کہا' اور آخری جملہ "وما منا" الخ ابن مسعود کا قول بتایا'(۲)

ولاحمد من حديث ابن عمرو من ردته الطيرة عن حاجته فقد اشرك قالوا فما كفارة ذلك؟ قال ان تقول اللهم لا خير الا خيرك ولا طير الا طيرك ولا اله غيرك۔

امام احمد نے اپنی مسند میں ابن عمر سے یہ روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جسے بدفالی اپنے کام سے روک دے تو اس نے شرک کیا۔ بولے اس کا کیا کفارہ ہوگا؟ فرمایا یہ کہے۔ اے اللہ تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں' اور تیرے پرند کے سوا کوئی پرند نہیں' اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

وله من حديث الفضل ابن عباس رضي الله عنهما انما الطيرة ما امضاك او ردك

اور مسند احمد میں فضل بن عباس کی روایت سے یہ ہے کہ بدفالی وہ ہے جو تجھے کسی کام میں لے جائے (یعنی صرف

(۱) مثلاً کوئی کام کر رہا ہے اس اثناء میں سہل یا فلح سنا اور اپنے معاملہ کے آسان ہونے کا خیال کیا۔ یا کسی معاملہ میں کسی بات پر غور کر رہا ہے راشد یا ہادی سنا، اور اسے خیال کیا کہ میرا معاملہ رشد و ہدایت پر انجام پائے گا۔ یہ محض اتفاقی بات ہے۔

(۲) یعنی اتنا حصہ "ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے بشریت سے ایسا وہم نہ گذرتا ہو، مگر اللہ توکل سے اسے رفع کرتا ہے" آپ کا فرمان نہیں بلکہ ابن مسعود کا قول ہے پس یہ موقوف ہوگا۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الأولى التنبيه على قوله ﴿أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِندَ اللَّهِ﴾ مع قوله ﴿طَائِرُكُم مَّعَكُمْ﴾.

الثانية نفي العدوى

الثالثة نفي الطيرة

الرابعة نفي الهامة

الخامسة نفي الصفر

وسوسہ نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا اس کا اعتقاد رکھنا گناہ ہے۔)

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

(۱) یہ بتانا کہ ان کی بدشگونی اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ آیت بھی تمہاری بدفالی تمہارے ساتھ ہے۔

(۲) مرض کے متعدی ہونے کا انکار۔

(۳) بدشگونی کا انکار۔

(۴) اُلّو سے بدفالی کا انکار۔

(۵) صفر کا انکار (۱)

(۱) مؤلف رحمہ اللہ نے حسب دستور اس باب میں جو قابل تشریح الفاظ آئے ہیں ان کی تشریح نہیں کی۔ اس لئے ہم پہلے تمام باب کا خلاصہ لکھ کر پھر مشکل الفاظ کی تشریح کریں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ اسلام سے قبل جاہلوں اور بعض فلسفہ وطب کے مدعیوں میں یہ خیال قائم ہو چکا تھا جو اب تک ملاحدہ و بے دین لوگوں میں رائج ہے کہ بہت سی بیماریاں متعدی ہیں۔ اگر کسی بیمار کے پاس دوسرا بیٹھے، یا اس کے ساتھ کھائے پئے یا اس کا جھوٹا پانی پی لے تو وہ بیماری اسے بھی بالضرور لگ جاتی ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی خیال تھا کہ ہر ایک بیماری کا ایک دیوتا یا بھوت پری وغیرہ ہے اور وہ فلاں فلاں چیز سے ناراض ہو کر مریض کو ہلاک کر دیتا اور فلاں فلاں چیز سے خوش ہوتا ہے۔

اس اعتقاد میں شرک کی بہت سی باتیں ہیں (الف) یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری کا کوئی دیوتا ہے، صریح شرک اور عین وہم پرستی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ (ب) ضرر و نفع میں خدا کے سوا دوسروں کو شریک کرنا، اور بلا کسی معقول حجت و دلیل یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں فلاں بیماری متعدی ہے۔ (ج) یقیناً دنیا عالم اسباب ہے، کھانے سے ہمارا پیٹ بھرتا ہے اور پانی سے پیاس بجھتی ہے، آگ سے بدن جلتا اور برف سے سردی حاصل ہوتی ہے۔ کھلے میدان میں دھوپ لگتی اور سایہ میں ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ شرع نے ظاہری اسباب کی کبھی مخالفت نہیں کی، مگر باطنی اعتقاد میں وہ اعتقادات جو صریح توحید کے منافی ہیں رد کر دیئے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ظاہری امور نہیں پھر ان پر اعتقاد رکھنا توحید کے خلاف ہے کیونکہ توحید یہ ہے کہ باطنی امور میں صرف اللہ تعالیٰ کو مسبب الاسباب سمجھا جائے، نہ کسی اور چیز کو، خواہ انسان ہو یا فرشتہ، جن ہو یا کچھ اور، مثلاً پانی سے پیاس بجھتی اور آگ جلاتی ہے مگر کیا یہ طبیعت خود آگ اور پانی میں بذات خود حاصل ہے۔ یا اس طبیعت پر کسی کا تصرف ہے جس کے حکم کے بغیر نہ پانی پیاس بجھائے نہ آگ جلائے اس جگہ ملاحدہ و فلاسفہ جو ظاہری امور کے معتقد اور ذات باری تعالیٰ کے منکر ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ طبیعت خود بخود اس چیز میں ہے اس کی کوئی اور علت نہیں یہ ان کی حماقت اور ظاہر پرستی ہے، واقعہ و حقیقت سراسر اس کے خلاف ہے۔ ہم ہزاروں مرتبہ دیکھتے ہیں کہ آگ نہیں جلاتی اور پانی سے پیاس نہیں بجھتی، بلکہ اور ترقی کر جاتی ہے۔ اگر اس کی کوئی اور علت نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ طبیعت اپنا اثر نہ کرے، یہ تجربے ہزاروں مرتبہ ہو چکے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔ پس ظاہری اسباب کا ہم انکار نہیں کرتے مگر ان اسباب کی کوئی باطنی علت بھی ہے یعنی امر الٰہی جس کے ہوتے ہوئے وہ طبیعت اپنا اثر کر سکتی ہے، ورنہ وہ طبیعت اپنے اثر سے محروم رہے گی۔ یا یوں کہو کہ (باقی صفحہ ۹۳ پر)

السَّادِسَةُ أَنَّ الْفَالَ لَيْسَ مِنْ ذٰلِكَ بَلْ مُسْتَحَبٌّ	(۶) نیک فال ممنوع نہیں بلکہ مستحب ہے۔
السَّابِعَةُ تَفْسِيْرُ الْفَالِ	(۷) فال کی تشریح۔
الثَّامِنَةُ أَنَّ الْوَاقِعَ فِي الْقُلُوْبِ مِنْ ذٰلِكَ مَعَ كَرَاهَتِهِ لَا يَضُرُّ بَلْ يُذْهِبُهُ اللّٰهُ بِالتَّوَكُّلِ۔	(۸) دل میں اگر یہ باتیں اتفاقاً بطور وسوسہ آجائیں اور انسان انہیں ناپسند کرے تو کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ توکل سے اسے دفع کرتا ہے۔
التَّاسِعَةُ ذِكْرُ مَا يَقُوْلُ مَنْ وَجَدَهُ۔	(۹) جس کے دل میں ایسا وسوسہ آئے وہ کیا کہے۔
الْعَاشِرَةُ التَّصْرِيْحُ بِأَنَّ الطِّيَرَةَ شِرْكٌ	(۱۰) صاف بیان فرمایا کہ بدشگونی شرک ہے۔
الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ تَفْسِيْرُ الطِّيَرَةِ الْمَذْمُوْمَةِ	(۱۱) بدشگونی کی تشریح

(بقیہ ۹۲) وہ کیفیت ذاتی نہیں لہذا اس سے سلب ہوسکتی ہے۔ ہم طبیعت کے اسی حد تک معتقد ہیں جو ظاہر سے متعلق ہے باقی حصہ پر شرع کا تصرف قبول کرکے اسے باطنی علت کے متعلق کرتے ہیں۔

انسانی علم کی بناء پر اولیات، مشاہدات اور استقرار تجربہ و توہمات پر ہے' ان میں کوئی بھی ہر حیثیت سے قابل اعتماد ولائق اعتقاد نہیں، شرع درحقیقت اصل اصیل اور تمام علوم و فنون کی صحیح کسوٹی ہے اس کے بغیر ایک لمحہ ادھر ادھر ہٹنے کھلی ضلالت و بربادی ہے۔

پس بیماریوں کے متعلق جس قدر صحیح اسباب اطباء نے بیان کئے' اگر شرع کی کسوٹی کے خلاف نہیں ہیں' قابل اعتماد اور صحیح سمجھے جائیں گے۔ اگر خلاف شرع ہوں غلط اور باطل ٹھہریں گے اسلئے کہ محض ظنیات و توہمات یا تجربات وغیرہ پر مبنی ہیں جن کا ہر حال میں صحیح ہونا کسی ذی عقل کے نزدیک معتبر نہیں' پھر ان بیماریوں کے متعلق جنہیں متعدی کہا جاتا ہے' زیادہ تر وہم وظن کا اثر ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عَدْوٰی (بیماری کا متعدی ہونا) کوئی چیز نہیں' ایک شخص نے کہا کہ ایک اونٹ کے کھجلی ہوجاتی ہے پھر یہ کسی تندرست اونٹوں میں پہنچ جاتا ہے تو سب کو لگ جاتی ہے آپ نے فرمایا آخر اس پہلے کے کھجلی کس نے لگائی؟ طاعون کی بابت اسی واسطے فرمایا کہ جس جگہ ہو وہاں نہ جاؤ' شرع نے جہاں برے اعتقاد کی ممانعت فرمائی وہاں ایسے ذرائع واسباب سے بھی روکدیا جس کی بدولت ایسے اعتقاد پیدا ہونے کا شبہ ہو' یہ بہترین حکمت اور اعلیٰ ترین اصول تحفظ ہے' اس کا مقصد یہ ہے کہ آگ ہو یا اور کوئی چیز۔ بلا حکم الٰہی کچھ ایذا نہیں دے سکتی' حقیقت یہی ہے' مگر خواہ مخواہ اپنے آپ کو ایسے امتحان میں مت ڈالو۔ نہ خدا کی قدرت کا امتحان کرو کہ یہ تمہارے منصب سے خارج اور تمہارے فرائض سے الگ ہے۔ امراض کے متعدی ماننے میں شرک کے علاوہ بدترین بداخلاقی کا اظہار بھی ہے' بسا اوقات اس سے انسان انسان کی ہمدردی سے دور چلا جاتا ہے جو انسانیت کے خلاف ہے' مثلاً طاعون کے مریض کی تیمارداری نہیں کی جاتی' چیچک والوں سے دور بھاگتے ہیں' عموماً ایسے بیمار اکیلے پڑے پڑے مرجاتے ہیں' اور اپنے رشتہ داروں کی اعانت سے محروم ہوجاتے ہیں' ان تمام خرابیوں کے دیکھتے ہوئے شرع مطہر نے یہ اعلان فرمایا کہ یہ سب اوہام و خرافات ہیں کوئی بیماری کسی دوسرے کو ہرگز نہیں لگتی' نہ متعدی ہونا کوئی قابل اعتماد خیال ہے۔

رہا بدفالی لینا' بھوت سے ڈرنا' نجوم وغیرہ کے اعتقاد پر بارش کا انحصار سمجھنا' الو کے متعلق برے یا بھلے (بقیہ ۹۴ پر)

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّنْجِيْمِ

نجوم کا بیان

صحیح بخاری میں قتادہ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالےٰ نے	قال البخاری فی صحیحہ قال قتادۃ خلق اللہ

(بقیہ صفحہ ۹۳) اعتقاد رکھنا یہ سب اوہام پرستی اور شرک وجاہلیت کے کام ہیں، واقعہ میں ظن کے سوا ان میں کوئی اصلیت نہیں، پھر شرع کے مقصد کے صریح خلاف ہیں، اسلئے کہ یہ اعتقاد سے متعلق ہیں، بالخصوص بھلائی برائی کے متعلق کسی باطنی چیز کو مسبب سمجھنا صاف شرک ہے، خواہ وہ ولی ہو یا قبر، نبی ہو، یا فرشتہ، جن ہو یا اور کوئی آسمانی و زمین کی چیز، یہ اعتقاد صرف ذات باری تعالیٰ سے مخصوص ہے، اور بس، اب ہم مشکل الفاظ کی تشریح کرتے ہیں۔

عدوٰی مرض کا متعدی ہونا، ایک بیمار کا اثر دوسرے کو پہنچنا، طِیَرَہ، طَیْر، طائر۔ کسی چیز سے نحوست لینا بدفالی لینا، بدشگون سمجھنا۔ عموماً عرب لوگ پرندوں کو اڑا کر یا جانوروں کو اپنے مقام سے بھگا کر نیک و بد فال لینے کے عادی تھے اسلئے اسکا نام طیر و طائر وغیرہ رکھا گیا، ایک روایت میں وارد ہے کہ اگر کسی چیز میں نحوست ہے تو ان تین چیزوں میں ہے عورت، گھر، گھوڑا۔ اس کی بابت علماء میں بے حد اختلاف ہے۔ مؤلف کتاب علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے بھی اس کی تشریح طلب کی گئی تھی، انھوں نے جواب دیا کہ یہ مسئلہ میری سمجھ میں اچھی طرح نہیں آیا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ مشکل مسئلہ ہے۔ آخری رائے یہ ہے کہ اگر ان چیزوں میں کسی قسم کا خیال کرے گا تو گرفت نہ ہوگی۔ گویا شرع نے عام خیال کی اس طرح تحدید کردی ہے۔ مگر کیا درحقیقت ان چیزوں میں کوئی شومی ہے، یہ الگ بات ہے۔

ھَامَۃ۔ اُلّو اس کے دو معنے ہیں۔ ایک یہ جو عام لوگ رات کو اُلّو کے بولنے پر برے برے اعتقاد رکھتے اور جس جگہ بولے اسے ویران ہونیوالا بتاتے ہیں اور اسی قسم کے خیالات جو الو کی بابت مشہور ہیں، دوم وہ جو عرب زمانہ جاہلیت میں خیال کرتے تھے کہ جب کسی مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی کھوپری میں سے ایک اُلّو نکل کر پکارتا ہے اُسقونی اُسقونی، (مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ) جب بدلہ لے لیا جاتا وہ چپ ہو جاتا تھا، بدلہ لینے کا عقیدہ باطل ٹھہرایا گیا، جو حقیقی الفت واخوت کے خلاف اور جس سے آئے دن اتحاد کو نقصان پہنچنے کا خوف وخطرہ تھا۔

صَفَر کے بھی دو معنی ہیں، ایک پیٹ کا کیڑا جس کی بابت مشہور ہے کہ یہ جس کے پیٹ میں ہو اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ دوسرے جاہلیت میں بجائے محرم صفر کو مہینہ حرام مقرر کرکے محرم کو حلال کر لیا کرتے تھے۔ تاکہ مسلسل تین مہینہ تک ان پر حرام مہینے نہ رہیں، کیونکہ جنگ وغارت کے بغیر ان کی گذر مشکل تھی، اسلام نے اسے باطل قرار دیا، فال کوئی عمدہ لفظ سنکر خوش ہونا یہ ایک انسانی فطرت ہے اسلئے بھلائی میں مستحسن اور برائی کو حرام قرار دیا مگر عام جاہلوں اور بعض مدعیان علم میں عام طور پر جو دیوان حافظ قرآن مجید وغیرہ سے فال لینے کا چرچا ہے وہ قطعاً حرام اور کہانت میں داخل ہے اسلام میں ایسا طریقہ کوئی نہیں ہے جس سے علم غیب حاصل ہو سکے یا آیندہ کے واقعات پر کوئی فیصلہ کیا جائے، بارش کے متعلق نچھتر سے فیصلہ کرنا یا یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں ستارہ نے بارش دی عرب جاہلیت اور کفار کا قدیم دستور تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید فرما کر اعلان کیا کہ یہ شرک ہے، اس قسم کے وہمی امور اسلام کے سراسر خلاف اور کفریات ہیں۔

هذه النجوم لثلاث، زينة للسماء، ورجومًا للشياطين، وعلامات يهتدى بها، فمن تاول فيها غير ذلك اخطأ واضاع نصيبه وتكلف مالا علم له به انتهى۔

تارے تین باتوں کے لئے بنائے ہیں (۱) آسمان کی زینت (۲) شیطانوں کی مار۔ (۳) سمت و راستہ معلوم کرنے کی علامتیں، سو جس نے ان باتوں کے علاوہ کچھ اور سمجھا خطا کی، اور اپنا آخرت کا حصہ ضائع کیا۔

اور اس چیز کا تکلف کیا جس کا اسے علم نہیں، بخاری کی عبارت ختم ہوئی۔

وكره قتادة تعلم منازل القمر ولم يرخص ابن عيينة فيه ذكره حرب عنهما، ورخص فى تعلم المنازل احمد واسحق

قتادہ نے چاند کی منزلوں کا سیکھنا مکروہ بتایا ابن عیینہ نے بھی اس کی اجازت نہ دی، حرب نے یہ دونوں روایتیں بیان کیں ہیں، امام احمد اور اسحٰق نے منازل کے سیکھنے کی اجازت دی (۱)۔

وعن ابى موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة لا يدخلون الجنة مدمن الخمر، ومصدق بالسحر، وقاطع الرحم۔ رواه احمد وابن حبان فى صحيحه۔

ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص جنت میں نہ جائیں گے (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) جادو کی تصدیق کرنے والا (۳) رشتہ قطع کرنے والا۔ احمد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی۔

فيه مسائل

الاولى الحكمة فى خلق النجوم

الثانية الرد على من زعم غير ذلك

الثالثة ذكر الخلاف فى تعلم المنازل

الرابعة الوعيد فيمن صدق بشئ من السحر ولو عرف انه باطل

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) تاروں کے بنانے میں کیا حکمت ہے۔

(۲) جو اس کے سوا سمجھے، اس کا رد۔

(۳) چاند کے منازل سیکھنے کی بابت علماء کا اختلاف۔

(۴) اس کی بابت سخت سزا جو کسی قسم کے جادو کی تصدیق کرے، اگرچہ اسے باطل بھی سمجھے۔

باب ما جاء فى الاستسقاء بالانواء

تاروں کے اثر (نچھتر) سے بارش کا اعتقاد کرنا

وقول الله تعالى وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ۔ ۸۲-۵۶

اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اور تم اپنا شکریہ کرتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔

(۱) فن نجوم جو غیب دانی اور نجوم کے اثرات بتاتا ہے وہ سرتاپا غلط اور اس کا سیکھنا حرام ہے۔ مگر منازل قمر اور تاروں کے طلوع و غروب و مقامات کو جاننا جائز بلکہ بعض وقت ضروری ہے۔

وعن ابی مالك الاشعری رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اربع فی امتی من امر الجاهلية لا يتركونهن الفخر بالاحساب والطعن فی الانساب والاستسقاء بالنجوم، والنياحة، وقال النائحة اذا لم تتب قبل موتها تقام يوم القيمة وعليها سربال من قطران ودرع من جرب رواه مسلم

ابومالک اشعری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت میں چار جاہلیت کی باتیں ایسی ہیں کہ انہیں نہ چھوڑیں گے۔ (۱) اپنے حسب نسب پر فخر کرنا۔ (۲) دوسرے کے نسب پر طعنہ کرنا (۳) تاروں سے بارش کا اعتقاد رکھنا۔ (۴) مردوں پر نوحہ کرنا، پھر فرمایا جو عورت نوحہ کرے اور موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے روز قیامت تارکول کا کرتہ اور خارش کی کرتی پہنائی جائیگی (مسلم)

ولهما عن زيد بن خالد رضی الله عنه قال صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالحديبية على اثر سماء كانت من الليل فلما انصرف اقبل على الناس، فقال هل تدرون ماذا قال ربكم؟ قالوا الله ورسوله اعلم، قال قال اصبح من عبادی مومن بی و كافر، فاما من قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذلك مومن بی وكافر بالكوكب، واما من قال مطرنا بنوء كذا وكذا فذلك كافر بی مومن بالكوكب،

بخاری و مسلم میں زید بن خالد جہنی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (صبح) کی نماز حدیبیہ میں ایسی رات پڑھائی، جس میں بارش ہوئی تھی جب آپ نے سلام پھیرا، تو لوگوں کی طرف منہ کرکے فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ بولے اللہ و رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آج صبح میرے بہت سے بندے مومن ہو گئے اور بہت سے کافر۔ پس جو بولا، کہ ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی، وہ مجھ پر ایمان لایا، اور تاروں سے کافر ہوا، اور جس نے کہا، ہمیں فلاں فلاں نچھتر سے بارش ہوئی، وہ مجھ سے کافر ہوا، اور تاروں پر ایمان لایا۔

ولهما من حديث ابن عباس معناه وفيه قال بعضهم لقد صدق نوء كذا وكذا، فانزل الله هذه الآيات، فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ (۷۵) وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ (۷۶) إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ (۷۷) فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ (۷۸) لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (۷۹) تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (۸۰) أَفَبِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ (۸۱) وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ (۸۲)

بخاری و مسلم نے ابن عباس سے بھی اسی طرح روایت کیا۔ اور اس میں یہ ہے بعض کہتے ہیں فلاں فلاں نچھتر سچ ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں، سو ہرگز نہیں، میں تاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں، بیشک یہ بڑی قسم ہے۔ اگر تم سمجھو، بلاشبہ یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ دفتر میں، جسے صرف پاک فرشتے چھو سکتے ہیں سارے جہان کے پروردگار نے اتارا، کیا اس بات سے تم سستی کرتے ہو، اور اپنا شکر یہ کرتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الاولى تفسير آية الواقعة.
الثانية ذكر الاربع التي من امر الجاهلية
الثالثة ذكر الكفر في بعضها.
الرابعة ان من الكفر مالا يُخرج عن الملة
الخامسة قوله اصبح من عبادي مومن بي وكافر بسبب نزول الرحمة.
السادسة التفطن للايمان في هذا الموضع
السابعة التفطن للكفر في هذا الموضع
الثامنة التفطن لقوله لقد صدق نوء كذا وكذا
التاسعة اخراج العالم لتعليم المسالة بالاستفهام عنها لقوله اتدرون ماذا قال ربكم؟
العاشرة وعيد النائحة

اس میں (۱۰) مطالب ہیں

(۱) سورہ واقعہ کی آیتوں کی تفسیر۔
(۲) جاہلیت کی چار باتوں کا بیان۔
(۳) کفر بھی ان باتوں میں ہے۔
(۴) بعض کفر (عملی) اسلام سے خارج نہیں کرتا[1]۔
(۵) یہ فرمانا کہ میرے بعض بندے آج صبح اس رحمت کے اترنے سے مجھ سے کافر ہو گئے اور بعضے مؤمن۔
(۶) اس جگہ جو ایمان فرمایا اسے اچھی طرح سمجھنا چاہیئے۔
(۷) اس جگہ جو کفر ہے اسے بھی سمجھنا چاہیئے۔
(۸) اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ "فلاں فلاں نچھتر سچ ہوا" اس کے کیا معنی ہیں۔
(۹) عالم کا کسی مسئلہ کو تعلیم کے لئے سوال وجواب کی صورت میں پیش کرنا کیونکہ آپ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو، اللہ نے کیا فرمایا؟
(۱۰) نوحہ کرنے والی کی سزا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ

۲-۱۶۵

بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے سوا ایسے شریک بناتے ہیں جن سے اللہ کی سی محبت کیا کرتے ہیں

وقول الله تعالیٰ۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ | اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، کہدے اگر تمہارے باپ دادا

(۱) کفر اصلی جحود وعناد ہے، یعنی اللہ ورسول کی باتوں کو نہ ماننا، ان میں دل کی تسلی نہ ہونا۔ باقی آپس میں جنگ نماز نہ پڑھنا وغیرہ کفر کے اعمال ہیں، گویا کفر اعتقادی وعملی دو قسم کا ہوا۔ اعتقادی اصلی کفر ہے، عملی کفر کی وجہ سے انسان کافر نہیں ہو جاتا۔

وَاَبْنَاۤءُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ - ۹-۲۴

اور بیٹے بیٹیاں اور بھائی بہن اور خاوند بیوی اور تمہارا کنبہ اور تمہارا وہ مال جسے تم نے کمایا اور تمہاری وہ سوداگری جس کے نقصان کا خوف کرتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، یہ سب زیادہ محبوب ہوں اللہ ورسول سے اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے سو انتظار کرو۔ یہانتک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین اخرجاہ

انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنی اولاد اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے، بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا۔

ولھما عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان، ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما، وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر بعد اذ انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یقذف فی النار، وفی روایۃ لا یجد احد حلاوۃ الایمان حتی الی اٰخرہ۔

اور بخاری ومسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں کہ یہ جس میں ہوں ان کی بدولت وہ ایمان کا مزہ پائیگا (۱) اللہ ورسول کو سب سے زیادہ اپنے دل میں محبوب سمجھے (۲) کسی شخص سے محض اللہ کے لئے محبت کرے (۳) کفر میں جانا اس قدر ناپسند کرے جس طرح کہ آگ میں گرنا ناپسند کرتا ہے، ایک روایت میں اس طرح ہو کہ کسی کو ایمان کا مزہ نہیں ملتا جب تک کہ یہ تینوں باتیں نہ ہوں، آخر تک۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما من احب فی اللہ ووالی فی اللہ وعادی فی اللہ فانما تنال ولایۃ اللہ بذلک ولن یجد عبد طعم الایمان وان کثرت صلاتہ وصومہ حتی یکون کذلک وقد صارت عامۃ مواخاۃ الناس علی امر الدنیا وذلک لا یجدی علی اھلہ شیئا، رواہ ابن جریر وقال ابن عباس فی قولہ وتقطعت بھم الاسباب۔ ۲-۱۶۶

ابن عباس نے کہا جس نے اللہ کے لئے محبت کی، اور اسی کے لئے دوستی قائم کی، اسی کے بارہ میں عداوت کی، تو اللہ کی دوستی صرف اسی سے حاصل ہوتی ہے ہرگز کوئی بندہ ایمان کا مزہ نہیں پاتا، اگرچہ بکثرت نماز پڑھے اور بہت سے روزے رکھے جب تک کہ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اس میں نہ ہو، آج عام لوگوں کی محبت صرف دنیاوی معاملات پر موقوف ہے، یہ اللہ کے یہاں کچھ بھی نفع نہیں دے گی۔ ابن جریر نے اسے روایت کیا، ابن عباس نے اس آیت "اور کٹ جائینگے

قال المودة

فِيهِ مَسَائِلُ

الاولى تفسير اٰية البقرة

الثانية تفسير اٰية براءة

الثالثة وجوب محبته صلى الله عليه وسلم على النفس والاهل والمال

الرابعة نفي الايمان لا يدل على الخروج من الاسلام

الخامسة ان للايمان حلاوة قد يجدها الانسان وقد لا يجدها

السادسة اعمال القلب الاربع التي لا تنال ولاية الله الا بها ولا يجد احد طعم الايمان الا بها۔

السابعة فهم الصحابي للواقع ان عامة المواخاة على امر الدنيا

الثامنة تفسير وتقطعت بهم الاسباب

التاسعة ان من المشركين من يحب الله حبا شديدا

العاشرة الوعيد على من كان الثمانية احب اليه من دينه

ان کے تمام سلسلے"، کی یہ تفسیر کی ہے کہ اسباب، کے معنی دوستی اور تعلقات ہیں۔

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

(۱) سورہ بقرہ کی تفسیر۔

(۲) آیۃ براءۃ کی تفسیر

(۳) آپ کی محبت کا فرض ہونا، اور اس کا اپنی جان اپنی اولاد اور مال سے بڑھ کر ہونا۔

(۴) یہ فرمانا کہ ایمان نہیں لاتا، اس نفی سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔[1]

(۵) ایمان کی حلاوت ہے، جسے کبھی انسان پاتا ہے اور کبھی نہیں پاتا۔

(۶) دل کے چاروں کام (حب فی اللہ، بغض فی اللہ، موالاۃ، معاداۃ) جن کے بغیر اللہ کی محبت و نصرت نہیں ملتی اور نہ کسی کو ایمان کا مزہ ان کے بغیر مل سکتا ہے۔

(۷) صحابی کا حقیقت حال کو سمجھنا کہ اب عموماً دنیاوی معاملات میں محبت ہوتی ہے۔

(۸) آیۃ وتقطعت بهم الاسباب کی تفسیر

(۹) بعض مشرکین بھی اللہ کی بہت محبت رکھتے ہیں۔

(۱۰) جن کے نزدیک یہ آٹھ چیزیں[2] اپنے دین سے زیادہ محبوب ہوں اس کی سزا۔

[1] اس جگہ مؤلف کا عام حکم صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ جب کسی شخص کے دل میں اللہ و رسول کی سچی محبت سب سے زیادہ نہ ہو تو اس کا ایمان ہی نہیں رہے رہا ظاہراً اسلام میں رہنا یہ دوسری بات ہے۔ منافق بھی بظاہر مسلمان کہلاتے تھے اور ان پر اسلام کے احکام جاری ہوا کرتے تھے، مگر درحقیقت مسلمان نہ تھے، پس جو شخص اللہ و رسول کی سچی محبت میں ڈوبا ہوا نہ ہو، وہ قطعاً مسلمان نہیں ہے یہ اسلام و ایمان سے خارج محض نام کا مسلمان ہے، حضرت عمر سے آپ کی گفتگو اسی بات کو ظاہر کرتی ہے ہاں ایسے شخص کو تعلیم دی جائے گی اور اسے چاہئے کہ سوچ سمجھ کر جلد توبہ کرے، ورنہ یقین رکھے کہ ایسا جھوٹا اسلام اللہ کے نزدیک بیکار اور اس کے عمل برباد ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ [2] باپ بیٹے وغیرہ۔

الحادیة عشرة ان من اتخذ ندا تساوی محبته محبة الله فهو الشرك الاكبر

(۱۱) جس نے کسی غیر اللہ کی ایسی محبت کی جو اللہ کی محبت کے برابر ہو تو یہی شرک اکبر[۱] ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی

باب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان میں

اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

بلاشبہ یہ شیطان ہے جو اپنے ماننے والوں کو ڈراتا ہے، سو تم ان سے نہ ڈرو۔ اور مجھ ہی سے ڈرو۔ اگر ایمان رکھتے ہو۔

وقولہ تعالیٰ: اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ۔ ۱۸-۹

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بلاشبہ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں۔ پس امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پائیں۔

وقولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور لوگوں میں ایسے ہیں کہ کہتے ہیں

(۱) حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اور موالاۃ فی اللہ اور معاداۃ فی اللہ وہ اہم ترین اسلامی جز ہیں جن کے نہ ہونے سے اسلام و ایمان تو فنا ہوتا ہی ہے۔ مگر دنیا کی عزت و جاہ ملک و سلطنت بھی فنا ہو جاتی ہے اللہ و رسول کی سچی محبت کے یہ معنی ہیں کہ دنیا کی کوئی حکومت رسم و رواج خاندانی فیصلہ، اپنی خواہش کسی وقت بھی شرع کے فیصلہ پر مقدم نہ ہو۔ ہمیشہ شرع کو سب سے بالاتر اور سب پر فوق رکھا جائے، اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری بات پر مطلق توجہ نہ کی جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہی چیز رب و الٰہ بن گئی، خواہ کوئی سلطنت ہو، یا امام و عالم، ولی و قطب ہو یا فقیر و جوگی، باپ بیٹا ہو یا اور کچھ، محبت کی شناخت کیونکر ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ محبوب کی عادات و اطوار، چال چلن، طرز و ادا پیاری معلوم ہوں، اس کے طریقے کو بلا چون و چرا تسلیم کرے، اس کے فرمان میں حیلہ و حجت نہ کرے، اس کے حکم کے سامنے کسی غیر کے حکم کو نہ سنے آج ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے گریبان میں نظر ڈال کر دیکھے کہ وہ اللہ و رسول کی کس قدر محبت رکھتا ہے اور غیر اللہ کی محبت میں کس قدر غرق و فنا ہو رہا ہے اس محبت صادقہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رشتہ ناتہ چھوڑ کر اللہ والوں سے خالص محبت اور اللہ کے دشمنوں سے خالص عداوت ہوگی، یہ ایک اعلیٰ قسم کی کسوٹی ہے آؤ ہم سب اس پر اپنے ایمان و اسلام کی جانچ کریں۔ اگر صحیح نہیں ہے تو آئندہ اصلاح کر کے صحیح کر لیں، ورنہ اسلام کے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہئے۔ اللہ نیک توفیق دے۔ آمین۔

فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ

٢٩ - ١٠٠

ہم اللہ پر ایمان لائے، سو جب انہیں اللہ کے بارے میں ایذا پہنچتی ہے تو لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھتے ہیں، اور اگر کوئی اللہ کی فتح ملے تو کہتے ہیں بیشک ہم تمہارے ساتھ تھے، کیا اللہ لوگوں کے دلوں کی باتیں نہیں جانتا؟

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ مرفوعاً ان من ضعف الیقین ان ترضی الناس بسخط اللہ وان تحمدھم علی رزق اللہ وان تذمھم علی ما لم یوتک اللہ، ان رزق اللہ لا یجرہ حرص حریص ولا یردہ کراھیۃ کارہ۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی کمزوری یہ ہے کہ تو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرے، اور یہ کہ اللہ کے رزق پر لوگوں کی تعریف کرے اور ان کی اس بات پر برائی کرے جو اللہ نے تجھے نہ دی، اللہ کے رزق کو حریص کا حرص نہیں لاتا، نہ ناپسند کرنیوالے کی ناپسندیدگی اسے پھیر دیتی ہے

وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من التمس رضی اللہ بسخط الناس رضی اللہ عنہ وارضی عنہ الناس، ومن التمس رضی الناس بسخط اللہ سخط اللہ علیہ واسخط علیہ الناس۔ رواہ ابن حبان فی صحیحہ

بی عائشہ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ کو خوش کرنا چاہے، اگرچہ لوگ ناراض ہوں اللہ اس سے راضی ہوگا، اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کرے گا، اور جو لوگوں کی خوشی چاہے اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس پر ناراض ہوگا، اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کرے گا۔ اسے ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا۔

فیہ مسائل

الاولی تفسیر آیۃ آل عمران

الثانیۃ تفسیر آیۃ براءۃ۔

الثالثۃ تفسیر آیۃ العنکبوت۔

الرابعۃ ان الیقین یضعف ویقوی

الخامسۃ علامۃ ضعفہ ومن ذلک ھذہ الثلثۃ

السادسۃ ان اخلاص الخوف للہ من الفرائض

اس میں (٨) مطالب ہیں

(١) آیہ آل عمران کی تفسیر۔

(٢) آیہ براءۃ کی تفسیر۔

(٣) آیہ عنکبوت کی تفسیر

(٤) ایمان ویقین میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

(٥) ایمان کے ضعف کی نشانی، اور یہ تینوں باتیں اسی میں سے ہیں۔ (١)

(٦) اللہ کا خالص خوف رکھنا فرض ہے۔

(١) اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنا، اللہ کے رزق پر لوگوں کی تعریف کرنا، اللہ کے نہ دینے پر لوگوں کی مذمت کرنا۔

السابعة ذکر ثواب من فعله
الثامنة ذکر ثواب من ترکه

(۷) جو یہ کام کرے اس کی فضیلت کا بیان۔
(۸) جو ایسا نہ کرے اس کی سزا کا بیان

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان کہ

وَعَلَى اللهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

صرف اللہ پر بھروسہ کرو، اگر تم ایمان رکھتے ہو،

وقوله تعالیٰ، ومن یتوکل علی الله فهو حسبه
۳ - ۶۵

وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ قالها ابراهیم علیه السلام حین القی فی النار۔ وقالها محمد صلی الله علیه وسلم حین قالوا له ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوهم فزادهم ایمانا
۳ - ۱۷۳

رواه البخاری والنسائی

اور فرمایا، اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ بس ہے۔
ابن عباس نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ (ہمیں اللہ بس ہے اور وہی بہتر کارساز ہے) ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں گرتے وقت کہا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا جبکہ لوگوں نے (احد کے بعد) آپ سے کہا بیشک دشمن تمہارے لئے فوجیں جمع کر رہے ہیں ان سے ڈرو، پس اس سے ان کا ایمان بڑھا، اسے بخاری اور نسائی نے روایت کیا۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الاولی ان التوکل من الفرائض
الثانية انه من شروط الایمان
الثالثة تفسیر اٰیة الانفال.
الرابعة تفسیر الاٰیة فی اٰخرها
الخامسة تفسیر اٰیة الطلاق
السادسة عظم شان هذه الکلمة انها قول ابراهیم علیه السلام ومحمد صلی الله علیه وسلم فی الشدائد

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) توکل فرض ہے۔
(۲) توکل ایمان کے لئے ضروری ہے۔
(۳) آیہ سورۂ انفال کی تفسیر
(۴) سورۂ انفال کے آخر کی آیہ کی تفسیر
(۵) آیہ سورہ طلاق کی تفسیر
(۶) حسبنا اللہ ونعم الوکیل کی فضیلت کہ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت کے وقت کہا تھا۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ

پس کیا وہ اللہ کے مکر سے بے خوف ہو گئے؟ اللہ کے مکر سے بجز ٹوٹا پانے والوں کے کوئی بے خوف نہیں ہوتا

وقوله وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ - ۵۶-۱۵ ۹۹

اور کون اپنے رب کی رحمت سے ناامید ہو سکتا ہے بجز گمراہوں کے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سئل عن الکبائر قال الشرك باللہ والیاس من روح اللہ، والامن من مکر اللہ۔

ابن عباس کہتے ہیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑے بڑے گناہوں (کبائر) کی بابت سوال ہوا، آپ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا، اور اللہ کے مکر سے بے خوف ہونا۔

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال اکبر الکبائر الاشراك باللہ والامن من مکر اللہ والقنوط من رحمۃ اللہ۔ والیاس من روح اللہ۔ رواہ عبد الرزاق

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے، اور اللہ کے مکر سے بے خوف ہونا اور اللہ کی رحمت وکرم سے ناامید ہونا، اسے عبد الرزاق نے روایت کیا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۴) مطالب ہیں

الاولی تفسیر اٰیۃ الاعراف۔

(۱) آیہ سورہ اعراف کی تفسیر۔

الثانیۃ تفسیر اٰیۃ الحجر۔

(۲) آیہ سورہ حجر کی تفسیر۔

الثالثۃ شدۃ الوعید فیمن امن مکر اللہ

(۳) جو خدا کے عذاب ومکر سے بے خوف ہو اس کی سزا۔

الرابعۃ شدۃ الوعید فی القنوط۔

(۴) خدا کی رحمت سے ناامید ہونے والے کی سزا۔

بَابٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ الصَّبْرُ عَلٰی اَقْدَارِ اللّٰہِ

اس بات کا باب کہ اللہ پر سچے ایمان لانے میں سے اسکی تقدیر پر صبر کرنا بھی ہے

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ
۶۴-۱۱

اور اللہ کا فرمان، اور جو اللہ پر ایمان لائے گا وہ اسکے دل کو ہدایت کرے گا (۱)

قَالَ عَلْقَمَۃُ ھُوَ الرَّجُلُ تُصِیْبُہُ الْمُصِیْبَۃُ فَیَعْلَمُ اَنَّھَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ فَیَرْضٰی وَیُسَلِّمُ

علقمہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جسے کوئی مصیبت پہونچے، پس وہ یہ سمجھے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اسلئے اس پر خوش ہو اور تسلیم کرے۔

وَفِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِثْنَتَانِ فِی النَّاسِ ھُمَا بِھِمْ کُفْرٌ، اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَۃُ عَلَی الْمَیِّتِ

صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگوں میں دو باتیں کفر کی ہیں، ایک حسب ونسب پر طعنہ زنی کرنا، دوسری میت پر نوحہ کرنا۔

وَلَھُمَا عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ

بخاری و مسلم میں ابن مسعود سے ہے کہ آپ نے فرمایا، ہم میں سے نہیں جو گال پر مارے اور گریبان پھاڑے، اور جاہلیت کی آواز پکارے۔ (۲)

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الْخَیْرَ عَجَّلَ لَہُ بِالْعُقُوْبَۃِ فِی الدُّنْیَا، وَاِذَا اَرَادَ بِعَبْدِہِ الشَّرَّ اَمْسَکَ عَنْہُ بِذَنْبِہٖ حَتّٰی یُوَافِیَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ اپنے بندے سے بھلائی چاہتا ہے تو اس کے واسطے دنیا میں سزا کی جلدی کرتا ہے، اور جب کسی بندے سے برائی چاہتا ہے تو اسکے گناہ کو روک لیتا ہے یہاں تک کہ روز قیامت اس کا بدلہ دیوے۔

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑا صلہ بڑی مصیبت

(۱) پوری آیت اس طرح ہے مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ کوئی مصیبت بھی بجز اللہ کے حکم کے نہیں پہنچتی اور جو اللہ پر ایمان لائے گا وہ اس کے دل کو ہدایت کرے گا اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے اسکے معنی صاف ہیں کہ رنج وراحت صرف اللہ کی طرف سے ہے۔

(۲) جاہلیت کی دو آوازیں ہیں ایک میت پر نوحہ وا ویلا کرنا اور اسکے ناموں کو لیکر اسکے کاموں کا اظہار کرنا کہ یہ ایسا ویسا تھا دوسری جاہلیت کی پکار جنگ و عصبیت کے وقت ہوا کرتی تھی کہ ہر قبیلہ اپنے باپ دادا کے نام پر لوگوں کو بلاتا تھا، آج کل دونوں باتیں موجود ہیں، میت پر نوحہ بھی کرتے ہیں، اور خاندانی عصبیت کو بھی از سر نو زندہ کر رہے ہیں، کوئی قریشی بنا ہوا ہے کوئی اپنی صنعت والوں کی حمایت پر کھڑا ہوا ہے جیسے مؤمنین کی جماعت، کوئی پنجابی قوم کے واسطے کام کرتا ہے کوئی کسی ملک کے نام سے تعصب پھیلا رہا ہے حالانکہ اسلام ان سب سے بالا تر ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِیَ فَلَهُ الرِّضَاءُ وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ، حَسَّنَهُ التِّرْمِذِیُّ۔

کے عوض ہوتا ہے، اور بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے ان کی جانچ بھی کرتا ہے، پس جو خوش ہو اس کے واسطے خوشی ہے اور جو ناراض ہو اس کے واسطے ناراضگی، اسے ترمذی نے حسن کہا۔

فِیْهِ مَسَائِلُ

الْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اٰیَةِ التَّغَابُنِ۔
الثَّانِیَةُ اَنَّ هٰذَا مِنَ الْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ۔
الثَّالِثَةُ الطَّعْنُ فِی النَّسَبِ
الرَّابِعَةُ شِدَّةُ الْوَعِیْدِ فِیْمَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ
الْخَامِسَةُ عَلَامَةُ اِرَادَةِ اللّٰهِ بِعَبْدِهِ الْخَیْرَ
السَّادِسَةُ اِرَادَةُ اللّٰهِ بِهِ الشَّرَّ۔
السَّابِعَةُ عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ لِلْعَبْدِ
الثَّامِنَةُ تَحْرِیْمُ السَّخَطِ
التَّاسِعَةُ ثَوَابُ الرِّضٰی بِالْبَلَاءِ

اس میں (۹) مطالب ہیں

(۱) آیہ سورہ تغابن کی تفسیر۔
(۲) ہر قسم کی تقدیر پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانے میں داخل ہے۔
(۳) حسب و نسب پر طعنہ کرنا کفر کا کام ہے۔
(۴) اس شخص کی سخت سزا جو گال پر مارے گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔
(۵) اللہ کے اپنے بندے سے بھلائی کے ارادہ کی پہچان
(۶) اللہ کے اپنے بندے سے برائی کے ارادہ کی پہچان۔
(۷) اللہ کی اپنے بندے کے محبت کی علامت۔
(۸) اللہ کی تقدیر پر ناراض ہونا حرام ہے۔
(۹) مصیبت پر راضی ہونے کا ثواب۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی الرِّیَاءِ

ریاء کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالیٰ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اَحَدًا۔ ۱۸-۱۱۰۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہدے کہ میں تم جیسا ہی ایک آدمی ہوں، میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے سو جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَرْفُوْعًا قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ مَعِیَ فِیْهِ غَیْرِیْ

ابو ہریرہ کہتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شرکت والوں میں زیادہ بے پرواہ ہوں شرک سے، جو کوئی ایسا کام کرے جس میں میرے ساتھ کسی غیر کو

تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ۔ رواہ مسلم

شریک کرے، تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں، مسلم نے روایت کیا۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ مَرْفُوْعًا اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَیْكُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ قَالُوْا بَلٰی، قَالَ الشِّرْكُ الْخَفِیُّ یَقُوْمُ الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ

ابو سعید خدری کہتے ہیں آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا خوف مجھے تم پر مسیح دجال سے زیادہ ہے؟ بولے ہاں، فرمایا شرک خفی، اس طرح کہ ایک شخص نماز کے لئے کھڑا ہو پھر اپنی نماز کو محض کسی آدمی کے دیکھنے کے لئے عمدہ پڑھے۔ احمد نے روایت کیا۔

فِیْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۶) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اٰیَةِ الْكَهْفِ

اَلثَّانِیَةُ الْاَمْرُ الْعَظِیْمُ فِیْ رَدِّ الْعَمَلِ الصَّالِحِ اِذَا دَخَلَهُ شَیْءٌ لِغَیْرِ اللّٰهِ

اَلثَّالِثَةُ ذِكْرُ السَّبَبِ الْمُوْجِبِ لِذٰلِكَ وَهُوَ كَمَالُ الْغِنٰی۔

اَلرَّابِعَةُ اَنَّ مِنَ الْاَسْبَابِ اَنَّهُ خَیْرُ الشُّرَكَاءِ

اَلْخَامِسَةُ خَوْفُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَصْحَابِهِ مِنَ الرِّیَاءِ۔

اَلسَّادِسَةُ اَنَّهُ فَسَّرَ ذٰلِكَ اَنَّ الْمَرْءَ یُصَلِّیْ لِلّٰهِ لٰكِنْ یُزَیِّنُهَا لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ۔

(۱) آیۃ کہف کی تفسیر۔

(۲) یہ عظیم الشان فیصلہ کہ جس کام میں اللہ کے ساتھ دوسرا شریک کیا جائے وہ مردود ہے۔

(۳) اس کے مردود ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز سے بالکل مستغنی ہے۔

(۴) ایک سبب یہ ہے کہ وہ تمام شریکوں میں بہتر و برتر ہے

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ پر ریا سے خوف کرنا۔

(۶) ریا کی تفسیر آپ نے اس طرح فرمائی کہ کوئی اللہ کے لئے نماز پڑھے مگر کسی کے دکھانے کے واسطے اسے خشوع سے ادا کرے۔

بَابٌ مِنَ الشِّرْكِ اِرَادَةُ الْاِنْسَانِ بِعَمَلِهِ الدُّنْیَا

اس بات کا بیان کہ شرک میں سے یہ ہے کہ کوئی اپنے عمل سے محض دُنیا طلب کرے

وَقَوْلُهُ تَعَالٰی مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَهُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ۔ ۱۵۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ۔ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان جو کوئی صرف دنیا کی زندگی اور اسی کی زیب و زینت چاہے، ہم ایسوں کو ان کے عمل کا نتیجہ دنیا میں دیدیتے ہیں اور ان کے لئے اس میں کچھ کمی نہیں کی جاتی یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے واسطے آخرت میں بجز آگ کے کچھ نہیں اور ان کے دنیا کے سب کام

وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ ۱۶-۱۱

فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ. تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيْلَةِ ۔ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ ۔ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيْكَ فَلَا انْتُقِشَ، طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِي سَبِيْلِ اللهِ، اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةً قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ ۔ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ ۔ إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ۔

دنیا میں ہی برباد اور تلف کر دیئے جاتے ہیں۔

صحیح (بخاری) میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اشرفی کا بندہ بدبخت ہے، روپیہ کا بندہ بھی بدبخت ہے، چادر اور کھیس کا بندہ بھی بدبخت ہے، اگر اسے دیا جائے خوش ہوتا ہے اور اگر نہ دیا جائے ناراض ہو جاتا ہے، یہ بدبخت ہو، اور ٹھوکر کھائے، اور جب اسے کانٹا لگے نہ نکالا جائے، خوشخبری ہو اس بندے کو کہ اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے پراگندہ سر، خاک آلود قدم، اگر پہرے پر ہے تو پہرے پر، اور اگر فوج کے پچھلے حصہ میں ہے تو اس میں۔ اگر رخصت مانگے رخصت نہ ملے اور اگر سفارش کرے تو کوئی نہ سنے۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰى اِرَادَةُ الْاِنْسَانِ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَةِ

الثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ هُوْدَ

الثَّالِثَةُ تَسْمِيَةُ الْاِنْسَانِ الْمُسْلِمِ عَبْدَ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْخَمِيْصَةِ۔

الرَّابِعَةُ تَفْسِيْرُ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ

الْخَامِسَةُ قَوْلُهٗ تَعِسَ وَانْتَكَسَ۔

السَّادِسَةُ قَوْلُهٗ وَاِذَا شِيْكَ فَلَا انْتُقِشَ۔

اَلسَّابِعَةُ الثَّنَاءُ عَلَى الْمُجَاهِدِ الْمَوْصُوْفِ بِتِلْكَ الصِّفَاتِ۔

اس میں (۷) مطالب ہیں

(۱) انسان کا آخرت کے کام سے دنیا کی نیت کرنا۔

(۲) آیۃ ہود کی تفسیر

(۳) مسلمانوں کو اشرفی، روپیہ اور کپڑے کا بندہ بتانا۔

(۴) اس کی تشریح اس طرح کہ اگر اسے دیا جائے تو خوش ہو ورنہ ناراض ہو جائے۔

(۵) اس کے واسطے بددعا کرنا کہ یہ بدبخت ہو اور ٹھوکر کھائے

(۶) یہ فرمانا کہ جب اسے کانٹا لگے تو نہ نکالا جائے۔

(۷) مجاہد مذکور کی تعریف جس کا بیان آپ نے فرمایا۔

بَابُ مَنْ اَطَاعَ الْعُلَمَاءَ وَالْاُمَرَآءَ فِیْ تَحْرِیْمِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ اَوْ تَحْلِیْلِ مَا حَرَّمَهٗ فَقَدِ اتَّخَذَهُمْ اَرْبَابًا

اس بات کا بیان کہ جس نے علماء اور حاکموں کی اطاعت حلال کے حرام کرنے یا حرام کے حلال کرنے میں کی سو اس نے ان کو رب بنا دیا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یُوْشِكُ اَنْ تَنْزِلَ عَلَیْكُمْ حِجَارَةٌ مِّنَ السَّمَآءِ اَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُوْنَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ

ابن عباس رضؓ نے کہا قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں، میں کہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور تم کہتے ہو ابوبکر و عمر نے کہا

※

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَجِبْتُ لِقَوْمٍ عَرَفُوا الْاِسْنَادَ وَصِحَّتَهٗ یَذْهَبُوْنَ اِلٰی رَاْیِ سُفْیَانَ وَاللّٰهُ تَعَالٰی یَقُوْلُ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ ۲۴-۶۳-
اَتَدْرِیْ مَا الْفِتْنَةُ اَلْفِتْنَةُ الشِّرْكُ لَعَلَّهٗ اِذَا رَدَّ بَعْضَ قَوْلِهٖ اَنْ یَّقَعَ فِیْ قَلْبِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الزَّیْغِ فَیَهْلِكُ

احمد بن حنبل نے کہا میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو حدیث کی سند اور صحت معلوم کرنے کے بعد سفیان ثوری کی رائے پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "سو ڈریں وہ لوگ کہ آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس سے کہ انہیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے تجھے معلوم ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ فتنہ شرک ہے۔ شاید امام احمد کا مقصد یہ ہو، کہ جب نبی حضرت کی حدیث رد کرے اس کے دل میں کچھ کجی پڑ جائے پس وہ ہلاک ہو جائے۔

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَاُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ ۹-۳۱-
فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ قَالَ اَلَیْسَ یُحَرِّمُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُوْنَهٗ وَیُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتُحِلُّوْنَهٗ۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں میں آنحضرت کے پاس آیا آپ سورہ براءۃ کی یہ آیت پڑھ رہے تھے "ان لوگوں نے اپنے مولویوں (پادری اور پیروں) کو رب بنایا اللہ کے سوا، اور مسیح بن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں صرف ایک معبود کی عبادت کا حکم ہوا تھا جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ان کے ہر قسم کے شرک سے پاک ہے" میں بولا "ہم نے ان کی عبادت نہیں کی" آپ نے فرمایا، کیا وہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام نہیں کرتے جسے تم بھی حرام سمجھتے ہو اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو

فَقُلْتُ بَلٰى. قَالَ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ

حلال نہیں کرتے جسے تم حلال سمجھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں فرمایا یہی ان کی عبادت ہے، احمد نے روایت کیا اور ترمذی نے بھی اسے روایت کیا اور حسن کہا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْأُوْلٰى تَفْسِيْرُ اٰيَةِ النُّوْرِ.
الثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ بَرَاءَةَ.
الثَّالِثَةُ التَّنْبِيْهُ عَلٰى مَعْنَى الْعِبَادَةِ الَّتِيْ أَنْكَرَهَا عَدِيٌّ
الرَّابِعَةُ تَمْثِيْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَتَمْثِيْلُ أَحْمَدَ بِسُفْيَانَ.
الْخَامِسَةُ تَغَيُّرُ الْأَحْوَالِ إِلٰى هٰذِهِ الْغَايَةِ، صَارَ عِبَادَةُ الرُّهْبَانِ هِيَ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ وَتُسَمَّى الْوِلَايَةَ، وَعِبَادَةُ الْأَحْبَارِ هِيَ الْعِلْمُ وَالْفِقْهُ. ثُمَّ تَغَيَّرَتِ الْأَحْوَالُ إِلٰى أَنْ عُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَيْسَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ، وَعُبِدَ بِالْمَعْنَى الثَّانِيْ مَنْ هُوَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) آیہ نور کی تفسیر
(۲) آیہ براءۃ کی تفسیر۔
(۳) عبادت کے معنی کا بیان جس کا عدی نے انکار کیا۔
(۴) ابن عباس کا ابوبکر و عمر کا نام لے کر کہنا اور احمد بن حنبل کا سفیان ثوری کا نام لینا
(۵) دنیا کی حالت اس درجہ بدل گئی کہ پیروں کی عبادت تمام کاموں میں افضل شمار ہونے لگی اور اسی کو "ولایت" کہتے ہیں۔ اور علماء کی عبادت کا نام علم و فقہ رکھا گیا، پھر حالت اس درجہ بدلی کہ بدکاروں کی عبادات کی جاتی ہے جو پیر بنے ہوئے ہیں اور جاہلوں کی عبادات کی جاتی ہے جو مولوی کہلاتے ہیں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بیان میں "کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی کرتے ہیں"

أَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّتَحَاكَمُوْا إِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ أُمِرُوْا أَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (۶۰) وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلٰى مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُوْلِ رَأَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۔
(۶۱) فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ۔

کہ وہ اس چیز پر ایمان لائے جو تجھ پر اور تجھ سے پہلے اتاری گئی" چاہتے ہیں کہ طاغوت کے پاس فیصلہ لیجائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا کہ اس سے کفر کریں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں ڈال دے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی طرف، تو تو دیکھتا ہے ان منافقوں کو کہ تجھ سے دور بھاگتے ہیں پس کیسا ہوگا جبکہ انہیں کوئی مصیبت

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ
اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا (۶۲) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ
عِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا،
(۶۳) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ
اللّٰهِ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (۶۴) فَلَا وَرَبِّكَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ
لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ
يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ ۶۵-۴

ان کے عمل کی بدولت پہنچے، پھر وہ تیرے پاس پہنچیں اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہم نے تو صرف بھلائی اور آشتی و صلح کا قصد کیا تھا، یہ وہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے، پس ان سے درگزر کر اور نصیحت کر، اور انہیں دل میں اثر کرنے والی بات بتا اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا، مگر صرف اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے اور اگر یہ لوگ جب کہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس آکر اللہ سے معافی مانگتے، اور رسول بھی ان کے واسطے معافی کی دعا کرتے تو بالضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے پس ہرگز نہیں تیرے رب کی قسم ہے ہرگز یہ ایمان نہ لائیں گے، یہاں تک کہ تجھے حاکم نہ مانیں اس بات میں کہ آپس میں اختلاف کریں، پھر تیرے فیصلہ سے اپنے دلوں میں کچھ خلش نہ پائیں، اور اچھی طرح سے اسے قبول کریں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۔ ۱۱-۲

اور فرمایا اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو، کہتے ہیں ہم تو صرف اصلاح کرتے ہیں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۔ ۸۵-۷

اور فرمایا: اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۔ ۵۰-۵

اور فرمایا، کیا جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ اور اللہ سے بہتر کوئی فیصلہ دے سکتا ہے۔ یقین والوں کے لئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ ۔ قَالَ النَّوَوِيُّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَيْنَاهُ فِيْ كِتَابِ الْحُجَّةِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے احکام کے تابع نہ ہو، نووی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ہم نے اسے کتاب الحجۃ میں بسند صحیح روایت کیا ہے۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَرَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ خُصُوْمَةٌ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ

شعبی کہتے ہیں ایک منافق اور ایک یہودی میں کچھ جھگڑا ہوا، یہودی بولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چلو، وہ

نَتَحَاكَمُ إِلَى مُحَمَّدٍ عَرَفَ أَنَّهُ لَا يَأْخُذُ الرِّشْوَةَ وَقَالَ الْمُنَافِقُ نَتَحَاكَمُ إِلَى الْيَهُودِ لِعِلْمِهِ أَنَّهُمْ يَأْخُذُونَ الرِّشْوَةَ، فَاتَّفَقَا أَنْ يَأْتِيَا كَاهِنًا فِي جُهَيْنَةَ فَيَتَحَاكَمَانِ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ - أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ الْآيَةَ الخ وَقِيلَ نَزَلَتْ فِي رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا فَقَالَ أَحَدُهُمَا نَتَرَافَعُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ إِلَى كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ، ثُمَّ تَرَافَعَا إِلَى عُمَرَ، فَذَكَرَ لَهُ أَحَدُهُمَا الْقِصَّةَ - فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يَرْضَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَكَذَالِكَ؟ قَالَ نَعَمْ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ -

جانتا تھا کہ آپ رشوت نہیں لیتے، منافق نے کہا یہود کے پاس چلو، کیونکہ یہ رشوت لیا کرتے تھے، پھر دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ جُہینہ کے کاہن سے اپنے مقدمہ کا فیصلہ لیں، پس یہ آیۃ نازل ہوئی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ الخ بعض نے کہا دو آدمیوں میں کچھ خصومت تھی، ایک نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو، دوسرا بولا کعب بن اشرف یہودی کے پاس چلو- پھر دونوں حضرت عمر کے پاس آئے، ایک نے پورا قصہ بتا دیا، حضرت نے اس شخص سے دریافت کیا، جو آنحضرت کے پاس جانا نہ چاہتا تھا، کہ کیا ایسا واقعہ ہے؟ اُس نے اقرار کیا، حضرت عمر نے ایک تلوار مار کر اُس کی گردن اُڑا دی۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْأُوْلَى تَفْسِيْرُ اٰيَةِ النِّسَاءِ وَمَا فِيْهَا مِنَ الْإِعَانَةِ عَلٰى فَهْمِ الطَّاغُوْتِ -

الثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْبَقَرَةِ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ الْآيَةَ -

الثَّالِثَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْأَعْرَافِ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا

الرَّابِعَةُ تَفْسِيْرُ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ -

الْخَامِسَةُ مَا قَالَ الشَّعْبِيُّ فِي سَبَبِ نُزُوْلِ الْآيَةِ الْأُوْلٰى

السَّادِسَةُ تَفْسِيْرُ الْإِيْمَانِ الصَّادِقِ وَالْكَاذِبِ

السَّابِعَةُ قِصَّةُ عُمَرَ مَعَ الْمُنَافِقِ

الثَّامِنَةُ كَوْنُ الْإِيْمَانِ لَا يَحْصُلُ لِأَحَدٍ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس میں (۸) مطالب ہیں

(۱) آیہ سورہ نساء کی تفسیر اور طاغوت کے معنے سمجھنے میں اس سے جو مدد پہنچتی ہے۔

(۲) آیہ سورہ بقرہ کی تفسیر

(۳) آیہ سورہ اعراف کی تفسیر

(۴) آیہ سورہ مائدہ افحکم الجاہلیۃ کی تفسیر

(۵) عامر شعبی تابعی نے جو آیہ نساء کا شان نزول بیان کیا۔

(۶) سچے اور جھوٹے ایمان کی تشریح۔

(۷) حضرت عمر کا منافق سے جو واقعہ ہوا۔

(۸) کسی کو ایمان نہیں حاصل ہوتا، جب تک کہ اسکی خواہش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے تابع نہ ہوجائے

بَابُ مَنْ جَحَدَ شَيْئًا مِنَ الْأَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ

اس شخص کا حکم جو اللہ کے نام یا صفات کا انکار کرے

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى، وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ - ۱۳-۳۰-

اور اللہ کا فرمان "اور وہ رحمان کا انکار کرتے ہیں، تو کہدے وہ میرا رب ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر وہی، اسی پر میں نے بھروسہ کیا، اور اسی سے میں توبہ کرتا ہوں۔

وَفِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ قَالَ عَلِيٌّ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ يُكَذَّبَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ

صحیح بخاری میں حضرت علی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں لوگوں کو وہ باتیں سناؤ جنہیں وہ پہچانیں، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ ورسول کو جھٹلائیں؟

وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا اِنْتَفَضَ لَمَّا سَمِعَ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصِّفَاتِ اِسْتِنْكَارًا لِذٰلِكَ. فَقَالَ مَا فَرَقُ هٰؤُلَاءِ يَجِدُوْنَ رِقَّةً عِنْدَ مُحْكَمِهٖ وَيَهْلِكُوْنَ عِنْدَ مُتَشَابِهِهٖ، اِنْتَهٰى، وَلَمَّا سَمِعَتْ قُرَيْشٌ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الرَّحْمٰنَ اَنْكَرُوْا ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللهُ فِيْهِمْ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ.

عبدالرزاق نے بواسطہ معمر ابن طاؤس سے روایت کی، وہ اپنے باپ طاؤس کے واسطہ سے ابن عباس سے روایت کرتا ہے، انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اسے کپکپی آگئی، جب اس نے صفات باری تعالیٰ میں آنحضرت کی کوئی حدیث سنی گویا اس نے انکار کیا۔ ابن عباس بولے ان کا ڈر عجیب ہے محکم آیتوں پر رقت ہوتی ہے اور متشابہ پر ہلاک ہوتے ہیں۔ عبدالرزاق کا کلام ختم ہوا، اور جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمان کا ذکر کرتے ہوئے سنا اس کا انکار کیا، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت یہ آیت نازل فرمائی "وہ رحمان کا انکار کرتے ہیں۔"

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى عَدَمُ الْاِيْمَانِ بِجَحْدِ شَيْءٍ مِّنَ الْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ.

(۱) اللہ کے کسی نام وصفت کے انکار سے ایمان نہیں رہتا۔

اَلثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الرَّعْدِ.

(۲) آیہ رعد کی تفسیر

اَلثَّالِثَةُ تَرْكُ الْحَدِيْثِ بِمَا لَمْ يَفْهَمِ السَّامِعُ

(۳) سننے والے کی عقل کے مطابق گفتگو کرنی چاہیے۔

الرَّابِعَةُ ذِکْرُ الْعِلَّةِ أَنَّهُ يُفْضِي إِلَى تَكْذِيبِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَلَوْ لَمْ يَتَعَمَّدِ الْمُنْكِرُ۔
الْخَامِسَةُ كَلَامُ ابْنِ عَبَّاسٍ لِمَنِ اسْتَنْكَرَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ وَأَنَّهُ أَهْلَكَهُ۔

(۴) اس کی وجہ یہ بیان کرنی کہ اللہ ورسول کو جھٹلایا جاتا ہے، اگرچہ قصداً نہ ہو۔
(۵) ابن عباس کا قول اس شخص کی بابت جس نے بعض صفات کا انکار کیا اور کہ یہ اس کی ہلاکت کا باعث ہوا۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بیان میں

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ۱۶:۸۳

وہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہوئے انکار کرتے ہیں اور اکثر ان میں سے کافر ہیں

قَالَ مُجَاهِدٌ مَا مَعْنَاهُ هُوَ قَوْلُ الرَّجُلِ هٰذَا مَالِي وَرِثْتُهُ عَنْ آبَائِي۔
وَقَالَ عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يَقُولُونَ لَوْلَا فُلَانٌ لَمْ يَكُنْ كَذَا، قَالَ ابْنُ قُتَيْبَةَ يَقُولُونَ هٰذَا بِشَفَاعَةِ آلِهَتِنَا۔
وَقَالَ أَبُو الْعَبَّاسِ بَعْدَ حَدِيثِ زَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ الَّذِي فِيهِ أَنَّ اللهَ تَعَالٰى قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ الْحَدِيثَ۔
وَقَدْ تَقَدَّمَ وَهٰذَا كَثِيرٌ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ يَذُمُّ سُبْحَانَهُ مَنْ يُضِيفُ إِنْعَامَهُ إِلَى غَيْرِهِ وَيُشْرِكُ بِهِ، قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ هُوَ كَقَوْلِهِمْ كَانَتِ الرِّيحُ طَيِّبَةً وَالْمَلَّاحُ حَاذِقًا وَنَحْوُ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ جَارٍ عَلَى الْأَلْسِنَةِ كَثِيرٌ

مجاہد نے کہا، انسان کا یہ کہنا کہ میرا مال ہے اپنے باپ سے ورثہ میں پایا۔
عون بن عبد اللہ کہتے ہیں یہ اس طرح کہ کہتے ہیں اگر فلاں نہ ہوتا، تو یہ کام نہ ہوتا، ابن قتیبہ نے کہا کہتے ہیں یہ ہمارے معبودوں کی سفارش کا نتیجہ ہے۔
ابو العباس ابن تیمیہ رح نے زید بن خالد جہنی کی اس حدیث کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ آج صبح میرے بندوں میں سے بہت سے مؤمن اور کافر ہوگئے" یہ حدیث قبل گذر چکی ہے(۱)۔ اسی طرح کہا "ایسا حکم کتاب وسنت میں بہت ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی برائی کرتا ہے جو اس کے انعام ورحمت کی کسی دوسرے کی طرف نسبت کرتے ہیں، اور اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ بعض سلف کا قول ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی کہے ہوا خوب تھی، اور ملاح چالاک تھا اور مثل اس کے جو عام طور پر زبانوں پر رائج ہے۔

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۴) مطالب ہیں

الْأُولٰى تَفْسِيرُ مَعْرِفَةِ النِّعْمَةِ وَإِنْكَارِهَا۔

(۱) نعمت کے پہچاننے اور اس کے انکار کا بیان۔

(۱) اس حدیث کو صفحہ ۹۶ پر دیکھو۔

الثانیۃ معرفۃ ان ھذا جار علی السنۃ کثیر

(۲) یہ بھی جاننا چاہئے کہ اکثر لوگوں کی زبان پر ایسا جاری ہے

الثالثۃ تسمیۃ الکلام انکارا للنعمۃ۔

(۳) اس قسم کے کلام کو نعمت کا انکار فرمانا۔

الرابعۃ اجتماع الضدین فی القلب۔

(۴) دل میں ضدین کا جمع ہونا۔[1]

باب قول اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان

فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون ۔ ۲۲ ۔ ۷ ۔

پس تم اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔

قال ابن عباس رضی اللہ عنھما فی الآیۃ الانداد ھو الشرک اخفی من دبیب النمل علی صفاۃ سوداء فی ظلمۃ اللیل۔

ابن عباس نے کہا انداد کا شرک اس قدر پوشیدہ ہے جیسے کوئی سیاہ چیونٹی سیاہ پتھر پر اندھیری رات میں چلے۔

وھو ان تقول واللہ وحیاتک یا فلانۃ وحیاتی وتقول لولا کلیبۃ ھذا لاتانا اللصوص؟ وقول الرجل لصاحبہ ماشاء اللہ وشئت وقول الرجل لولا اللہ وفلان لا تجعل فیھا فلانا ھذا کلہ بہ شرک۔ رواہ بن ابی حاتم

یہ اس طرح ہے کہ تو کہے اللہ کی قسم، تیری جان کی قسم اے فلانی میری جان کی قسم اور اس طرح کہ کہے اگر اس کی کتیا نہ ہوتی تو ہمارے یہاں چور آجاتے، اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی، تو چور آجاتے، اور اس طرح کہ آدمی کسی سے کہے جو اللہ چاہے اور تم چاہو۔ اور اس طرح کہ اگر اللہ اور فلاں شخص نہ ہوتا، اس میں فلاں کو نہ ملا، یہ سب اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے، ابن ابی حاتم نے اسے روایت کیا۔

وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حلف بغیر اللہ فقد کفر واشرک۔ رواہ الترمذی وحسنہ وصححہ الحاکم

حضرت عمر رض کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر یا شرک[2] کیا۔ اسے ترمذی نے روایت کرکے حسن کہا، اور حاکم نے صحیح کہا۔

(۱) اس طرح کہ ایمان بھی ہے اور کفر بھی، حالانکہ ان کا جمع ہونا محال ہے۔

(۲) یہ راوی کا شک ہے۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَأَنْ أَحْلِفَ بِاللّٰهِ كَاذِبًا أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَحْلِفَ بِغَيْرِهِ صَادِقًا۔

ابن مسعود نے کہا اگر میں اللہ کی جھوٹی قسم کھا دوں، اس سے بہتر ہے کہ غیر اللہ کی سچی قسم کھاؤں[1]۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فُلَانٌ۔ وَلٰكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ۔ رواه ابوداؤد بسندٍ صحيح۔

حذیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو اللہ چاہے اور فلاں شخص چاہے اس طرح نہ بولو۔ اگر بولنا ہو تو یہ بولو جو اللہ چاہے، پھر جو فلاں چاہے اسے ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا

وَجَاءَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَبِكَ وَيُجَوِّزُ أَنْ يَقُولَ بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ وَقَالَ وَيَقُولُ لَوْلَا اللّٰهُ ثُمَّ فُلَانٌ، وَلَا تَقُولُوا لَوْلَا اللّٰهُ وَفُلَانٌ۔

ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ "میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری" نہ کہو، یوں درست ہے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں پھر تیری، اسی طرح وہ کہتے ہیں یہ کہو "اگر اللہ نہ ہوتا پھر فلاں شخص نہ ہوتا تو ایسا ہو جاتا" اور یہ نہ کہو کہ "اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا"[2]

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں

الْأُولَى تَفْسِيرُ آيَةِ الْبَقَرَةِ فِي الْأَنْدَادِ

(۱) انداد کی تفسیر جو آیہ بقرہ میں ہے۔

الثَّانِيَةُ أَنَّ الصَّحَابَةَ يُفَسِّرُونَ الْآيَةَ فِي الشِّرْكِ الْأَكْبَرِ أَنَّهَا تَعُمُّ الْأَكْبَرَ

(۲) صحابہ شرک اکبر کی آیتوں کی اس طرح تفسیر کرتے تھے، کہ وہ شرک اصغر کو بھی شامل ہوتی ہیں

الثَّالِثَةُ أَنَّ الْحَلِفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ شِرْكٌ

(۳) غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے۔

الرَّابِعَةُ أَنَّهُ إِذَا حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ صَادِقًا فَهُوَ أَكْبَرُ مِنَ الْيَمِينِ الْغَمُوسِ۔

(۴) غیر اللہ کی سچی قسم بھی اللہ کے نام کی جھوٹی قسم سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

الْخَامِسَةُ الْفَرْقُ بَيْنَ الْوَاوِ وَثُمَّ فِي اللَّفْظِ۔

(۵) واو (اور) ثُمَّ (پھر) کے فرق کا لحاظ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَمْ يَقْنَعْ بِالْحَلِفِ بِاللّٰهِ۔

اس شخص کا حکم جو اللہ کی قسم پر کفایت نہ کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(۱) اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کی جھوٹی قسم گناہ نہیں، صحابی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہر حال میں غیر اللہ کی قسم بہت بڑا گناہ ہے خواہ سچی بات پر کھائی جائے

(۲) اس میں گفتگو کے آداب اور مراتب کے لحاظ کی تعلیم دی گئی ہے نیز شرک کے راستوں کو بند کرنا بھی مقصود ہے۔

لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِکُمْ مَنْ حَلَفَ بِاللّٰہِ فَلْیَصْدُقْ وَمَنْ حُلِفَ لَہٗ بِاللّٰہِ فَلْیَرْضَ وَمَنْ لَّمْ یَرْضَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ، رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ بِسَنَدٍ حَسَنٍ

اپنے باپ داداؤں کی قسم نہ کھاؤ[1] - جو اللہ کی قسم کھائے وہ سچ بولے اور جس کے واسطے اللہ کی قسم کھائی جائے اسے راضی ہونا چاہئے اور جو راضی نہ ہو تو وہ اللہ والوں سے نہیں، ابن ماجہ نے حسن سند سے روایت کیا۔

فِیْہِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی النَّھْیُ عَنِ الْحَلْفِ بِالْاٰبَاءِ

اَلثَّانِیَۃُ اَلْاَمْرُ لِلْمَحْلُوْفِ لَہٗ بِاللّٰہِ اَنْ یَّرْضٰی

اَلثَّالِثَۃُ وَعِیْدُ مَنْ لَّمْ یَرْضَ

اس میں (۳) مطالب ہیں

(۱) باپ دادا کی قسم حرام ہے۔

(۲) جس کے واسطے اللہ کی قسم کھائی جائے اسکو راضی ہونا چاہئے۔

(۳) جو اللہ کے نام کی قسم پر قناعت نہ کرے اسکی سزا۔

بَابُ قَوْلِ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ

اس کا بیان کہ "جو اللہ چاہے اور تو چاہے" کیسا ہے؟

عَنْ قُتَیْلَۃَ اَنَّ یَھُوْدِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ اِنَّکُمْ تُشْرِکُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ، وَتَقُوْلُوْنَ وَالْکَعْبَۃِ فَاَمَرَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ یَّحْلِفُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ وَاَنْ یَّقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شِئْتَ. رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَصَحَّحَہٗ

قتیلہ کہتی ہیں، ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بولا "تم لوگ شرک کرتے ہو اس طرح کہ کہتے ہو جو اللہ چاہے اور تو چاہے" اور کہتے ہو کعبہ کی قسم، پس آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ جب قسم کھانا چاہو تو "کعبہ کی قسم کی جگہ، رب کعبہ کی قسم کھایا کرو، اور جو اللہ چاہے پھر تو چاہے کہا کرو، اسے نسائی نے روایت کیا اور صحیح کہا۔

وَلَہٗ اَیْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ

نسائی میں ابن عباس سے ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "جو اللہ چاہے اور تم چاہو"

(۱) باپ دادا یا غیر اللہ کے نام کی خواہ ولی یا نبی ہو قسم کھانا شرعاً حرام ہے، صحیح بخاری وغیرہ میں ہے، آپ نے حضرت عمر کو ایک مرتبہ اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا، تو بلند آواز سے فرمایا "اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ، جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے، حضرت عمر نے اس روز سے کبھی خود ایسی قسم نہ کھائی نہ کسی دوسرے کی ایسی قسم نقل کی، اللہ اکبر احکام شرعیہ کی یہ عظمت تھی کہ ممنوع چیز کسی طریقہ سے زبان پر جاری نہ ہو کہاں آج کل کے مسلمان کہ وقت بے وقت ہر ایک جائز و ناجائز عمل کرتے ہیں، اور مقولہ مشہور "نقل کفر کفر نہ باشد" کے لحاظ سے بیدھڑک دوسروں کے برے الفاظ نقل کر دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے عمل کا محاسبہ کرتے اور حساب سے ڈرتے تھے۔

فقال اجعلتنی للہ ندا؟ ماشاء اللہ وحدہٗ۔

ولابن ماجۃ عن الطفیل اخی عائشۃ لامہا قال رأیت کانی اتیت علی نفر من الیہود، قلت انکم لانتم القوم لولا انکم تقولون عزیر بن اللہ، قالوا وانتم لانتم القوم لولا انکم تقولون ماشاء اللہ وشاء محمد ثم مررت بنفر من النصاری فقلت انکم لانتم القوم لولا انکم تقولون المسیح بن اللہ، قالوا وانکم لانتم القوم لولا انکم تقولون ماشاء اللہ وشاء محمد فلما اصبحت اخبرت بہا من اخبرت، ثم اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ، قال ہل اخبرت بہا احدا؟ قلت نعم فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد فان طفیلا رأی رؤیا اخبر بہا من اخبر منکم وانکم قلتم کلمۃ کان یمنعنی کذا وکذا، ان انہاکم عنہا فلا تقولوا ماشاء اللہ وشاء محمد، ولکن قولوا ماشاء اللہ وحدہ

فیہ مسائل

الاولی معرفۃ الیہود بالشرک الاصغر

الثانیۃ فہم الانسان اذا کان لہ ہوی

الثالثۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلتنی للہ ندا، فکیف بمن قال

یا اکرم الخلق مالی الوذ بہ سواک عند
حلول الحادث العمم

آپ نے فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنایا؟ اس طرح کہا کرو جو اکیلا اللہ چاہے۔

ابن ماجہ میں بی بی عائشہ کے ماں جائی بھائی طفیل سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں ایسا دیکھا کہ گویا میں یہودیوں کی ایک جماعت پر پہنچا، میں نے کہا تم اچھے لوگ ہو اگر یہ نہ کہو کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے وہ بولے کہ تم بھی اچھے لوگ ہو اگر یہ نہ کہو "جو اللہ اور محمد چاہے"۔

پھر میرا ایک عیسائی جماعت پر گذر ہوا، میں نے کہا تم اچھے لوگ ہو اگر یہ نہ کہو کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے، وہ بولے کہ تم بھی اچھے لوگ ہو، اگر یہ نہ کہا کرو "جو اللہ چاہے اور محمد چاہے"۔

پس صبح میں نے چند آدمیوں کو بتایا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی، آپ نے فرمایا تم نے کسی کو بتادیا؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ (منبر پر) کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا، لیکن اس کے بعد پس طفیل نے ایک خواب دیکھا جس کی اطلاع تم میں سے بعض کو دی ہے اور تم ایک جملہ ایسا بولا کرتے تھے کہ میں شرم کے خیال سے اس سے منع نہ کرتا تھا، پس آئندہ جو اللہ چاہے اور محمد چاہے مت کہا کرو۔ جو اللہ وحدہٗ لاشریک چاہے کہو۔

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) یہود کا شرک اصغر سے واقف ہونا۔

(۲) انسان کی سمجھ جب کہ اس کی کوئی خواہش ہو۔

(۳) آپ کا غضب سے یہ فرمانا "کہ کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا"، پس کیا حال ہوگا اس شخص کا جس نے یہ شعر کہا (یعنی صاحب بردہ)

(۴) اے معزز ترین مخلوق تیرے سوا کوئی ایسی ذات نہیں جس کی تمام مصیبت کے وقت میں پناہ لے سکوں

والبیتین بعدہ۔
الرابعة ان هذا ليس من الشرك الاكبر لقوله يمنعنے كذا وكذا
الخامسة ان الرؤيا الصالحة من اقسام الوحی
السادسة انها قد تكون سبب الشروع بعض الاحكام۔

اور دو بیت اس کے بعد کے۔
(۴) یہ شرک اکبر نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا" مجھے فلاں فلاں چیز روکتی تھی۔
(۵) نیک خواب بھی وحی کی قسم میں سے ہے (بشرطیکہ وحی سے تصدیق ہو جائے۔
(۶) بعض نیک خوابوں سے احکام شرعی کی بنیاد قائم ہوتی ہے، (مثلاً اذان وغیرہ)

بَابُ مَنْ سَبَّ الدَّهرُ فَقَدْ اٰذَی اللهَ،

اس بات کا بیان کہ جس نے زمانہ کو گالی دی اُس نے اللہ کو تکلیف دی ؛

وقول الله تعالى وَقَالُوا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّونَ۔
۴۵-۲۴

وفی الصحيح عن ابی هريرة عن النبی صلے الله عليه وسلم قال قال الله تعالى يؤذينی ابن ادم، يسب الدهر وانا الدهر، اقلب الليل والنهار وفی رواية لا تسبوا الدهر فان الله هو الدهر

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، اور وہ بولے" یہ تو صرف ہماری اس دنیا کی زندگی ہے جس میں ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور ہمیں تو صرف زمانہ فنا کرتا ہے" حالانکہ انہیں اس کا کچھ علم نہیں، وہ تو صرف قیاس دوڑاتے ہیں۔
صحیح (بخاری و مسلم) میں ابو ہریرہ سے ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آدمی مجھے ایذا دیتا ہے اس طرح کہ دہر کو گالی دیتا ہے اور دہر تو میں ہی ہوں، میں ہی رات و دن کو بدلتا رہتا ہوں، ایک روایت میں ہے دہر کو گالی نہ دو، اس لئے کہ اللہ ہی دہر ہے۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الاولى النهى عن سب الدهر
الثانية تسميته اذى الله
الثالثة التامل فی قوله فان الله هو الدهر
الرابعة انه قد يكون سبا ولو لم يقصده بقلبه۔

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) زمانہ کو گالی دینا حرام ہے۔
(۲) اس سے اللہ کو ایذا پہنچتی ہے۔
(۳) یہ بتانا کہ اس جملہ میں غور کرو کہ" اللہ ہی دہر ہے"۔
(۴) گالی کے واسطے دل کی نیت ضروری نہیں، بلکہ بعض مرتبہ بلانیت بھی گالی ہو جاتی ہے۔

بَابُ التَّسَمِّیْ بِقَاضِی الْقُضَاۃِ وَنَحْوِہٖ

قاضی القضاۃ وغیرہ القاب کا حکم

فی الصحیح عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اخنع اسم عند اللہ رجل تسمی ملك الاملاك، لا مالك الا اللہ، قال سفیان مثل شاھان شاہ، وفی روایۃ اغیظ رجل عند اللہ واخبثہ۔

قولہ اخنع یعنی اوضع

صحیح (بخاری ومسلم) میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ حقیر وہ شخص ہے جو شاہان شاہ لقب رکھے۔ درحقیقت اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔ سفیان نے اس کا ترجمہ شاہان شاہ (بادشاہوں کا بادشاہ) کیا ایک روایت میں زیادہ غضب کے قابل اور زیادہ ذلیل آیا ہے۔ اخنع کے معنی زیادہ ذلیل وخوار

فِیْہِ مَسَائِلُ

الاولی النھی عن التسمی بملك الاملاك

الثانیۃ ان ما فی معناہ مثلہ کما قال سفیان

الثالثۃ التفطن للتغیظ فی ھذا ونحوہ مع القطع بان القلب لم یقصد معناہ۔

الرابعۃ التفطن ان ھذا لاجل اللہ سبحانہ

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) ملک الاملاک (شاہان شاہ) کے لقب کی حرمت

(۲) اس کے ہم معنی مثلاً "قاضی القضاۃ" وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ سفیان نے کہا۔

(۳) غور کرو، اس میں کس قدر سختی وارد ہوئی حالانکہ قطعاً دل سے اس کے معنی مقصود نہیں ہوتے۔

(۴) یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ یہ صرف اللہ تعالے کے لئے مخصوص ہے۔

بَابُ احْتِرَامِ اَسْمَاءِ اللہِ تَعَالٰی وَتَغْیِیْرِ الْاِسْمِ لِاَجْلِ ذٰلِكَ

اللہ تعالیٰ کے نام کا احترام اور کسی نام کو اس وجہ سے بدل دینا

عن ابی شریح انہ کان یکنّٰی ابا الحکم، فقال لہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ ھو الحکم، والیہ الحکم۔ فقال ان قومی اذا اختلفوا

ابو شریح کہتے ہیں میری کنیت ابو الحکم تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ حَکَم ہے، اور حُکم اسی کا ہے، وہ بولا میری قوم جب کسی چیز میں اختلاف

فی شیٔ اتونی فحکمت بینھم فرضی کلا الفریقین، فقال ما احسن ھذا، فمالك من الولد؟ قال شریح ومسلم وعبداللہ قال فمن اکبرھم؟ قلت شریح، قال فانت ابو شریح، رواہ ابوداؤد وغیرہ۔

کرتی ہے تو میں ان میں فیصلہ کرتا ہوں، دونوں فریق اس پر راضی ہوجاتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ کیا خوب ہے؟ تیری کوئی اولاد ہے، کہا شریح مسلم عبداللہ۔ فرمایا ان میں بڑا کون ہے، میں نے کہا شریح - فرمایا تو ابو شریح ہے۔ اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔

فیہ مسائل

الاولی احترام اسماء اللہ تعالی وصفاتہ ولو لم یقصد معناہ۔
الثانیۃ تغییر الاسم لاجل ذلك۔
الثالثۃ اختیار اکبر الابناء للکنیۃ،

اس میں (۳)، مطالب ہیں

(۱) اللہ کے نام اور صفات کا احترام اگرچہ اس کے معنی مقصود نہ ہوں۔
(۲) کسی ایسے نام کا جو اللہ کے لئے مخصوص ہو بدلدینا۔
(۳) بڑے بیٹے کے نام پر کنیت رکھنا۔

باب من ھزل بشیٔ فیہ ذکر اللہ او القرآن او الرسول

اس شخص کا حکم جو اللہ کی کسی بات یا قرآن یا رسول اللہ سے ٹھٹا کرے

وقول اللہ تعالی، ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب، قل اباللہ وایٰتہ و رسولہ کنتم تستھزءون۔ ۶۵-۹

اور اللہ تعالی کا فرمان، اور البتہ اگر تم ان سے دریافت کرو گے، وہ بولیں گے بلاشک ہم مذاق کر رہے تھے اور کھیلتے تھے، کہدے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے تم ٹھٹا کرتے تھے؟(۱)

عن ابن عمر ومحمد بن کعب وزید ابن اسلم وقتادۃ دخل حدیث بعضھم فی بعض انہ قال رجل فی غزوۃ تبوك ما رأینا مثل قرّائنا ھولاء ارغب بطونا ولا اکذب السنا ولا اجبن عند اللقاء

ابن عمر اور محمد بن کعب قرظی اور زید بن اسلم اور قتادہ سب سے مروی ہے آپس میں ایک دوسرے کی حدیث مل جل گئی ہے کہ ایک منافق شخص نے غزوۂ تبوک میں کہا ہم نے ان علم والوں کی طرح کوئی نہیں دیکھا جو بڑے بڑے پیٹ رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ جھوٹ بولتے اور جنگ کے وقت زیادہ تر بزدلی کرتے ہیں اس کی مراد

(۱) اس کے بعد کی آیت میں نتیجہ ظاہر فرمایا "لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم" تم عذر مت کرو، کیونکہ ایمان کے بعد تم کفر کر چکے، یعنی جب اللہ کے رسول، اللہ کی باتوں اللہ کے دین سے تم نے مذاق کیا، اس سے مسخراپن کرنے میں کوئی جرم نہ سمجھا، تو تمہارا ایمان فنا ہوگیا اور تم کھلم کھلا کافر اور اسلام کے بعد مرتد، واجب القتل ہوگئے۔

یعنی رسول الله صلی الله علیه وسلم و اصحابه القرآء. فقال له عوف بن مالک کذبت ولکنک منافق لاخبرن رسول الله صلی الله علیه وسلم، فذهب عوف الی رسول الله صلی الله علیه وسلم لیخبره فوجد القرآن قد سبقه، فجاء ذلک الرجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد ارتحل ورکب ناقته فقال یارسول الله انما کنا نخوض ونتحدث حدیث الرکب نقطع به عنا الطریق، قال ابن عمر کانی انظر الیه متعلقا بنسعة ناقة رسول الله صلی الله علیه وسلم وان الحجارة تنکب رجلیه وهو یقول انما کنا نخوض ونلعب فیقول له رسول الله صلی الله علیه وسلم ابالله وآیاته ورسوله کنتم تستهزءون. ما یلتفت الیه وما یزیده علیه۔

فیه مسائل

الاولی وهی العظیمة ان من هزل بهذا انه کافر

الثانیة ان هذا هو تفسیر الآیة فیمن فعل ذلک کائنا من کان

الثالثة الفرق بین النمیمة وبین النصیحة لله ولرسوله

الرابعة الفرق بین العفو الذی یحبه الله وبین الغلظة علی اعداء الله

الخامسة ان من الاعتذار ما لا ینبغی ان یقبل

اس سے آنحضرت اور صحابہ کرام تھے عوف بن مالک نے اس سے کہا تو جھوٹا اور پکا منافق ہے، میں یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالضرور بیان کروں گا۔ عوف آنحضرت کے حضور میں پہنچا کہ آپ کو اطلاع دے مگر وحی اس سے پہلے آپ پر آ چکی تھی۔ وہ منافق بھی عذر خواہی کے لئے آنحضرت کے پاس آیا، آپ سوار ہو چکے تھے، بولا یا رسول اللہ ہم لوگ آپس میں دل بہلاتے اور سواروں کی گپ لڑا رہے تھے، جس سے راستہ کاٹنا مقصود تھا، ابن عمر کہتے ہیں گویا میں اس وقت اسے دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی اونٹنی کا تسمہ پکڑے ہوئے ہے، اور پتھر اس کے پیروں کو ہٹا رہے ہیں، وہ کہتا تھا بلاشبہ ہم مذاق اور کھیل کرتے تھے۔ آپ یہ کہتے کیا اللہ سے اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے تم مذاق کرتے تھے۔؟ آپ اس کی طرف نہ توجہ فرماتے تھے نہ اس سے کچھ زیادہ بولتے تھے۔

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) یہ سب سے اہم بات ہے کہ جو دینی امور سے مذاق ٹھٹھا کرے، وہ کھلا کافر ہے،

(۲) آیۂ توبہ کے یہی معنی ہیں جو ایسا کرے وہ کافر ہے خواہ کوئی بھی ہو۔

(۳) چغلی اور اللہ و رسول کی خیر خواہی میں فرق ہے

(۴) اس جگہ سے معافی اور سختی و غلظت میں فرق سمجھنا چاہئے جس معافی سے اللہ خوش ہوتا ہے اور جو سختی اللہ کے دشمنوں سے کرنی چاہئے۔

(۵) بعض عذر ایسے ہیں کہ قابل قبول نہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَئِنْ اَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا

اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں "اور البتہ اگر ہم اسے اپنی طرف سے رحمت پہنچائیں"

مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ إِلٰى رَبِّيْ إِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى. فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ

۴۱۔۵۰۔

تکلیف و دکھ کے بعد تو کہتا ہے کہ یہ میرے لئے ہے اور میرے خیال میں قیامت نہیں آئے گی اور اگر (بفرض محال)، میں اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو بیشک اس کے پاس میرے لئے بھتری ہوگی۔ بالضرور ہم کافروں کو ان کے عمل کی خبر دیں گے: اور یقیناً ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے

قَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا بِعَمَلِيْ وَأَنَا مَحْقُوْقٌ بِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُرِيْدُ مِنْ عِنْدِيْ وَقَوْلُهٗ قَالَ إِنَّمَا أُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ۔ ۲۸۔۷۸

مجاہد کا قول ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ مال میری محنت سے ملا ہے اور میں اس کا مستحق ہوں، ابن عباس نے کہا کہ یہ مال میرے پاس سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، "قارون بولا کہ یہ مال مجھے میرے علم سے ملا ہے

قَالَ قَتَادَةُ عَلٰى عِلْمٍ مِّنِّيْ بِوُجُوْهِ الْمَكَاسِبِ، وَقَالَ آخَرُوْنَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنَ اللّٰهِ أَنِّيْ لَهٗ أَهْلٌ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ مُجَاهِدٍ أُوْتِيْتُهٗ عَلٰى شَرَفٍ

قتادہ نے کہا کہ میرے اس علم سے یہ حاصل ہوا ہے جو کمائی کے متعلق مجھے ہے، بعضوں نے کہا، یہ اللہ کے علم سے مجھے ملا کہ میں اس کا اہل ہوں، اور یہی مجاہد کے قول کا مطلب ہے کہ مجھے میری بزرگی پر ملا،

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ ثَلَاثَةً مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمٰى فَأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِيْ قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ بِهٖ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا، قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ الْإِبِلُ أَوِ الْبَقَرُ شَكَّ إِسْحٰقُ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا قَالَ

ابوہریرہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین قسم کے شخص (کوڑھی، گنجا، اندھا) تھے اللہ نے ان کی آزمائش فرمائی، ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، یہ کوڑھی کے پاس آیا، اور بولا تجھے کیا پسند ہے بولا اچھا رنگ اور اچھی چمڑی اور مجھ سے یہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھنیاتے ہیں اس پر فرشتہ نے ہاتھ پھیرا وہ اچھا ہو گیا اور وہ برائی چلی گئی، اسے اچھا رنگ اور اچھا چمڑا ملا، پھر بولا تجھے کون سا مال زیادہ مرغوب ہے؟ بولا اونٹ یا گائے (راوی اسحٰق کا شک ہے)، پس اسے حاملہ اونٹنی دی گئی، اور بولا اللہ تیرے واسطے اس میں برکت دے کہا پھر گنجے

فاتی الاقرع فقال ای شیٔ احبُّ الیك؟ قال شعرٌ حسنٌ ویذهب عنی الذی قد قذرنی الناسُ به فمسحه فذهب عنه و أُعطی شعرًا حسنًا فقال ای المال احبّ الیك؟ قال البقرُ والابلُ، فأُعطی بقرًا حاملًا قال بارك الله لك فیها، فاتی الاعمٰی فقال ایّ شیٔ احبُّ الیك؟ قال ان یّردّ الله الیّ بصری فابصرُ به الناسَ فمسحهٗ فرد الله الیه بصرہ قال فایّ المال احبّ الیك؟ قال الغنمُ، فأُعطی شاةً والدًا فانتج هذان وولّدَ هذا فکان لهذا وادٍ من الابل ولهذا وادٍ من البقر ولهذا وادٍ من الغنم۔

کے پاس آیا اور اس سے کہا، تجھے کیا پسند ہے؟ بولا اچھے بال، اور مجھ سے یہ گنج دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھنیاتے ہیں۔ اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا، اس کا گنج دور ہو گیا اور اچھے بال دیے گئے اس وقت دریافت کیا کون سا مال تجھے پسند ہے بولا گائے یا اونٹ۔ اسے حاملہ گائے دی گئی، اور بولا اللہ اس میں تجھے برکت دے پھر اندھے کے پاس آیا اور بولا تجھے کیا پسند ہے بولا یہ چاہتا ہوں کہ میری بینائی آجائے، میں لوگوں کو دیکھوں، اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اللہ نے اس کی بینائی واپس کردی بولا تجھے کون سا مال زیادہ مرغوب ہے؟ کہا بکری۔ اسے حاملہ بکری دی کچھ عرصہ میں ان سب کے یہاں بچے اس قدر بڑھے کہ ایک کا ایک میدان اونٹوں کا ہو گیا، اور دوسرے کا گائے کا۔ اور تیسرے کا بکری کا۔

قال ثمّ انہ اتی الابرص فی صورته وهیئته فقال رجلٌ مسکینٌ قد انقطعت بی الحبالُ فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا بالله ثمّ بك اسالك بالذی اعطاك اللون الحسن و الجلد الحسن والمال بعیرًا، اتبلّغ به فی سفری، فقال الحقوق کثیرةٌ، فقال له کانّی اعرفك الم تکن ابرص یقذرك الناس فقیرًا، فاعطاك الله عزّوجلّ المال، فقال انما ورثت هذا المال کابرًا عن کابرٍ، فقال ان کنت کاذبًا فصیّرك الله الی ما کنت۔ قال واتی الاقرع فی صورته، فقال له مثل ما قال لهذا وردّ علیه مثل ما ردّ علیه فقال ان کنتَ کاذبًا فصیّرك الله الی ما کنت، ۔

پھر وہی فرشتہ کوڑھی کے پاس اس کی پہلی شکل و صورت میں آیا اور کہا مسکین ولاچار ہوں، میرے تمام سامان سفر ختم ہو چکے اب آج میں اپنے وطن میں اللہ کی مدد پھر تیری مدد کے بغیر نہیں پہنچ سکتا، میرا تجھ سے اس ذات کے وسیلہ سے سوال ہے جس نے تجھے اچھا رنگ اور اچھی چمڑی اور مال دیا کہ مجھے ایک اونٹ دے جس پر میں اپنے وطن پہنچ سکوں اس نے کہا بہت سی ضرورتیں ہیں وہ بولا غالبًا میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا، تجھ سے لوگ گھنیاتے تھے، فقیر نہ تھا؟ تجھے اللہ عزوجل نے مال دیا۔ اس نے کہا یہ مال میرا موروثی ہے میں نے اسے اپنے باپ دادا سے پایا، وہ بولا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ پھر تجھے ویسا ہی کردے، کہا۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اسی کی صورت میں اور اس سے بھی کوڑھی کی سی گفتگو کی اور اس نے ویسا ہی جواب دیا جیسا کوڑھی نے دیا تھا، تو بولا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ پھر

قَالَ وَاَتَی الْاَعْمٰی فِیْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ، قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِيْ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ مَالَكَ. فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَنْ صَاحِبَيْكَ. اَخْرَجَاهُ.

تجھے ویسا ہی کر دے کہا پھر اندھے کے پاس بھی اس کی صورت میں آیا اور بولا ایک مسکین اور مسافر ہوں میرا تمام سامان و توشہ ختم ہو چکا آج مجھے اپنی منزل پر بجز اللہ کی مدد اور پھر تمہاری مدد کے کوئی سہارا نہیں معلوم ہوتا میں تم سے اس ذات کے واسطے سے جس نے تمہاری بینائی لوٹائی ایک بکرا مانگتا ہوں، وہ بولا میں واقعی اندھا تھا، اللہ نے مجھے بینائی عطا فرمائی تیرا جو جی چاہے لے جا اور جو جی چاہے چھوڑ جا، سو اللہ کی قسم آج میں تجھ سے جو تو اللہ کے نام پر لیگا کوئی جھگڑا نہ کروں گا، وہ بولا تم اپنا مال اپنے پاس رکھو، تمہاری آزمائش ہو لی، اللہ تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض۔ بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ الْاٰيَةِ

الثَّانِيَةُ مَا مَعْنٰى لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ

الثَّالِثَةُ مَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ

الرَّابِعَةُ مَا فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ الْعَجِيْبَةِ مِنَ الْعِبَرِ الْعَظِيْمَةِ.

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) آیہ ولئن اذقناہ کی تفسیر۔

(۲) لیقولن ہذا لی کے کیا معنی ہیں؟

(۳) انما اوتیتہ علی علم عندی کے کیا معنی ہیں؟

(۴) اس عجیب قصے میں جو عبرت آموز باتیں ہیں ان پر غور کرو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

فَلَمَّا اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَا اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۱۹۰

جبکہ انہیں تندرست بچہ دیا، انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا، اس چیز میں جو انہیں دیا، سو اللہ انکی شرک سے برتر ہے

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (۱۹۱)

کیا ایسوں کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتے جو خود کچھ پیدا

وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ (۷-۱۹۲)

نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور وہ ان کی کچھ مدد نہیں کر سکتے، نہ ہی وہ اپنی جانوں کی کوئی مدد کر سکتے ہیں

قَالَ ابْنُ حَزْمٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى اتَّفَقُوا عَلَى تَحْرِيمِ كُلِّ اسْمٍ مُعَبَّدٍ لِغَيْرِ اللهِ كَعَبْدِ عُمَرَ، وَعَبْدِ الْكَعْبَةِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ حَاشَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ

ابن حزم کہتے ہیں مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جس نام پر غیر اللہ کی عبودیت ہو وہ حرام ہے جیسے عمر کا بندہ، کعبہ کا بندہ، اور جو نام اس قسم کے ہوں، صرف عبد المطلب(۱) اس سے مستثنیٰ ہے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْآيَةِ لَمَّا تَغَشَّاهَا آدَمُ حَمَلَتْ فَأَتَاهُمَا إِبْلِيسُ فَقَالَ إِنِّي صَاحِبُكُمَا الَّذِي أَخْرَجْتُكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ لَتُطِيعُنِّي أَوْ لَأَجْعَلَنَّ لَهُ قَرْنَيْ أَيِّلٍ فَيَخْرُجُ مِنْ بَطْنِكِ فَيَشُقُّهُ وَلَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ يُخَوِّفُهُمَا سَمِّيَاهُ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَأَبَيَا أَنْ يُطِيعَاهُ فَخَرَجَ مَيِّتًا، ثُمَّ حَمَلَتْ فَأَتَاهُمَا فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ فَأَبَيَا أَنْ يُطِيعَاهُ فَخَرَجَ مَيِّتًا، ثُمَّ حَمَلَتْ فَأَتَاهُمَا فَذَكَرَ لَهُمَا فَأَدْرَكَهُمَا حُبُّ الْوَلَدِ فَسَمَّيَاهُ عَبْدَ الْحَارِثِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا، رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، وَلَهُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ شُرَكَاءَ فِي طَاعَتِهِ وَلَمْ يَكُنْ فِي عِبَادَتِهِ

ابن عباسؓ نے اعراف کی آیت مذکورہ کی یہ تفسیر کی ہے جب آدم حوا ملے تو یہ حاملہ ہوئیں، اس وقت ابلیس ان کے پاس آیا اور کہا میں وہی ہوں جس نے تمہیں جنت سے نکالا، تم میری بات مانو، ورنہ اس کے سر پر بارہ سنگھ کے دو سینگ کروں گا جو تمہارا پیٹ چیر کر نکلے گا اور ایسا ایسا کروں گا اس طرح انہیں ڈرایا، ورنہ اس کا نام عبد الحارث رکھنا، ان دونوں نے اس کی اطاعت نہ کی بچہ ہوا مگر مردہ، پھر دوبارہ حمل رہا، تب بھی شیطان نے آکر ایسی ہی گفتگو کی، انہوں نے اس کی بات نہ مانی، بچہ مردہ ہوا، پھر سہ بارہ حاملہ ہوئیں تب آکر پھر کہا، انہیں بچہ کی محبت آگئی اور اس کا نام عبد الحارث رکھا، یہی معنی ہیں جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ کے، اسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا، اور ابن ابی حاتم نے بسند صحیح قتادہ سے یہ روایت کی کہ اس کی بات ماننے میں شرک کیا، اس کی عبادت نہیں کی تھی۔

وَلَهُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا، قَالَ أَشْفَقَا أَنْ لَا

نیز ابن ابی حاتم نے بسند صحیح مجاہد سے اس آیت لَئِنْ آتَيْتَنَا کی تفسیر میں یہ روایت کیا ہے وہ ڈرے کہ مبادا

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام شیبۃ تھا، یہ مدینہ میں اپنی والدہ کے پاس تھے، چچا مطلب انہیں مدت کے بعد جب واپس لائے تو لوگوں نے انہیں دیکھ کر کہا۔ مطلب غلام لایا۔ مطلب نے کہا یہ میرا غلام نہیں بھتیجا ہے مگر عبد المطلب کی شہرت ہوگئی، اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے شرک کے نام بدل دیا کرتے تھے جس میں غیر اللہ کی عبودیت کا اظہار ہو مگر اسے آپ نے نہیں بدلا۔ غزوہ حنین میں فرمایا انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب، گویا یہ نام بطور لقب مشہور ہوگیا۔

لَا یَکُوْنَ اِنْسَانًا، وَذَکَرَ مَعْنَاہُ عَنِ الْحَسَنِ وَسَعِیْدٍ وَغَیْرِھِمَا

بچہ بصورت انسانی نہ ہو اور اسی طرح حسن بصری اور سعید وغیرہ سے بھی مروی ہے۔

فِیْہِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں

الْاُوْلٰی تَحْرِیْمُ کُلِّ اسْمٍ مُعَبَّدٍ لِغَیْرِ اللہِ

(۱) ہر نام جس پر غیر اللہ کی بندگی وعبودیت ہو حرام ہے (مثلاً غلام رسول عبدالنبی وغیرہ)

الثَّانِیَۃُ تَفْسِیْرُ الْاٰیَۃِ

(۲) آیہ اعراف کی تفسیر۔

الثَّالِثَۃُ اَنَّ ھٰذَا الشِّرْکَ فِیْ مُجَرَّدِ تَسْمِیَۃٍ لَمْ تُقْصَدْ حَقِیْقَتُھَا

(۳) یہ شرک محض نام رکھ لینے میں ہے جس میں اس کے معنی مقصود نہیں۔

الرَّابِعَۃُ اَنَّ ھِبَۃَ اللہِ لِلرَّجُلِ الْبِنْتَ السَّوِیَّۃَ مِنَ النِّعَمِ

(۴) اللہ کسی کو تندرست بیٹی دے تو یہ بھی اس کی نعمت ہے۔

الْخَامِسَۃُ ذِکْرُ السَّلَفِ الْفَرْقَ بَیْنَ الشِّرْکِ فِی الطَّاعَۃِ وَالشِّرْکِ فِی الْعِبَادَۃِ۔

(۵) سلف صالحین کا شرک فی الطاعۃ اور شرک فی العبادۃ میں فرق بیان کرنا

بَابُ قَوْلِ اللہِ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِہٖ سَیُجْزَوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

اور صرف اللہ کے لئے ہی اچھے نام ہیں، سو تم ان ناموں کے ساتھ اسی کو پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو، جو اس کے ناموں میں کج رفتاری کرتے ہیں عنقریب انہیں ان کے کرتوت کی سزا دی جائیگی

ذَکَرَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِہٖ یُشْرِکُوْنَ

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں "یلحدون" کے معنی شرک کرنا۔

وَعَنْہُ سَمَّوُا اللَّاتَ مِنَ الْاِلٰہِ وَالْعُزّٰی مِنَ الْعَزِیْزِ۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ الحاد یہ ہے کہ اللہ سے اللات اور عزیز سے عزّی[1] بنایا

(۱) یعنی مؤنث بت بنا ہے۔

وَعَنِ الْأَعْمَشِ يُدْخِلُونَ فِيهَا مَا لَيْسَ مِنْهَا.

اعمش کا قول ہے کہ الحاد کے معنی یہ ہیں کہ اس میں وہ نام اضافہ کرتے ہیں جو اس کے نہیں ہیں۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى إِثْبَاتُ الْأَسْمَاءِ.
الثَّانِيَةُ كَوْنُهَا حُسْنَى.
الثَّالِثَةُ الْأَمْرُ بِدُعَائِهِ بِهَا
الرَّابِعَةُ تَرْكُ مَنْ عَارَضَ مِنَ الْجَاهِلِينَ، الْمُلْحِدِينَ
الْخَامِسَةُ تَفْسِيرُ الْإِلْحَادِ فِيهَا.
السَّادِسَةُ وَعِيدُ مَنْ أَلْحَدَ

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) اللہ کے لئے نام ہیں
(۲) وہ سب نام اچھے ہیں۔
(۳) اللہ کو انہیں ناموں سے پکارا جائے۔
(۴) جاہلوں ملحدوں میں سے جو اس کا انکار کرے، اسے چھوڑ دو (یعنی اس کی بات نہ مانو)
(۵) اللہ کے ناموں میں کس قسم کا الحاد ہوتا تھا!
(۶) ملحد کی کیا سزا ہے

بَابُ لَا يُقَالُ السَّلَامُ عَلَى اللهِ

السلام علی اللہ کی ممانعت

فِي الصَّحِيحِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللهِ مِنْ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولُوا السَّلَامَ عَلَى اللهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ

صحیح (بخاری ومسلم) میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہا کرتے اللہ پر اس کے نیک بندوں کا سلام ہو، فلاں شخص پر سلام ہو۔ آپ نے فرمایا "تم لوگ اس طرح نہ کہو کہ اللہ پر سلام ہو" اس لئے کہ اللہ تو خود سلام ہے[1]

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى تَفْسِيرُ السَّلَامِ
الثَّانِيَةُ أَنَّهُ تَحِيَّةٌ.
الثَّالِثَةُ أَنَّهَا لَا تَصْلُحُ لِلهِ
الرَّابِعَةُ الْعِلَّةُ فِي ذَلِكَ
الْخَامِسَةُ تَعْلِيمُهُمُ التَّحِيَّةَ الَّتِي تَصْلُحُ لِلهِ.

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) سلام کی تفسیر
(۲) سلام ایک دعا و تحفہ ہے
(۳) یہ اللہ کے لئے درست نہیں۔
(۴) اسکی وجہ کہ وہ خود اللہ کا نام ہے۔
(۵) آپ نے صحابہ کو وہ دعا بتائی جو اللہ کی ذات کے شایان ہے۔

(۱) اسلام کے معنی تندرستی ہر برائی سے پاک رہنا یا رکھنا اللہ کا نام سلام ہے جس کے معنی ہر ایک نقص وعیب سے پاک ہمیشہ رہنے والا سب کو تندرستی دینے والا عیب ونقصان سے پاک کرنے والا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ

اس بات کا بیان کہ یہ نہ کہنا چاہئے "اے اللہ اگر تیرا جی چاہے مجھے بخش دے"

فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولُ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

وَلِمُسْلِمٍ وَلْيُعْظِمِ الرَّغْبَةَ. فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ

صحیح (بخاری و مسلم) میں ابو ہریرہ سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - تم میں سے کوئی اس طرح دعا نہ کرے "اے اللہ مجھے بخشدے اگر تو چاہے"، "مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے" پختہ طور پر سوال کرے؛ اسلئے کہ اللہ کو دبانیوالا کوئی نہیں۔

مسلم کے لفظ یہ ہیں اللہ سے بڑی سے بڑی رغبت کرے اسلئے کہ اللہ کے یہاں کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى النَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الدُّعَاءِ

الثَّانِيَةُ بَيَانُ الْعِلَّةِ فِي ذٰلِكَ

الثَّالِثَةُ قَوْلُهُ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ

الرَّابِعَةُ إِعْظَامُ الرَّغْبَةِ۔

الْخَامِسَةُ التَّعْلِيلُ لِهٰذَا الْأَمْرِ

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) اللہ سے دعا کرنے میں اسکی مرضی پر چھوڑنا منع ہے۔

(۲) اس کی وجہ

(۳) آپ کا یہ حکم کہ سوال پوری طرح پختگی سے کیا جائے۔

(۴) اللہ سے بڑی سے بڑی بات مانگی جائے۔

(۵) اس کی وجہ کہ کوئی چیز اس کے نزدیک بڑی نہیں۔

بَابُ لَا يَقُولُ عَبْدِي وَأَمَتِي

اس کا بیان کہ اپنے لونڈی غلام کو اپنا عَبْد و اَمَہ نہ کہے؛

فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ أَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ عَبْدِي وَأَمَتِي وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلَامِي۔

صحیح (مسلم وغیرہ) میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی یہ نہ کہے اپنے رب کو کھانا کھلا، وضو کرا، اور کہے میرا سردار - میرا آقا اور آقا اپنے غلام کو عبدی اور لونڈی کو امتی نہ کہے بلکہ یہ کہے میرا غلام میرا خادم میری خادمہ۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى النَّهْيُ عَنْ قَوْلِ عَبْدِي وَأَمَتِي

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) عبدی اور امتی کے استعمال کی ممانعت۔

الثانیۃ لا یقول العبد ربی ولا یقال لہ اطعم ربک

الثالثۃ تعلیم الاول قول فتای وفتاتی وغلامی

الرابعۃ تعلیم الثانی قول سیدی ومولائی

الخامسۃ التنبیہ للمراد وھو تحقیق التوحید حتی فی الالفاظ،

(۲) غلام اپنے آقا کو میرا رب نہ کہے نہ کوئی اس سے یہ کہے اپنے رب کو کھانا کھلا۔

(۳) آقا کو یہ تعلیم دی کہ میرا غلام میرا خادم وغیرہ کہے۔

(۴) غلام کو یہ تعلیم دی کہ میرا سردار (آقا) کہا کرے

(۵) اصل مقصد سے آگاہ کرنا یعنی الفاظ میں بھی توحید کا خاص لحاظ رکھا جائے،

باب لا یرد من سأل باللہ

اللہ کے نام سے مانگنے والے کو رد نہ کرنے کا بیان

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سأل باللہ فأعطوہ، ومن استعاذ باللہ فأعیذوہ، ومن دعاکم فأجیبوہ، ومن صنع الیکم معروفاً فکافئوہ، فان لم تجدوا ما تکافئونہ فادعوا لہ حتی ترون انکم قد کافأتموہ رواہ ابوداؤد والنسائی بسند صحیح۔

ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے نام سے مانگے اسے دو اور جو اللہ کے نام سے پناہ مانگے پناہ دے اور جو دعوت دے، قبول کرو اور جو کوئی تمہارے ساتھ سلوک کرے اس کا بدلہ دو اگر بدلہ نہ دے سکو تو اس کے لئے اس قدر دعا کرو کہ تم سمجھ لو کہ اس کا بدلہ دے چلے ہو (ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند سے اسے روایت کیا

فیہ مسائل

الاولی اعاذۃ من استعاذ باللہ

الثانیۃ اعطاء من سأل باللہ

الثالثۃ اجابۃ الدعوۃ

الرابعۃ المکافأۃ علی الصنعۃ۔

الخامسۃ ان الدعاء مکافأۃ لمن لم یقدر علیہ

السادسۃ قولہ حتی ترون انکم قد کافأتموہ۔

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) اللہ کے نام سے پناہ مانگنے والے کو پناہ دینا

(۲) جو اللہ کے نام سے سوال کرے اسے دینا

(۳) دعوت قبول کرنا۔

(۴) احسان کا بدلہ دینا

(۵) جو بدلہ کی طاقت نہ رکھے، اس کے واسطے دعا دینا اس کے قائم مقام ہے۔

(۶) اس قدر دعا دے کہ گویا احسان کا پورا عوض ہو گیا۔

بَابُ لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ إِلَّا الْجَنَّةُ

اللہ کے نام سے صرف جنت مانگنی چاہیئے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ إِلَّا الْجَنَّةُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

جابر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نام سے صرف جنت مانگنی چاہیئے، اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْأُوْلَى النَّهْيُ عَنْ أَنْ يُسْأَلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ إِلَّا غَايَةَ الْمَطَالِبِ

الثَّانِيَةُ إِثْبَاتُ صِفَةِ الْوَجْهِ

اس میں (۲) مطالب ہیں

(۱) اس بات کی ممانعت کہ اللہ کے نام سے کوئی چیز بجز انتہائی مقصود (جنت کے) نہ مانگی جائے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کیلئے "وجہ" کا ثبوت جس کے معنی منہ ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّوْ

اگر کا حکم

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا۔ ۳-۱۵۴

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ کہتے ہیں اگر ہمارے ہاتھ میں کوئی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى الَّذِيْنَ قَالُوْا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ أَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا۔ ۳-۱۶۸

اور فرمایا جنہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور خود بیٹھ رہے اگر یہ ہماری بات مانتے تو قتل نہ ہوتے۔

فِي الصَّحِيْحِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزَنَّ وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّيْ فَعَلْتُ لَكَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ

صحیح (مسلم وغیرہ) میں ابوہریرہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا حرص کر اس بات پر جو تجھے نفع دے اور اللہ سے مدد مانگ، اور عاجز نہ بن، اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہنا، اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ایسا ہوتا۔ لیکن کہہ اللہ نے مقدر کیا اور جو اس نے چاہا وہ ہوا، اس لئے کہ "اگر" شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْأُوْلَى تَفْسِيْرُ الْآيَتَيْنِ فِيْ آلِ عِمْرَانَ۔

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) آل عمران کی دونوں آیتوں کی تفسیر۔

الثَّانِیَةُ النَّهْیُ الصَّرِیْحُ عَنْ قَوْلِ لَوْ اِذَا اَصَابَكَ شَیْءٌ

(۲) جب کوئی مصیبت پہنچے تو "اگر" نہ کہنا چاہیے۔

الثَّالِثَةُ تَعْلِیْلُ الْمَسْئَلَةِ بِاَنَّ ذٰلِكَ یَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ۔

(۳) اس کی علت کا بیان فرمانا کہ اس سے شیطانی عمل کا دروازہ کھل جاتا ہے

الرَّابِعَةُ الْاِرْشَادُ اِلَی الْكَلَامِ الْحَسَنِ

(۴) عمدہ کلام کا حکم فرمانا۔

الْخَامِسَةُ الْاَمْرُ بِالْحِرْصِ عَلٰی مَا یَنْفَعُ مَعَ الْاِسْتِعَانَةِ بِاللّٰهِ۔

(۵) آپکا حکم فرمانا کہ اپنے مفید مطلب کام کا شوق کرو، اور اللہ سے مدد مانگو۔

السَّادِسَةُ النَّهْیُ عَنْ ضِدِّ ذٰلِكَ وَهُوَ الْعَجْزُ۔

(۶) اس کے خلاف کام سے ممانعت جس کا نام عجز یعنی کمزوری ہے۔

بَابُ النَّهْیِ عَنْ سَبِّ الرِّیْحِ

ہوا کو لعنت کرنے کی ممانعت

عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الرِّیْحَ فَاِذَا رَاَیْتُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ هٰذِهِ الرِّیْحِ وَخَیْرِ مَا فِیْهَا وَخَیْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّیْحِ وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ صَحَّحَهُ التِّرْمِذِیُّ

اُبیّ بن کعب کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہوا کو لعنت نہ کرو، پس جب تم کوئی ناپسند دیکھو تو کہو' اے اللہ ہم تجھ سے اس ہوا کی بہتری چاہتے ہیں' اور جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھی جس کا اسے حکم کیا گیا اور تیری پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور جو اس میں ہے' اور اس چیز کی برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا' اسے ترمذی نے صحیح کہا۔

فِیْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۴) مطالب ہیں

الْاُوْلٰی النَّهْیُ عَنْ سَبِّ الرِّیْحِ

(۱) ہوا کو لعنت کرنے کی ممانعت۔

الثَّانِیَةُ الْاِرْشَادُ اِلَی الْكَلَامِ النَّافِعِ اِذَا رَاَی الْاِنْسَانُ مَا یَكْرَهُ

(۲) انسان کو بھلے کلام کی تعلیم جب وہ کوئی ناپسند بات دیکھے۔

الثَّالِثَةُ الْاِرْشَادُ اِلٰی اَنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ

(۳) یہ بتانا کہ ہوا بھی محکوم ہے۔

الرَّابِعَةُ اَنَّهَا قَدْ تُؤْمَرُ بِخَیْرٍ وَقَدْ تُؤْمَرُ بِشَرٍّ

(۴) یہ بھی بتایا گیا کہ کبھی ہوا کو بھلائی کا حکم ہوتا ہے کبھی برائی کا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بیان میں کہ وہ اللہ سے بدگمانی کرتے ہیں۔

ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ، يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ، قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ، يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ، يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔

۱۵۳-۳-

وَقَوْلُهُ تَعَالَى الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

۶-۴۸

قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الْآيَةِ الْأُولَى فَسَّرَ هَذَا الظَّنَّ بِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ لَا يَنْصُرُ رَسُولَهُ وَأَنَّ أَمْرَهُ سَيَضْمَحِلُّ وَفُسِّرَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ بِقَدَرِ اللَّهِ وَحِكْمَتِهِ وَإِنْكَارِ الْقَدَرِ وَإِنْكَارِ أَنْ يُتِمَّ أَمْرَ رَسُولِهِ وَأَنْ يُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ، وَهَذَا هُوَ ظَنُّ السَّوْءِ الَّذِي ظَنَّ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُشْرِكُونَ فِي سُورَةِ الْفَتْحِ وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا ظَنَّ السَّوْءِ لِأَنَّهُ ظَنُّ غَيْرِ مَا يَلِيقُ بِهِ سُبْحَانَهُ وَمَا يَلِيقُ بِحِكْمَتِهِ وَحَمْدِهِ وَوَعْدِهِ الصَّادِقِ، وَمَنْ ظَنَّ أَنَّهُ يُدِيلُ الْبَاطِلَ عَلَى الْحَقِّ إِدَالَةً مُسْتَقِرَّةً يَضْمَحِلُّ مَعَهَا الْحَقُّ، وَأَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ قَدَرُهُ لِحِكْمَةٍ بَالِغَةٍ يَسْتَحِقُّ عَلَيْهَا الْحَمْدَ بَلْ زَعَمَ أَنَّ ذَلِكَ لِمَشِيئَةٍ مُجَرَّدَةٍ فَذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ۔

ہیں جاہلوں کی سی، کہتے ہیں کیا ہمارے لئے بھی حکم میں سے کچھ ہے؟ کہدے کہ حکم سب صرف اللہ کے لئے ہے ہے' اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر ہمارے واسطے حکم میں سے کوئی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے۔ کہدے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے، تو بھی وہ لوگ جن پر قتل لکھا گیا، اپنی خواب گاہ کیلئے باہر ضرور جاتے اور تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی آزمایش کرے اور تاکہ ظاہر کردے تمہارے دل کی باتیں اور اللہ دل کی باتیں جانتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ پر برا گمان کرتے ہیں ان پر برائی کا گھیرا ہے، اور اللہ کا غضب اور اس کی لعنت بھی، اور ان کے لئے جہنم تیار کی گئی ہے اور یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا اس بدظنی کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ اپنے رسول کی مدد نہ کرے گا اور اس کا معاملہ عنقریب فنا ہوجائیگا، اور یہ کہ جو مصیبت انہیں پہنچی اللہ کی تقدیر وحکمت سے نہ تھی، پھر بتایا کہ یہ اللہ کی حکمت اور اس کی تقدیر کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ کے رسول کا معاملہ پورا نہ ہوگا' نہ یہ دین سب پر غالب آئے گا اور یہی وہ برا گمان ہے جو منافقوں اور مشرکوں نے خیال کیا جو سورۂ فتح میں ہے اور یہ ظن سوء (برا گمان)

اس لئے کہ وہ ایسا گمان ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں اور اس کی حکمت وبزرگی اور سچے وعدہ کے خلاف ہے، پس جو شخص یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ باطل کو حق پر ایسا غلبہ دے گا جو ہمیشہ قائم رہے اور حق اس کی وجہ سے فنا ہوجائے یا اس بات کا انکار کرے کہ اس کی تقدیر پوری حکمت کی بناء پر نہیں کہ جس پر وہ تعریف کا مستحق ہو بلکہ یہ گمان کرے کہ یہ محض اس کی مشیت پر ہے پس یہ کافروں کا گمان ہے سو کافروں کو جہنم کی آگ کی سزا ہے۔

وَاَكْثَرُ النَّاسِ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ فِيْمَا يَخْتَصُّ بِهِمْ وَفِيْمَا يَفْعَلُهٗ بِغَيْرِهِمْ وَلَا يَسْلَمُ مِنْ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ وَاَسْمَاۗئَهٗ وَصِفَاتِهٖ وَمُوْجَبَ حِكْمَتِهٖ وَحَمْدِهٖ فَلْيَعْتَنِ اللَّبِيْبُ النَّاصِحُ لِنَفْسِهٖ بِهٰذَا وَلْيَتُبْ اِلَى اللّٰهِ وَلْيَسْتَغْفِرْهُ مِنْ ظَنِّهٖ بِرَبِّهٖ ظَنَّ السَّوْءِ، وَلَوْ فَتَّشْتَ مَنْ فَتَّشْتَ لَرَاَيْتَ عِنْدَهٗ تَعَنُّتًا عَلَى الْقَدَرِ وَمَلَامَةً لَّهٗ وَاَنَّهٗ كَانَ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ كَذَا اَوْ كَذَا فَمُسْتَقِلٌّ وَّمُسْتَكْثِرٌ، وَفَتِّشْ نَفْسَكَ هَلْ اَنْتَ سَالِمٌ؟

فَاِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِيْ عَظِيْمَةٍ وَاِلَّا فَاِنِّيْ لَا اَخَالُكَ نَاجِيًا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ اٰيَةِ اٰلِ عِمْرَانَ۔
الثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْفَتْحِ۔
الثَّالِثَةُ الْاِخْبَارُ بِاَنَّ ذٰلِكَ اَنْوَاعٌ لَا تُحْصَرُ
الرَّابِعَةُ اَنَّهٗ لَا يَسْلَمُ مِنْ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ عَرَفَ الْاَسْمَاۗءَ وَالصِّفَاتِ وَعَرَفَ نَفْسَهٗ

اور اکثر لوگ اللہ سے برا گمان کرتے ہیں اس بابت کہ ان سے خاص ہے اور اس بابت کہ وہ غیروں سے کرتا ہے اور اس سے کوئی سلامت نہیں رہتا، مگر جو اللہ کو پہچانے اور اس کے نام وصفت کو اور اس کی حکمت وتعریف کے اسباب کو، پس ہر عقلمند کو جو اپنے نفس کی خیر خواہی کرتا ہے، یہ چاہئے کہ اس کا خیال کرے اور اللہ کے حضور میں توبہ واستغفار کرے، اور اپنے رب کی بابت برے گمان سے بچے، اگر تو لوگوں کو بغور دیکھے گا تو اکثر کو ایسا پائے گا کہ وہ تقدیر کی بابت بے راہی اس پر ملامت کا پہلو لئے ہوئے ہیں (برا کہتے ہیں)، اور یہ کہتے ہیں اس طرح یا اس طرح ہونا چاہئے تھا، سو بعض کم خیال کرتے ہیں، اور بعض زیادہ، غرض دونوں طرح کے لوگ ہیں، خود اپنے جی میں بھی غور کرو، کیا تم بچے ہوئے ہو؟

اگر تو اس سے بچ گیا ہے تو بڑی بات سے بچا ہے ورنہ میں تجھے بچنے والا نہیں سمجھتا۔

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) آیہ آل عمران کی تفسیر۔
(۲) آیہ سورہ فتح کی تفسیر۔
(۳) برے گمان کی بہت سی قسمیں ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا
(۴) اس سے وہی سلامت رہ سکتا ہے جو اللہ کے نام وصفات کو پہچانے، اور اپنے نفس کو بھی اچھی طرح سمجھے،

بَابُ مَا جَاۗءَ فِيْ مُنْكِرِي الْقَدَرِ

تقدیر کے منکرین کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالَّذِيْ نَفْسُ ابْنِ عُمَرَ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَ لِاَحَدِهِمْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا ثُمَّ اَنْفَقَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهٗ

ابن عمر نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کسی ایک کے پاس احد کے برابر سونا ہو پھر وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو ہرگز اللہ اسے اس

اللہ منہ حتی یؤمن بالقدر ثم استدل بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الایمان ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ۔ رواہ مسلم

شخص سے قبول نہ کرے گا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے، پھر انھوں نے آنحضرت صلعم کا یہ قول پیش کیا کہ "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور ہر قسم کی تقدیر بھلی اور بری دونوں پر ایمان لائے، مسلم نے اسے روایت کیا۔

وعن عبادۃ ابن الصامت انہ قال لابنہ یا بنی انک لن تجد طعم الایمان حتی تعلم ان ما اصابک لم یکن لیخطئک، وما اخطاک لم یکن لیصیبک سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ یقول ان اول ما خلق اللہ القلم قال رب وماذا اکتب؟ قال اکتب مقادیر کل شیء حتی تقوم الساعۃ یا بنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مات علی غیر ھذا فلیس منی۔ وفی روایۃ لاحمد ان اول ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب فجری فی تلک الساعۃ بما ھو کائن الی یوم القیمۃ، وفی روایۃ لابن وھب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن لم یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ احرقہ اللہ بالنار۔

عبادہ بن صامت نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے تو ہرگز ایمان کا مزہ نہ پائیگا۔ یہاں تک کہ یہ سمجھ لے کہ جو چیز تجھے پہنچنے والی ہے۔ تجھ سے ٹلنے والی نہیں اور جو تجھ سے دور ہے وہ ہرگز تجھے پہنچنے والی نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے، کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم بنایا۔ اس سے کہا لکھ۔ وہ بولا اے رب کیا لکھوں کہا ہر چیز کی تقدیر جو قیامت تک ہوگی، لکھ، اے بیٹے۔ میں نے آنحضرت کو سنا فرماتے تھے، جو اس کے علاوہ کسی بات پر مرا، سو وہ مجھ سے نہیں ہے۔ احمد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم بنایا اسے فرمایا لکھ ان تمام باتوں کو جو قیامت تک ہونیوالی ہیں وہ لکھنے لگا ابن وہب کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر قسم کی تقدیر بھلی اور بری پر ایمان نہ لائے، اسے اللہ آگ میں جلائے گا۔

وفی المسند والسنن عن ابن الدیلمی قال اتیت ابی ابن کعب فقلت فی نفسی شیء من القدر فحدثنی بشیء لعل اللہ یذھبہ من قلبی، فقال لو انفقت مثل احد ذھبا ما قبلہ اللہ منک حتی تؤمن بالقدر وتعلم ان ما اصابک لم یکن لیخطئک وما اخطاک لم یکن لیصیبک ولو مت علی غیر ھذا لکنت من اھل النار۔

مسند احمد اور سنن (ابی داؤد وغیرہ) میں ابن الدیلمی سے ہے وہ کہتا ہے کہ میں ابی بن کعب کے پاس آیا اور بولا میرے دل میں تقدیر کی بابت کچھ خدشہ ہے مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے کہ شاید اللہ میرے دل کی یہ بات دور کردے، اُبی بولا اگر تو احد کے برابر سونا خرچ کریگا تو ہرگز اللہ تجھ سے اس وقت تک قبول نہ کرے گا جب تک کہ تو تقدیر پر ایمان نہ لائے، اور یہ یقین نہ کرے کہ جو تجھے پہنچا ہے ٹلنے والا نہ تھا، اور جو نہیں پہنچا پہونچنے والا نہ تھا، اگر تو اس کے علاوہ کسی عقیدہ پر مرا تو جہنمی ہوگا۔

قَالَ فَاَتَیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ وَحُذَیْفَۃَ ابْنَ الْیَمَانِ وَزَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَکُلُّھُمْ حَدَّثَنِیْ بِمِثْلِ ذٰلِکَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِیْ صَحِیْحِہٖ

ابن الدیلمی کہتا ہے، پھر میں ابن مسعود اور حذیفہ بن یمان اور زید بن ثابت کے پاس آیا۔ سب نے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ یہ صحیح حدیث ہے۔ حاکم نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔

فِیْہِ مَسَائِلُ

اس میں (۹) مطالب ہیں

الْاُوْلٰی بَیَانُ فَرْضِ الْاِیْمَانِ بِالْقَدْرِ

الثَّانِیَۃُ بَیَانُ کَیْفِیَّۃِ الْاِیْمَانِ۔

الثَّالِثَۃُ اِحْبَاطُ الْعَمَلِ مَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِہٖ۔

الرَّابِعَۃُ الْاِخْبَارُ اَنَّ اَحَدًا لَا یَجِدُ طَعْمَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِہٖ۔

الْخَامِسَۃُ ذِکْرُ اَوَّلِ مَا خَلَقَ اللّٰہُ

السَّادِسَۃُ اَنَّہٗ جَرٰی بِالْمَقَادِیْرِ فِیْ تِلْکَ السَّاعَۃِ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ

السَّابِعَۃُ بَرَاءَتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِہٖ

الثَّامِنَۃُ عَادَۃُ السَّلَفِ فِیْ اِزَالَۃِ الشُّبْھَۃِ بِسُؤَالِ الْعُلَمَاءِ۔

التَّاسِعَۃُ اَنَّ الْعُلَمَاءَ اَجَابُوْہُ بِمَا یُزِیْلُ شُبْھَتَہٗ وَذٰلِکَ اَنَّھُمْ نَسَبُوا الْکَلَامَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَطْ

(۱) تقدیر پر ایمان لانے کی فرضیت کا بیان۔

(۲) ایمان کی کیفیت کا بیان۔

(۳) جو تقدیر پر ایمان نہ لائے اسکے عمل کا برباد ہونا۔

(۴) یہ بتانا کہ کسی کو ایمان کا مزا حاصل نہیں ہوتا جبتک کہ تقدیر پر ایمان نہ لائے۔

(۵) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا پیدا کیا۔

(۶) قلم نے تمام مقدرات کو جو قیامت تک ہونیوالی ہیں لکھا۔

(۷) آپ کا اس شخص سے بیزار ہونا جو تقدیر پر ایمان نہ لائے۔

(۸) سلف صالحین کی یہ عادت تھی کہ جب کسی مسئلہ میں شبہ ہوتا تو علماء سے دریافت کرکے اسے دور کیا کرتے تھے۔

(۹) علماء نے اسکے شبہ کو اس طرح دور کیا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تھا اسے بتا دیا پس انہوں نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فیصلہ کی نسبت کی نہ اور کسی کیطرف

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْمُصَوِّرِیْنَ

تصویر بنانیوالوں کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَھَبَ یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ فَلْیَخْلُقُوْا ذَرَّۃً وَلْیَخْلُقُوْا حَبَّۃً وَّلْیَخْلُقُوْا شَعِیْرَۃً، اَخْرَجَاہُ۔

ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کون بڑا ظالم ہے اس سے کہ میری جیسی بناوٹ بنانا چاہتا ہے پس وہ ایک ذرہ بنا لیں ایک دانہ بنائیں ایک جو بنائیں بخاری مسلم۔

ولهما عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اشد الناس عذابا يوم القيمة الذين يضاهئون بخلق الله

بخاری و مسلم میں بی عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کے بنانے میں اس کی مشابہت کرتے ہیں۔

ولهما عن ابن عباس رضی الله عنهما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كل مصور فى النار يجعل له بكل صورة صورها نفس يعذب بها فى جهنم

بخاری و مسلم میں ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "ہر ایک تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا۔ اس کے واسطے ہر تصویر کے عوض ایک ایک جان کیجائیگی جس کے ذریعہ اسے جہنم میں عذاب دیا جائیگا۔

ولهما مرفوعا من صور صورة فى الدنيا كلف ان ينفخ فيها الروح وليس بنافخ۔

بخاری و مسلم میں ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص کوئی صورت دنیا میں بنائے گا اسے روز قیامت یہ حکم دیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے مگر وہ پھونک نہ سکے گا۔

ولمسلم عن ابى الهياج قال قال لى على الا ابعثك على ما بعثنى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم الا تدع صورة الا طمستها ولا قبرا مشرفا الا سويته۔

مسلم میں ابوالہیاج اسدی سے مروی ہے کہ حضرت علی نے مجھ سے کہا، کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا یہ کہ کوئی تصویر نہ چھوڑے مگر اسے مٹا دے، اور نہ بلند قبر مگر اسے زمین سے برابر کر دے۔

فيه مسائل

اس میں (۷) مطالب ہیں

الاولى التغليظ الشديد فى المصورين۔

(۱) تصویر بنانے والوں کیلئے سخت وعید ہے۔

الثانية التنبيه على العلة وهو ترك الادب مع الله لقوله ومن اظلم ممن ذهب يخلق كخلقى۔

(۲) تصویر بنانے کی وجہ یہ بتائی کہ یہ خود اللہ تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی ہے، جیساکہ فرمایا "اور کون ہے بڑا ظالم اس شخص سے کہ میری بناوٹ سی بنانا چاہتا ہے"۔

الثالثة التنبيه على قدرته وعجزهم لقوله فليخلقوا ذرة او شعيرة۔

(۳) اللہ کی قدرت اور مخلوق کی عاجزی کا اظہار اس طرح کہ فرمایا ایک ذرہ بنائیں یا ایک جو ہی بنائیں۔

الرابعة التصريح بانهم اشد الناس عذابا

(۴) اس بات کی تصریح کہ ان تصویر بنانیوالوں کو سب سے سخت عذاب ہوگا۔

الخامسة ان الله يخلق بعدد كل صورة نفسا

(۵) مصور کیلئے اللہ ہر ایک تصویر کے عوض ایک جان دیگا

يعذب بها في جهنم.
السادسة أنه يكلف أن ينفخ فيها الروح
السابعة الأمر بطمسها إذا وجدت.

جس کے ذریعہ اسے جہنم کا عذاب ہوگا
(٦) مصور سے کہا جائیگا کہ اس میں روح پھونکے
(٧) تصویر کے مٹانے کا حکم جہاں کہیں ہو۔

باب ما جاء في كثرة الحلف

کثرت سے قسم کھانے کا حکم

وقول الله تعالى واحفظوا أيمانكم ٨٩-٥
عن أبي هريرة رضي الله عنه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الحلف منفقة للسلعة ممحقة للكسب أخرجاه
وعن سلمان أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ثلاثة لا يكلمهم الله ولا يزكيهم ولهم عذاب أليم.
أشيمط زان، وعائل مستكبر، ورجل جعل الله بضاعته لا يشتري إلا بيمينه ولا يبيع إلا بيمينه
رواه الطبراني بسند صحيح
وفي الصحيح عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير أمتي قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم قال عمران فلا أدري ذكر بعد قرنه مرتين أو ثلاثا، ثم إن بعدكم قوما يشهدون ولا يستشهدون ويخونون ولا يؤتمنون، وينذرون ولا يوفون، ويظهر فيهم السمن

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔"
ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے، قسم سامان کو بیچنے والی اور کمائی میں سے برکت کو مٹانے والی ہے، بخاری مسلم۔
سلمان کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین آدمی ایسے ہیں کہ نہ اللہ ان سے بات کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا، اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے ایک بوڑھا زناکار، دوسرا فقیر تکبر کرنے والا، تیسرا وہ شخص کہ اللہ کو اپنی پونجی بنائی نہ کوئی چیز خریدتا ہے نہ بیچتا ہے مگر اس کی قسم پر، اسے طبرانی نے بسند صحیح روایت کیا
صحیح بخاری و مسلم میں عمران بن حصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت کا بہترین قرن وہ ہے جس میں میں ہوں پھر جو ان کے بعد آئیں پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، عمران کہتا ہے مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے اپنے قرن کے بعد دو بار کہا یا تین بار، پھر فرمایا بیشک تمہارے بعد ایسی قوم آئیگی کہ گواہی دیں گے اور ان سے گواہی نہیں طلب کی گئی ہوگی اور خیانت کریں گے اور امانت دار نہ ہوں گے اور نذر مانینگے اور وفا نہ کرینگے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا

وفيه عن ابن مسعود أن النبي صلى الله عليه وسلم قال خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يجيء

نیز صحیح بخاری میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- بہترین قرن میرا ہے، پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں گے، پھر ان کے بعد والوں کا، پھر ایسی قوم

قوم تسبق شهادة أحدهم يمينه و يمينه شهادته، قال ابراهيم كانوا يضربوننا على الشهادة والعهد ونحن صغار

هوگی کہ ان کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی سے پہلے ہوگی ابراہیم نخعی کہتے ہیں ہمیں گواہی اور عہد پر بچپن میں مارا کرتے تھے۔

فيه مسائل

اس میں (۸) مطالب ہیں

الأولى الوصية بحفظ الأيمان

(۱) قسم کے حفاظت کی تاکید۔

الثانية الأخبار بأن الحلف منفعة للسلعة ممحقة للبركة.

(۲) یہ بیان فرمانا کہ قسم سے سودا بکتا ہے اور برکت مٹ جاتی ہے۔

الثالثة الوعيد الشديد فيمن لا يبيع ولا يشتري إلا بيمينه

(۳) سخت عذاب کا بیان اس شخص کی بابت کہ کسی قسم کے بغیر نہ خریدے نہ بیچے۔

الرابعة التنبيه على أن الذنب يعظم مع قلة الداعي

(۴) بلاوجہ گناہ کرنا اس گناہ کو اور بڑھا دیتا ہے،

※

الخامسة ذم الذين يحلفون ولا يستحلفون

(۵) ان لوگوں کی برائی جو خود قسم کھاتے ہیں حالانکہ کوئی ان سے قسم نہیں لیتا۔

السادسة ثناؤه صلى الله عليه وسلم على القرون الثلاثة أو الأربعة وذكر ما يحدث

(۶) آپ کی قرون ثلثہ یا اربعہ کی تعریف اور ان کے بعد جو ہوگا اس کا بیان۔

السابعة أن الذين يشهدون ولا يستشهدون۔

(۷) ان لوگوں کا بیان جو بلا گواہی طلب کئے گواہی دیں گے۔

الثامنة كون السلف يضربون الصغار على الشهادة والعهد۔

(۸) سلف صالحین اپنے بچوں کو گواہی اور عہد پر مارا کرتے تھے۔

باب ما جاء في ذمة الله وذمة نبيه

اللہ اور رسول کے ذمہ کا بیان

وقوله وأوفوا بعهد الله إذا عاهدتم ولا تنقضوا الأيمان بعد توكيدها وقد جعلتم الله عليكم كفيلا، إن الله يعلم ما تفعلون

۱۶-۹۱۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، اور اللہ کے عہد کو جب تم کوئی عہد کرو، پورا کرو، اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو۔ حالانکہ تم نے اللہ کو اس پر ضامن بنایا، بلاشک اللہ تمہارے سب کام جانتا ہے۔

عن بريدة قال كان رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا أمر أميرا على جيش أو سرية أوصاه

بریدہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو بڑی فوج یا چھوٹے لشکر کا افسر بناتے، اسے اللہ کے تقوے کی وصیت

بتقوی اللہ ومن معہ من المسلمین خیرا فقال اغزوا بسم اللہ فی سبیل اللہ، قاتلوا من کفر باللہ، اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا، واذا لقیت عدوک من المشرکین فادعھم الی ثلث خصال او خلال، فایتھن ما اجابوک فاقبل منھم وکف عنھم، ثم ادعھم الی الاسلام فان اجابوک فاقبل منھم، ثم ادعھم الی التحول من دارھم الی دار المہاجرین واخبرھم انھم ان فعلوا ذلک فلھم ما للمہاجرین وعلیھم ما علی المہاجرین، فان ابوا ان یتحولوا منھا فاخبرھم انھم یکونون کاعراب المسلمین یجری علیھم حکم اللہ تعالی۔

ولا یکون لھم فی الغنیمۃ والفیء شیء الا ان یجاھدوا مع المسلمین فان ھم ابوا فاسألھم الجزیۃ فان ھم اجابوک فاقبل منھم وکف عنھم، فان ھم ابوا فاستعن باللہ وقاتلھم واذا حاصرت اھل حصن فارادوک ان تجعل لھم ذمۃ اللہ وذمۃ نبیہ فلا تجعل لھم ذمۃ اللہ وذمۃ نبیہ ولکن اجعل لھم ذمتک وذمۃ اصحابک، فانکم ان تخفروا ذممکم وذمۃ اصحابکم اھون من ان تخفروا ذمۃ اللہ وذمۃ نبیہ، واذا حاصرت اھل حصن فارادوک ان تنزلھم علی حکم اللہ فلا تنزلھم علی حکم اللہ، ولکن انزلھم علی حکمک فانک لا تدری اتصیب فیھم حکم اللہ ام لا؟

فرماتے، اور جو اس کے ساتھ مسلمان ہیں، ان کے ساتھ حسن سلوک کی، پھر فرماتے۔ اللہ کے نام سے غزوہ کرو، اللہ کی راہ میں جو اللہ سے کفر کرتا ہے اس سے جنگ کرو، غزوہ کرو اور خیانت نہ کرو، نہ عہد توڑنا نہ مثلہ کرنا ناک کان وغیرہ کاٹنا، نہ بچوں کو مارنا، اور جب مشرکوں میں سے کسی ایک دشمن کے مقابل میں ہو تو تین باتوں میں سے ایک کی طرف بلانا، پس وہ ان میں سے جسکو قبول کریں تو قبول کر لینا اور جنگ سے رک جانا، انہیں اسلام کی طرف بلانا اگر وہ اسے قبول کرلیں تو یہی قبول کرلینا، پھر انہیں دار الکفر سے دار الاسلام یعنی مہاجرین کے مقام کی دعوت دینا کہ وہاں ہجرت کرو۔ اور یہ بتانا کہ اگر یہ ہجرت کرینگے تو انہیں وہ حق حاصل ہوگا جو مہاجرین کو ہے اور ان پر وہ بار ہوگا جو ان پر ہے اگر وہ ہجرت نہ کریں تو انہیں بتانا کہ وہ ان بدوی مسلمانوں کی طرح ہوں گے جن پر اللہ کا حکم جاری ہوتا ہے۔

اور انہیں مال غنیمت اور فئی[1] میں سے کچھ نہ ملیگا مگر ایسی صورت میں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں، سو اگر وہ اسلام لانے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ طلب کرنا اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہوں تو قبول کرنا اور جنگ نہ کرنا، اگر وہ اس سے بھی انکار کریں تو اللہ سے مدد مانگ کر ان سے جنگ کرنا، اور جب تو کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرلے اور وہ چاہیں کہ تو ان کے واسطے اللہ ورسول کا ذمہ کرے سو تو ان کے واسطے اللہ ورسول کا ذمہ نہ کرنا، لیکن اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ کرنا اسلئے کہ اگر تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ توڑ دو، تو یہ کمتر ہے اس سے کہ اللہ ورسول کا ذمہ توڑ دو۔ اور جب تو کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرے اور وہ یہ چاہیں کہ انہیں تو اللہ کے حکم پر اتارے تو اللہ کے حکم پر نہ اتارنا، لیکن اپنے حکم پر اتارنا اس لئے کہ تجھے معلوم نہیں کہ تو اللہ کا حکم ان میں پا سکتا ہے یا نہیں مسلم نے اسے روایت کیا ہے۔

(۱) مال غنیمت وہ مال جو جنگ و خونریزی سے حاصل ہو، فئی وہ مال جو بغیر جنگ حاصل ہو۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الاولى الفرق بين ذمة الله وذمة نبيه وذمة المسلمين
الثانية الارشاد الى اقل الامرين خطرا۔
الثالثة قوله اغزوا بسم الله فى سبيل الله
الرابعة قوله قاتلوا من كفر بالله
الخامسة قوله استعن بالله وقاتلهم
السادسة الفرق بين حكم الله وحكم العلماء
السابعة فى كون الصحابى يحكم عند الحاجة بحكم لا يدرى ايوافق حكم الله ام لا ؟

اس میں (۷) مطالب ہیں

(۱) اللہ ورسول اور عام مسلمانوں کے ذمہ میں فرق۔
(۲) آپکا اس معاملہ کی ہدایت کرنا جو دو باتوں میں سے کم خطرہ رکھتا ہے
(۳) آپ کا یہ فرمانا کہ اللہ کے نام سے غزوہ کرو اللہ کی راہ میں۔
(۴) آپ کا یہ فرمان کہ جو اللہ سے کفر کرتا ہے اس سے جنگ کرو۔
(۵) آپ کا یہ فرمانا کہ اللہ سے مدد مانگ کر ان سے جنگ کرنا۔
(۶) اللہ کے حکم اور علماء کے حکم میں فرق۔
(۷) صحابی بھی ضرورت کے وقت کبھی ایسا حکم کرسکتا ہے جسکو وہ نہیں جانتا کہ اللہ کے حکم کے موافق ہے یا نہیں۔؟

بَابُ مَا جَاءَ فِى الْاِقْسَامِ عَلَى اللهِ

اللہ پر قسم کھانے کا بیان

عَنْ جُنْدُبِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ ذَا الَّذِى يَتَأَلَّى عَلَىَّ اَنْ لَا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ اِنِّى قَدْ غَفَرْتُ لَهُ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِى حَدِيثِ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ الْقَائِلَ رَجُلٌ عَابِدٌ قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَاٰخِرَتَهُ

جندب بن عبد اللہ بجلی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ فلاں شخص کو نہ بخشے گا، اللہ نے فرمایا، یہ کون ہوتا ہے کہ مجھ پر ایسی قسم کھائے کہ فلاں کو میں نہ بخشوں گا، میں نے اسے بخش دیا اور اس قسم کھانیوالے کے سب عمل برباد کردیئے، مسلم نے اسے روایت کیا، ابو ہریرہ کی روایت میں یہ ہے کہ یہ کہنے والا ایک عابد شخص تھا، ابو ہریرہ کہتے ہیں اس ایک بات نے اس کی دنیا و آخرت برباد کردی،

فِيهِ مَسَائِلُ

الاولى التحذير من التألى على الله
الثانية كون النار اقرب الى احدنا من شراك نعله
الثالثة ان الجنة مثل ذلك۔
الرابعة فيه شاهد لقوله ان الرجل ليتكلم بكلمة الى اخره
الخامسة ان الرجل قد يغفر له بسبب هو من اكره الامور اليه۔

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) اللہ پر قسم کھانے کی برائی۔
(۲) آگ ہم سے ہمارے جوتہ کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔
(۳) جنت بھی اسی طرح ہم سے زیادہ قریب ہے
(۴) اس میں حجت ہے اس بات کی کہ انسان کبھی ایسا کلمہ بولتا ہے جس کا خیال بھی نہیں کرتا اور اسکی وجہ سے جہنمی ہوجاتا ہے
(۵) انسان کی بعض وقت ایسے معاملہ سے مغفرت ہوجاتی ہے جو اس کے نزدیک زیادہ برا ہوتا ہے۔

بَابُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ

اللہ کی سفارش مخلوق کے پاس نہ لے جانا چاہیئے

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رسول الله نهكت الانفس وجاع العيال و هلكت الاموال فاستسق لنا ربك فانا نستشفع بالله عليك وبك على الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم سبحان الله سبحان الله فما زال يسبح حتى عرف ذلك في وجوه اصحابه ثم قال ويحك اتدري ما الله؟ ان شان الله اعظم من ذلك انه لا يستشفع بالله على احد وذكر الحديث رواه ابوداؤد فيه مسائل

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ ایک بدو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ جانیں تلف ہوگئیں اور بچے بھوکے مرگئے اور مال برباد ہوگیا پس آپ اللہ سے ہمارے واسطے دعا کیجئے، ہم اللہ کو آپ کے پاس سفارشی بناتے ہیں اور آپ کو اللہ کے پاس۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک ہے اللہ پاک ہے آپ اس طرح تسبیح کہتے رہے، یہانتک کہ اس کا اثر صحابہ کے چہروں پر نمودار ہوا۔ پھر فرمایا تجھ پر افسوس! تو جانتا ہے اللہ کیا ہے؟ اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے، اللہ کو کسی کے حضور میں سفارشی نہیں لے جاتے اور پوری حدیث بیان کی، یہ ابوداؤد میں ہے۔

اس میں (۵) مطالب ہیں

الاولى انكاره على من قال نستشفع بالله عليك

(۱) اس کے یہ کہنے پر کہ ہم اللہ کو آپ کے پاس سفارشی بناتے ہیں" آپ کا سخت انکار کرنا۔

الثانية تغيره تغيرا عرف في وجوه اصحابه من هذه الكلمة

(۲) آپ کے چہرے کا بگڑ جانا، یہاں تک کہ صحابہ بھی اس بات سے متاثر ہوئے۔

الثالثة انه لم ينكر عليه قوله ونستشفع بك على الله

(۳) آپ نے یہ جملہ ناپسند نہ فرمایا کہ "ہم اللہ کے حضور میں آپ کو سفارشی لے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ درست ہے۔

الرابعة التنبيه على تفسير سبحان الله

(۴) سبحان اللہ کے معنی کا بیان۔

الخامسة ان المسلمين يسئلونه الاستسقاء

(۵) مسلمان آپ سے پانی کیلئے دعا طلب کیا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِمَايَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَى التَّوْحِيدِ وَسَدِّهِ طُرُقَ الشِّرْكِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کی حفاظت فرمانا اور شرک کے راستے بند کرنا

عن عبد الله بن الشخير رضي الله عنه قال انطلقت في وفد بني عامر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا انت سيدنا، فقال السيد الله تبارك و تعالى، قلنا وافضلنا فضلا، واعظمنا طولا، فقال قولوا بقولكم او بعض قولكم ولا يستجرينكم الشيطن

عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بنی عامر کی جماعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، ہم نے آپ سے کہا آپ ہمارے سردار ہیں، فرمایا سردار اللہ ہے جو برکت والا بلند ہے۔ ہم نے کہا آپ ہم سے افضل اور ہم پر بڑے احسان کرنیوالے ہیں فرمایا اسی طرح کی باتیں کرو۔ اور شیطان کے پھندے میں نہ آجانا۔

رواہ ابوداؤد بسند جید

وعن انس رضی اللہ عنہ ان ناسا قالوا یا رسول اللہ یا خیرنا وابن خیرنا وسیدنا وابن سیدنا فقال یا ایہا الناس قولوا بقولکم ولا یستہوینکم الشیطان انا محمد عبد اللہ و رسولہ ما احب ان ترفعونی فوق منزلتی التی انزلنی اللہ عزوجل۔ رواہ النسائی بسند جید

فیہ مسائل

الاولی تحذیر الناس من الغلو

الثانیۃ ما ینبغی ان یقول من قیل لہ انت سیدنا

الثالثۃ قولہ لا یستجرینکم الشیطان مع انہم لم یقولوا الا الحق

الرابعۃ قولہ ما احب ان ترفعونی فوق منزلتی

اسے ابوداؤد نے قوی سند سے روایت کیا۔

انس کہتے ہیں چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بولے یا رسول اللہ! اے وہ کہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کے بیٹے ہو! اور سردار اور سردار کے بیٹے ہو! فرمایا اے لوگو! اپنی معمولی باتیں کرو۔ اور شیطان تمہیں نہ بہکائے، میں محمد ہوں اور اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔ میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اس مرتبہ سے بڑھاؤ جس پر اللہ نے مجھے رکھا ہے" اسے نسائی نے بسند قوی روایت کیا۔

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) لوگوں کو غلو سے بچانا۔

(۲) جس سے کوئی "سیدنا" کہے اسے کیا کہنا چاہئے۔

(۳) آپ کا یہ فرمانا کہ تمہیں شیطان نہ بہکائے، حالانکہ انہوں نے حق بات کہی تھی۔

(۴) آپ کا یہ فرمانا کہ میں نہیں چاہتا کہ مجھے میرے رتبہ سے بڑھاؤ

باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ وما قدروا اللہ حق قدرہ

اللہ کے اس قول کا بیان "وہ نہیں سمجھے وہ اللہ کو جیسا سمجھنا چاہئے"

والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموت مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالی عما یشرکون ۳۹-۶۷

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال جاء حبر من الاحبار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد انا نجد ان اللہ یجعل السموت علی اصبع والارضین علی اصبع والشجر علی اصبع، و الماء علی اصبع، والثری علی اصبع، وسائر الخلق علی اصبع، فیقول انا الملک فضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ تصدیقا لقول الحبر ثم قرأ وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ الایۃ، وفی روایۃ لمسلم و الجبال والشجر علی اصبع ثم یہزھن فیقول انا الملک انا اللہ۔

اور ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے روز، اور سب آسمان بھی لپیٹے ہوئے اس کے داہنے ہاتھ میں، وہ پاک اور برتر ہے، اس سے کہ یہ شریک کرتے ہیں۔

ابن مسعود کہتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا "اے محمد! ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں کہ اللہ ساتوں آسمانوں کو ایک انگلی پر کرے گا، اور زمینوں کو ایک انگلی پر، اور درختوں کو ایک پر اور پانی کو ایک پر اور کیچڑ کو ایک پر، اور تمام مخلوق کو ایک پر، پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں دکھنے لگیں اس عالم کی تصدیق میں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، اور انہوں نے اللہ کو نہیں سمجھا جیسا کہ سمجھنا چاہئے، اور سب زمین اس کی مٹھی میں ہوگی روز قیامت مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ پہاڑ اور درخت ایک انگلی پر ہونگے اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں ہلا کر فرمائے گا میں بادشاہ

وفی روایة للبخاری یجعل السموت علی اصبع، والماء والثری علی اصبع، وسائر الخلق علی اصبع، اخرجاه

ولمسلم عن ابن عمر مرفوعا یطوی الله السموت یوم القیمة، ثم یاخذھن بیده الیمنی، ثم یقول انا الملک این الجبارون؟ این المتکبرون

ثم یطوی الارضین السبع ثم یاخذھن بشماله، ثم یقول انا الملک- این الجبارون این المتکبرون-

وروی عن ابن عباس رضی الله عنھما ما السموت السبع والارضون السبع فی کف الرحمن الا کخردلة فی ید احدکم وقال ابن جریر حدثنی یونس انا ابن وھب قال قال ابن زید حدثنی ابی قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم ما السموت السبع فی الکرسی الا کدراھم سبعة القیت فی ترس قال وقال ابوذر رضی الله عنه سمعت رسول الله صلی الله علیه یقول ما الکرسی فی العرش الا کحلقة من حدید القیت بین ظھری فلاة من الارض

وعن ابن مسعود قال بین السماء الدنیا والتی تلیھا خمسمائة عام وبین کل سماء خمسمائة عام وبین السماء السابعة والکرسی خمسمائة عام وبین الکرسی والماء خمسمائة عام، والعرش فوق الماء، والله فوق العرش لا یخفی علیه شیئ من اعمالکم- اخرجه ابن مھدی عن حماد ابن سلمة عن عاصم عن زر عن عبد الله ورواه بنحوه المسعودی عن عاصم عن ابی وائل عن عبد الله قاله الحافظ الذھبی رحمه الله تعالی، قال وله طرق-

وعن العباس بن عبد المطلب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه هل تدرون کم بین السماء و

ہوں، میں معبود ہوں'

بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اور سب آسمانوں کو ایک انگلی پر کرے گا اور پانی اور کیچڑ کو ایک پر، اور تمام مخلوق کو ایک پر، یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔

مسلم میں ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ سب آسمانوں کو روز قیامت لپیٹ کر اپنے سیدھے ہاتھ میں لیگا، پھر فرمائیگا' میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زبردست ؟ کہاں تکبر کرنے والے ؟

پھر ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لیگا، پھر فرمائیگا، میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زبردست کہاں ہیں تکبر کرنے والے ؟

ابن عباس کہتے ہیں کہ ساتوں آسمان اور زمینیں اللہ کے ہاتھ میں اس طرح ہونگے جیسے کہ تمہارے ہاتھ میں رائی کا دانہ

ابن جریر نے بطریق یونس ابن وہب سے روایت کی، وہ ابن زید سے روایت کرتے ہیں کہا میرے باپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ساتوں آسمان کرسی کے مقابلہ میں سات درہم کے برابر ہیں کہ ایک ڈھال میں ڈالے گئے، ابوذر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے "کرسی عرش کے سامنے ایک چھلے کی طرح ہے جو چٹیل میدان میں ڈالا جائے۔

ابن مسعود کہتے ہیں پہلے اور دوسرے آسمان میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے، اور ہر دو آسمانوں میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے ساتویں آسمان اور کرسی میں بھی پانچ سو برس کا فاصلہ اور کرسی اور پانی میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے۔ عرش پانی پر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش پر، اس پر تمہارا کوئی کام پوشیدہ نہیں، اسے ابن مہدی نے حماد بن سلمہ کے واسطے سے عاصم سے روایت کیا، وہ زر سے، ابن مسعود سے، اور اسی طرح مسعودی نے عاصم کے واسطہ ابووائل سے روایت کی، انہوں نے ابن مسعود سے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے یہ لکھا اور کہا اس کے متعدد طرق ہیں۔

حضرت عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ آسمان و زمین میں کیا فاصلہ ہے؟ ہم نے کہا

الارض؟ قلنا الله ورسوله اعلم قال بينهما مسيرة خمسمائة سنة وكثف كل سماء الى سماء مسيرة خمسمائة سنة وكثف كل سماء مسيرة خمسمائة سنة وبين السماء السابعة والعرش بحر بين اسفله و اعلاه كما بين السماء والارض، والله تعالى فوق ذلك وليس يخفى عليه شيء من اعمال بني آدم

اخرجه ابو داؤد وغيره

فيه مسائل

الاولى تفسير قوله والارض جميعا قبضته يوم القيمة۔

الثانية ان هذه العلوم وامثالها باقية عند اليهود الذين في زمنه صلى الله عليه وسلم لم ينكروها ولم يتاولوها

الثالثة ان الحبر لما ذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم صدقه ونزل القرآن بتقرير ذلك

الرابعة وقوع الضحك من رسول الله صلى الله عليه وسلم لما ذكر الحبر هذا العلم العظيم۔

الخامسة التصريح بذكر اليدين وان السموات في اليد اليمنى والارضين في الاخرى

السادسة التصريح بتسميتها الشمال

السابعة ذكر الجبارين والمتكبرين عند ذلك

الثامنة قوله كخردلة في كف احدكم

التاسعة عظم الكرسي بالنسبة الى السماء

العاشرة عظم العرش بالنسبة الى الكرسي

الحادية عشرة ان العرش غير الكرسي والماء

الثانية عشرة كم بين كل سماء الى سماء

الثالثة عشرة كم بين السماء السابعة والكرسي

الرابعة عشرة كم بين الكرسي والماء

الخامسة عشرة ان العرش فوق الماء

السادسة عشرة ان الله فوق العرش

السابعة عشرة كم بين السماء والارض

الثامنة عشرة كثف كل سماء مسيرة خمسمائة سنة

التاسعة عشرة ان البحر الذي فوق السموات بين اسفله واعلاه خمسمائة سنة والله اعلم

اللہ و رسول خوب جانتے ہیں فرمایا ان میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے، اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کا دل پانچ سو برس کے برابر ہے اور ساتویں آسمان اور عرش میں ایک دریا ہے جس کے نیچے اور اوپر اسی قدر فاصلہ ہے جیسا کہ آسمان و زمین میں، اور اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ہے۔ کوئی چیز اس پر بنی آدم کے عمل سے پوشیدہ نہیں، اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔

اس میں (۱۹) مطالب ہیں

(۱) اس آیت وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ کی تفسیر۔

٭

(۲) یہ اور اس کے مثل بہت سی باتیں ان یہود کے پاس بھی باقی تھیں جو آپ کے زمانہ میں تھے، انہوں نے نہ ان کا انکار کیا اور نہ تاویل کی۔

(۳) جب یہود کے عالم نے یہ بات آنحضرت سے ذکر کی تو آپ نے اس کی تصدیق کی اور قرآن مجید نے بھی اس کی تصدیق کی

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عالم کی بات پر مسکرانا جبکہ اس نے یہ بڑا علم ظاہر کیا۔

(۵) دو ہاتھوں کی تصریح اور کہ ساتوں آسمان سیدھے ہاتھ میں ہیں اور زمین دوسرے ہاتھ میں۔

(۶) دوسرے ہاتھ کو صراحۃً بایاں بتانا۔[1]

(۷) جبار اور متکبروں کا ذکر اس وقت کرنا۔

(۸) رائی کے برابر بتانا۔

(۹) کرسی کا بہ نسبت آسمان بڑا ہونا۔

(۱۰) عرش کا بہ نسبت کرسی بڑا ہونا۔

(۱۱) عرش کا کرسی اور پانی کے علاوہ ہونا۔

(۱۲) ہر دو آسمانوں میں کیا فاصلہ ہے؟

(۱۳) ساتوں آسمان اور کرسی میں کیا فاصلہ ہے؟

(۱۴) کرسی اور پانی میں کیا فاصلہ ہے؟

(۱۵) عرش پانی پر ہے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔

(۱۷) آسمان و زمین میں کیا فاصلہ ہے۔

(۱۸) ہر آسمان کا دل پانچ سو برس کی مسافت ہے۔

(۱۹) جو دریا کہ آسمانوں کے اوپر ہے اس کے نیچے اور اوپر کا فاصلہ پانچ سو برس کا ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے۔ — والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔

(۱) اس روایت سے یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ یہی آپ کا فرمان ہے ممکن ہے راوی کے لفظ ہوں کیونکہ صحیح ترین روایتوں میں اللہ کے لیے جو صفت آئی ہے اس میں وکلتا یدیہ یمین کا لفظ ہے۔ یعنی اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ "ید" اللہ کی خاص صفت ہے۔ اس کو انسانی ہاتھوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے کلتا یدیہ یمین فرمایا۔ یعنی اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔